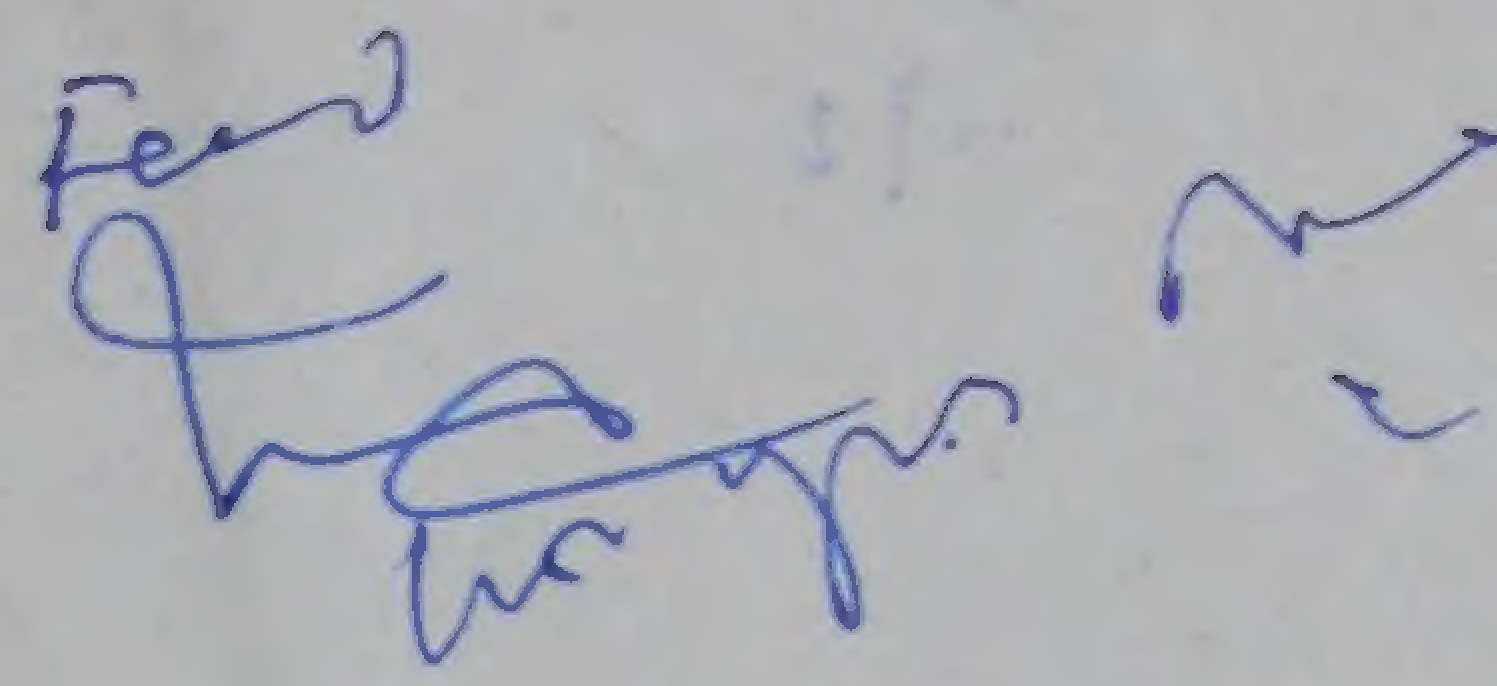


إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان فصاحت و بلاغت عنوان سراپا افسون افسانۂ عشق موسوم بہ

صنم خانۂ عشق

سنہ ١٣٠١ھ

نتیجہ فکر فلک سیر اُستاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

مینائی رحمۃ اللہ علیہ اُستادِ نواب خلد آشیان والی دار الریاستہ رامپور

در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

اِنَّ من الشعر لحکمۃً و اِنَّ من البیان لسحرا

الحمد للہ و المنۃ کہ دیوان فصاحت بلاغت عنوان سراپا افسون افسانۂ عشق موسوم بہ

صنم خانۂ عشق

نتیجۂ فکر فلک سیر اُستاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
مینائی سلمہ اللہ القدیر اُستادِ نواب خلد آشیان والیِ دار الریاست رامپور

مجبوب پریس حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب ہے گرم اُسکی کبریائی کا
کہ ذرہ ذرہ ہے آئینہ خود نمائی کا

پکارتا ہے یہ انداز و نازِ توبہ شکن
کہ آئے وہ جسے دعویٰ ہو پارسائی کا

زمانے بھر کے حسین کیون نہ جان دین اُسپر
چلن اُسی سے تو سیکھا ہے دلربائی کا

دکھا کے تیغ وہ نا آشنا یہ کہتا ہے
یہ گھاٹ ہے مرے دریائے آشنائی کا

دراز عمر ہو مشاطۂ تصوّر کی
مزہ وصال کا دیتا ہے غم جدائی کا

فقیر اُسکی گلی کا ہون مین عجب کیا ہے
جو تاجِ شاہ ہو کاسہ مری گدائی کا

پسند ہے اُسے چوکھٹ پر اپنی سجدۂ عجز
ستارہ اوج پہ ہے داغِ جبہہ سائی کا

یہ کسکی راہ مین کھوئے گئے کہ ہمسے خضر
طریق پوچھتے ہین آکے رہنمائی کا

حیا تو یہ کہ ہے ستر ہزار پردون مین
مگر ہے شوق اُسے عالم آشنائی کا

سمجھ رہا ہے جسے حشر و نشر تو زاہد
کرشمہ وہ بھی ہے ایک اُسکی خوش ادائی کا

رسائی کچھ نہین دشمار بام تک اُسکے
لگائین زینہ جو اقرارِ نارسائی کا

چلون جو دیر کو مین توڑ کر بتِ پندار
توغل بتون مین ہو اللہ کی دہائی کا

طریقِ عشق مین گم ہو کے پہنچے منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمین رسائی کا

رہ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے
مزہ کلیم سے پوچھو برہنہ پائی کا

خدا خدا جو کرے اور خودی کا دم بھی بھرے
بڑا غبی ہے جھوٹا ہے وہ خدائی کا

جو بندہ ہے تو مزہ بندگی مین پیدا کر
نہین وہ بندہ جسے ذوق ہو رہائی کا

بشر سے حمد الٰہی امیر کیا ممکن
پہاڑ اُٹھائے کہان حوصلہ یہ رائی کا

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفےٰ کا ہو گیا
غلغلہ ساری خدائی مین خدا کا ہو گیا

جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہو گیا
مصطفےٰ اُسکے ہوے وہ مصطفےٰ کا ہو گیا

حشر مین نیچے لواے حمد کے پائی جگہ
ظلِ رحمت سایہ اُس زلفِ رسا کا ہو گیا

چارہ سازی درحقیقت کی تو نامِ پاک نے
نام اطبا کا ہوا شہرہ دوا کا ہو گیا

اولِ بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہو گیا

جب سے گلگشت باغون مین مدینے کی چلی
پھولون کی ڈالی وہین دامن صبا کا ہو گیا

یادِ لب مین ہجر نے دی وصل کی لذت مجھے
زہر قاتل مین اثر آبِ بقا کا ہو گیا

موم پتھر کو یہ اُس فخرِ سلیمان نے کیا
حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہو گیا

شربتِ دیدار نے اچھی دوا دی وقتِ نزع
خوب بیڑا پار اس دردآشنا کا ہو گیا

طوقِ دینِ مصطفےٰ کا جسکی گردن مین پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا

جزوِ ایمان کہکے کیا رتبہ بڑھایا آپ نے
چشمِ حورانِ جنان مین گھر حیا کا ہو گیا

چار بالش پر حکومت کی کیا جسدن جلوس
حاکم آب و آتش و خاک و ہوا کا ہو گیا

چودھوین کا چاند دکھلا کر یہ کہتا ہی فلک
لو شبیہِ پاک کا تیار خاکا ہو گیا

رحمتِ حق کیون نہو نازل محب پر آپکے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا

روح نے جلوہ جو دیکھا آپکا قندیلِ عرش
آشیانہ اُس گرفتارِ بلا کا ہو گیا

خاتمہ جب ہوگیا بالخیر تو سمجھا یہ مین
ختم مجھپر لطف ختم الانبیا کا ہوگیا

التجا پر اُمتِ عاصی کی جب آمین کہی
بول بالا ان غریبون کی دعا کا ہوگیا

دونون رخسارونکی مدحت مین ہوا موزون جو شعر
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہوگیا

نعت مین ہمنے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
ملگئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہوگیا

حسنِ مطلق کا ازل کے دن سے مین دیوانہ تھا
لامکان کہتے ہین جسکو وہ مرا کاشانہ تھا

دل کا حاکم جان کا مالک غمِ جانانہ تھا
میہمان جسکو مین سمجھا تھا وہ صاحب خانہ تھا

بے تعلق کیا ہمین اُسکے تصور نے کیا
جب جُھکایا سر گریبان اپنا خلوت خانہ تھا

باغِ عالم کا تماشا باعثِ غفلت ہوا
دیکھنا آنکھون کا کانون کے لیے افسانہ تھا

شکر صد شکر اُس حسین کے نور سے روشن ہے دل
شمعِ رخ پر جسکے جبریلِ امین پروانہ تھا

اسقدر اُسکے تصور نے ستایا ہے مجھے
شُبہہ ہوتا ہے کہ ہستی مین کبھی تہایا نہ تھا

کیا ہوا انکار اگر اصرارِ موسیٰ پر ہوا
یہ کمالِ شوق تھا وہ نازِ معشوقانہ تھا

کُل سراپا گوش بنتے کیون نہ سُننے کے لیے
چہچہے بلبل کے گلشن مین ترا افسانہ تھا

دار پر چڑھ کر انا الحق جو کہا منصور نے
وہ بھی اک تیرا کرشمہ ہمتِ مردانہ تھا

ہم غلط فہمی سے سمجھے قتل کرنے کو عتاب
اور وہان اک چھیڑ تھی اک نازِ معشوقانہ تھا

سُن لیے دو حرف جسنے ہوگیا سرمستِ عشق
چشمِ افسون ساز کا افسون مرا افسانہ تھا

وعظ کی مجلس مین بھی آئے تو یون مستانِ عشق
مے کی بوتل تھی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ تھا

جگمگتے لیلیٰ وشون کے دیکھنے تھے شہر مین
جا کے جنگل مین بسا مجنون بڑا دیوانہ تھا

وصل ہوتا کسطرح خلوت کہان تھی رات کو
پھول تھے نرگس کے رکھے شمع تھی پروانہ تھا

مزرعِ عالم مین مجھسا سوختہ قسمت کہان
جلگیا قسمت کا میری کھیت مین جو دانہ تھا

دیر کی تحقیر کر اتنی نہ اے شیخِ حرم
آج کعبہ بنگیا کل تک یہی بتخانہ تھا

آزما دیکھا اُسے سو بار ہمنے اے امیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

مین پُرانا مست ہون جنت مرا کاشانہ تھا
حور ساقی چشمۂ کوثر مرا پیمانہ تھا

موسمِ گل مین چمن کیسا پری میخانہ تھا
پھول جو تھا وہ کسی محبوب کا پیمانہ تھا

پھول بھی تھے پھل بھی تھے اس سرزمین پر کیا نہ تھا
آج ہے ویران کبھی آباد ہر ویرانہ تھا

ہاے کیا دن تھے کہ دورِ بادہ و پیمانہ تھا
بادشاہون کا جلوخانہ درِ میخانہ تھا

دیگئی منصور کو سولی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق حق مگر اک حرفِ گستاخانہ تھا

مین تڑپ کر کیون لگاتا نازبرداری مین داغ
رگ سے کے خنجر پھیرنا تو نازِ معشوقانہ تھا

پھول جب گھر مین بچھے جاتے تھے اب بوتی ہین پھول
آج وہ ماتم سرا ہے کل جو عشرت خانہ تھا

یار اُدہر بد مست مین بیخود تکلف برطرف
ایسی صحبت مین جو آتا ہوش کیا دیوانہ تھا

نیند کے جھونکے چلے آتے تھے کیون ہنگامِ ذبح
تیغِ قاتل کی زبان پر کونسا افسانہ تھا

حُسنِ خطِ سبز نے کیسا مجھے دھوکا دیا
مین نہ سمجھا کچھ یہ سبزہ سبزۂ بیگانہ تھا

آج جس دل کا کوئی گاہک نہین کل تک یہی
حور کا آئینہ تھا زلفِ پری کا شانہ تھا

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتلِ عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے نازِ معشوقانہ تھا

کہتے ہین فرہاد و شیرین کا سُنا کل ہمنے حال
خاک پتھر تھا مزہ پھیکا سا اک افسانہ تھا

گور مین آکر ہوا کوئی نہ غربت کا شریک
جو یگانہ تھا جھپکتے ہی پلک بیگانہ تھا

پوچھتا پھرتا ہے غم اُسکا مرے سینے مین اب
کیا ہوا وہ جو یہان دل نام اک ویرانہ تھا

حال میرا سُنکے وہ بولے کہ جی دُکھنے لگا
ہاے کس کمبخت کس بیدرد کا افسانہ تھا

تر پسینے ہی مین شمعین تیری محفل کی رہین
گو پرون سے پنکھیا جھلتا ہر اک پروانہ تھا

وان نگاہین تیز تیز اور یان تھین آہین دردخیز
وصل کی شب اُس طرف افسون ادہر افسانہ تھا

جامِ جم کو دیکھتے ہی مین نے پہچانا امیر

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھون مین نور تیرا دل مین سرور تیرا
دروازے سے ہے گھر تک سارا ظہور تیرا

جنت مین بھی ہے چرچا اے رشک حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہر تیرے آگے سب قطرہائے شبنم
انکا کہان ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشم شوق وہ تو ہر رنگ مین ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

مین آئنہ ہون تیرا تو آئنہ ہے میرا
تجھ مین ظہور میرا مجھ مین ظہور تیرا

مدہوش عشق ہو کر جا بزم معرفت مین
پردہ نہ بیچ مین ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے قرب حاصل
غائب جو آپ سے ہو پائے حضور تیرا

خورشید و ماہ سب مین جلوے ترے ہین لیکن
ایسی کہان ہین آنکھین دیکھین جو نور تیرا

اے دل جو اُسکے غم کو تجھ مین جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہمنے دار السرور تیرا

نادان **امیر** ناحق امیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دے گا وہ اب ضرور تیرا

نہ شوق وصل کا موقع نہ ذوق آشنائی کا
مین اک ناچیز بندہ اور اُسے ہے دعوئ خدائیکا

بڑا صد شکر جو داغ اپنے سینے مین جدائیکا
ستارہ بنگیا آخر وہ صبح آشنائیکا

درازی دہیان مین آتی ہے کب روز قیامت کی
کہ اک پیوند ہے پیراہن روز جدائیکا

بنے جو موج اپنے بحر خون مین حلقہ اے قاتل
الہی ہو وہ چھلا تیری انگشت حنائیکا

نوید وصل عاشق کے لیے ہے صدمہ فرقت
اُبھرنا بیٹھ جاتا ہے محیط آشنائیکا

جلاتا کیون ہے ایدل مجکو شوق وصل بھڑکا کر
ارے اس آگ سے تو پھونکدی پردہ جدائیکا

الہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت مین
ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائیکا

ہدف دل کو بناتے ہین جو کچھ کہیے تو کہتے ہین
سکھاتے ہین چلن تیرون کو اپنے دلربائیکا

پہنچکر یار تک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو
رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائیکا

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بو مہندی کی آتی ہے / ترے نقشِ قدم مین رنگ ہے پائے حنائیکا

شبِ وصلت نزاکت اُنکی شوقِ وصل سے بولی / ترس کھا مجھپہ ظالم وقت ہے بیدست و پائیکا

وفا منظور اسکو بھی نہین ہے اُسکی فرقت مین / سبق پڑھنے چلی ہے عمر اُس سے بیوفائیکا

تمھین تم آئنہ خانے مین ہو چارونطرف دیکھو / کہو جی اب بھی کچھ ارمان نکلا خودنمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین بوسے لیتی ہین / اُنہین باتون سے منہ کالا ہے شبہای جدائیکا

سر اُسکے پاون پر رکھے بنائے ہین یہ بت جسنے / مزہ ہے خاک پتھر پاسے بت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بھر گیا ہے عمر کا پیمانہ اب چھلکا / چراغ اک جھلملاتا سا ہے بزمِ آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکھون کے آگے ہے / رہائی کے برابر اب تصور ہے رہائیکا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند آ نہین سکتی / طلایہ پھر رہا ہے آنکھ مین طوقِ طلائیکا

امیر خستہ جان آفت مین ہے یا حیدرِ صفدر
کرو امداد اُسکی وقت ہے مشکلکشائی کا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بت دعوی خدائیکا / تماشا دیکھتا ہون تیری شانِ کبریائیکا

دکھایا مہر نے جلوہ جو اُن کو خودنمائیکا / تو بولے چور ہے تو بھی مرے رنگِ طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخِ گل ہین اِس غیرت سے مرتا ہون / کہان دیکھا لچکنا اِسنے اُس نازک کلائیکا

نئی دھج اُنسنے مقتل مین دکھائی نیمچابون کو / لگایا بانکپن پر اور طرہ کج ادائیکا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس / قیامت تو پرانا حال ہے روزِ جدائیکا

نہ پہنچے ہائے بے بال و پری سے شاخِ گل تک بھی / چمن سے لیچلے ہم پھول داغِ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکھنے والے / مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خودنمائیکا

رُلایا حسرتِ پابوس نے مجھکو لہو برسون / تصور رنگ لایا کیا ترے پائے حنائیکا

نزاکت دیکھنا رنگِ حنا سے وہ یہ کہتا ہے / کہ تجھپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مینے کہ آنکھونسے لگین آنکھین / تو بولے ہان ابھی ارمان باقی ہے لڑائیکا

کیا رسوا اسے عالم حجب کے پردے مین مجھی تو نے
تری عصمت نے کے سر پر خون میری پارسائیکا

کہین کالا تو خورشید محشر بھی ہنو جائے
بہا ہے پھیل کر کاجل مری شام جدائیکا

اُسے دیکھا جو آتے نزع مین اُمید بول اُٹھی
کہ دیکھو روکنے والا وہ آیا میری آئیکا

ہزار آئینے آئین روبرو آنکھین نہ کھولین ہم
پسند آتا نہین ہم کو یہ شیوہ خودنمائیکا

کف ہمت سے ہے مثل مہر دل سے بادشاہ اپنا
ہلال آسا نہ ناخن نہین کاسہ گدائیکا

یہ کودک طبع کیا جانین کہ مین جو معلم ہون
بڑا ہے چہرۂ نیکی یہ پردہ بدنمائیکا

سیہ بختی نے پہنچایا ہے مجکو اہل بینش تک
گزر آنکھون مین اُس سرمے کی بدولت ہی سلائیکا

ہوا ظاہر یہ ہندو کی جبین پر دیکھکر ٹیکا
کہ ہے کافر کو بھی داغ اُسکے در کی جبہہ سائیکا

امیر اک بات بھی واعظ نہین کہتا خدا لگتی
خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائیکا

سیئے ہے آفتاب حشر بھی کاسہ گدائی کا
ستارہ خوب ہی چمکا ترے رنگ طلائی کا

یہ شکوہ بیوفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانیکی مزہ ہے آشنائی کا

بُرا ہو ہائے اس عمر روان کی بیوفائی کا
نہ راتین وصل کی دیکھین نہ دن ہمنے جدائی کا

خدا نے اِن بتون کو کچھ نئی طینت عنایت کی
خمیر انکا بنا ہے کھینچکے جوہر بیوفائی کا

کتروا کر اُسی کے تاج بنوائے سلاطین نے
کوئی ٹکڑا جو ہاتھہ آیا مرے دلق گدائی کا

ہوا تیغ ادا سے دل دونیم اپنا تو سمجھے ہم
دو ورقہ ہاتھہ آیا یہ کتاب آشنائی کا

کرے کوئی جہان مین مجھسے بڑھکر بندگی تیری
تعجب کیا ہے اے بت کارخانہ ہے خدائی کا

بخوبی جانچ کر لے جنس کی بازار ہستی مین
فریب ان جو فروشون سے نہ کھا گندم نمائی کا

یہ پھنسا کر حلقۂ گیسو مین میرے دل کو کہتے ہین
اسی زندان مین رہتا ہے گنہگار آشنائی کا

دیا بے مانگے بوسہ مین نے پھر مانگا تو وہ بولے
نہین چھٹتا ہے پڑ جاتا ہے جب لپکا گدائی کا

اکیلا ہمکو تکیے مین سُلاکر چلدیئے یارو
بڑا ہمکو بھروسا تھا تمہاری آشنائی کا

ترقی پر کسی کی شوخیاں ہیں خیر ہو یا رب
حیا کی جان کا دشمن ہے پکا خود نمائی کا

حیا کو چھیڑتی ہین شوخیاں چلاتی ہے عصمت
کہ اب اُٹھتا ہے اب اُٹھتا ہے پردہ پارسائی کا

عروسِ مرگ آئی مجھسے ہم آغوش ہونے کو
ہوا مشتاق گی ہمیشہ مری شام جدائی کا

پڑی ہین حسرتین مردہ جلا دے انکو اے عیسیٰ
ذرا ہم بھی تو دیکھین کھیل قدرت آزمائی کا

بہار آتی ہے اب عصمت کا پردہ فاش ہوتا ہے
جنون کا ہاتھ ہے آج اور دامن پارسائی کا

گرے سجدے مین جب چوکھٹ پر اُسکی چوم لی چوکھٹ
بڑھایا لیکے بوسے ہمنے رتبہ جبہہ سائی کا

مجھے اے سیمتن یہ ضعف سے چکر نہین آتا
نگاہین طوف کرتی ہین ترے طوقِ طلائی کا

یہ کس بیدرد نے دستِ نگارین خواب مین چوما
کہ فریادی ہے اب تک نیل اُس نازک کلائی کا

امیر اس خرقہ و عمامہ کو تم رہنِ مے کر دو
ابھی تم پر نہین پھبتا ہے جامہ پارسائی کا

ان شوخ حسینون پہ جو مائل نہین ہوتا
کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہین ہوتا

کچھ وصل کے وعدے سے بھی حاصل نہین ہوتا
خوش اتنا تو خوشی سے بھی مرا دل نہین ہوتا

گردن تنِ بسمل سے جدا ہوگئی کب کی
گردن سے جدا خنجرِ قاتل نہین ہوتا

دنیا مین پریزاد دیے خلد مین حورین
بندون سے وہ اپنے کبھی غافل نہین ہوتا

بسمل تو ہوے سیکڑون ہی سر تڑپ کر
ٹھنڈا مرے قاتل کا مگر دل نہین ہوتا

دھبا نہین دیتا ہے لہو حسرتِ دل کا
اس خون سے تر دامنِ قاتل نہین ہوتا

دل مجھسے لیا ہے تو ذرا بولیے ہنسیے
چٹکی مین مسلنے کے لیے دل نہین ہوتا

دیوانہ ہے دنیا مین جو دیوانہ نہین ہے
عاقل وہی ہوتا ہے جو عاقل نہین ہوتا

کہتے ہین ہم آئینے مین حسن اپنا نہ دیکھین
اچھی کبھی معشوقون کے کیا دل نہین ہوتا

تمکو تو مین کہتا نہین کچھ حضرتِ ناصح
پر جسکو ہو بک ایسی وہ عاقل نہین ہوتا

پہلو مین اُنہین غیر کے بیچین ہی کر دے
اتنا بھی تو تجھسے تپشِ دل نہین ہوتا

گم گشتگیون نے وہ مزہ مجھکو دیا ہے
اب منہ بھی کبھی جانب منزل نہین ہوتا

عاشق کے بہل جانے کو اتنا بھی ہو کافی
غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا

کہتے ہین دم ذبح وہ رک رک کر کوئی پوچھے
اس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا

فریاد کرون دل کے ستانے کی اُسی سے
راضی مگر اسپر بھی مرا دل نہین ہوتا

اُٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر
اُس بزم مین جانا اب مجھے مشکل نہین ہوتا

فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے
اُس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا

انداز کسی کان کی بجلی کا اُڑا لے
یہ حسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا

مرنے کی بتون پر یہ ہوئی مشق کہ مرنا
سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا

دلداریون کو آئین حسین چار طرف سے
برہا ہے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا

جس بزم مین وہ رخ سے اُٹھا دیتے ہین پردہ
پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا

کہتے ہین کہ دل دیکے تڑپتے ہین جو عاشق
ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعر وہ فن ہے کہ امیر اسکو جو برتو
حاصل یہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضر رہ مقصود اگر دل نہین ہوتا
منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا
اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا

جھٹکے دیئے سوہان کے کوڑے بھی لگائے
گیسو سے کسیطرح جدا دل نہین ہوتا

زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہے غیرت
پورا کوئی وار اسے مری قاتل نہین ہوتا

آتا ہے جو کچھ منہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ
اور اُس پہ یہ طرہ ہے کہ قائل نہین ہوتا

کیا سحر ہے اُس بت کی نظر مین بھی الٰہی
جب تک وہ ادہر آئے یہان دل نہین ہوتا

رک رک کے تو خود پھیرتے ہین حلق پہ خنجر
اور مجھسے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا

آئینے کو بھی روک دیا ہے کہ نہ آئے
اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

راحت کا نکلتا نہین اُسکے کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہے تو اُڑتا ہی اُدھر ہی
لیلیٰ سے الگ پردۂ محمل نہین ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین وہ جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہین ہوتا

تیر اُس سینہ لگا یا وہ پڑا آ کے جگر پر
بچپن ہے وہ کیا جانے اِدھر دل نہین ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجھکو
عیسیٰ بھی کرے پیار تو حاصل نہین ہوتا

بولے یہ خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہین ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ ہین اور اُس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہین ہوتا

جب دردِ محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہین ہوتا

شرم اُسکی مجھے مانع دیدار نہین ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہین ہوتا

ٹکڑے بھی ہے گل خون مین ڈوبا بھی ہے لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہین ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہین ہوتا

تم اور کوئی کام **امیر** اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لیے دل نہین ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہیے اَب تو اضطرابِ دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغِ قاتل ہے اسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچۂ دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا سبھی
کالے کوسون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا نقطہ چھل گیا

آہنی وہم پہ جہان بگڑے حضور
لب ہلائے آپنے دل ہل گیا

مرحلے طے کُنجِ عزلت مین کیے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

برہمن کو بت سمجھے تو اے صنم
جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے

جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکل کشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغِ غم روزِ ازل ہی مل گیا
کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
مسکرانے مین کھُلا کیا وہ دہن
ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
آئی جب صحرا مین خوش چشمون کی یاد
پھونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اُس کا رخ پھرتے ہی آنکھین پھیر دین
کیا ملا مجکو ملا کر خاک مین

تن مین جان آنے سے پہلے دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا
بولے اُف اُف پاؤن میرا چھل گیا
بولے کچھ بل بیٹھنے سے مل گیا
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا
کیا سگِ محبوب سے ہل مل گیا
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا
پیار کرنے کو سرِ محفل گیا
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا
لو اُدھر قاتل اِدھر بسمل گیا
ہان لقب عاشق کُشی کا مل گیا

وای قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
گھر ہے اللہ کا گھر بے سروسامانون کا
خاطرِ رنج وغم و درد سے فرصت ہی نہین
کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری

حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا
میزبان ہوگئے ہوا مین انہین مہمانون کا
توسنِ ناز ہے خوگردہ تری رانون کا

گور کسریٰ و فریدون پہ جو پہنچون پوچھون
تم یہان سوتے ہو کیا حال ہے ایوانون کا

اُنکے حکمون کی ہو تعمیل کہان تک مجھسے
ڈھیر شقون کا ہے انبار ہے پروانون کا

کون گل چہرہ رنگین کا نہین دیوانہ
باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا

قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنود
رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا

کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان
فاصلہ خامہ و کاغذ مین ہے میدانون کا

دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا
ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا

مانع بادہ کشی مجکو ہین ناحق واعظ
خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانون کا

سبزہ خط نے گھٹا دی ترے عارض کی بہار
تھا جو لالے کا چمن کھیت ہے اب دھانون کا

حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی
جا پڑا خلد مین ڈاکا مرے ارمانون کا

موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا
یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا

سُننے والون کے نہ کسطرح پھنسین طائر دل
دام صیاد کا اُلجھا ہے تری تانون کا

عرصہ ہستی و طول شب گور و محشر
بُعد ہے بندہ و رب مین ابھی میدانون کا

تیر پر تیر لگاتا ہے کماندار فلک
خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا

در جانان سے نکلکر مین پھنسا زندان مین
گرو حلقہ پے انعام ہے دربانون کا

عشق رخسار مین اقبال سکندر پایا
آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا

لال موباف صنم گیسوے شبگون مین نہ ڈال
خون ہوجائیگا دو چار مسلمانون کا

توڑ کر بال و پر اُسکے جو بنایا ہے چنور
ہے ہوا خواہ ہما ترے مگس رانون کا

بسملون کی دم رخصت ہے مدارات ضرور
یار بیڑا تری تلوار مین ہو پانون کا

آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ ہو تر
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا

آدمی غیرون کی اغوا نے نہ رکھا اُنکو
کھیل سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا

بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے
دن کو شب راتکو ہون خواب نگہبانون کا

میرے اعضا نے پھنسایا ہے مجھے عصیان مین
شکوہ آنکھون کا کرون یا مین گلہ کانون کا

قدردان چاہیے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانون کا

تابع دین کبھی دولت پہ نہ شیدا ہوگا
پیرو شیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا

یہی کاہش ہے تو کیسا تن لاغر کا پتا
آج ہے موے کمر کل پر عنقا ہوگا

معرفت کے لیے ہے ترک تعلق لازم
خوب سمجھے گا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا

مرگ کے بعد ہے بیدار دلون کو آرام
نیند بھر کر وہی سوے گا جو جاگا ہوگا

ٹکڑے ٹکڑے نہین بیوجہ مرا دل ساقی
کوئی شیشہ کسی میخانے مین ٹوٹا ہوگا

ہمنے اندیشۂ پیری مین جوانی کاٹی
رات بھر خوف رہا صبح کو اب کیا ہوگا

دل کو آغاز محبت مین نہ سمجھو تھوڑا
بڑھتے بڑھتے یہی قطرہ کبھی دریا ہوگا

بیوفائی سے تمھاری یہی ہر دم ہے خیال
تم جو اپنے نہوے کون کسیکا ہوگا

یہ نہوگا کہ جگہ دوست کی خالی دیکھون
دل بھر آئے گا تہی مُنھ سے جو مینا ہوگا

شہر کو چھوڑ کے کیون دشت مین وحشی جائین
خاک اُڑاتے جدہر آجائین گے صحرا ہوگا

کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا
چھپ کے اغیار سے تنہائی مین رویا ہوگا

عشق مژگان مین کہان صورت آرام امیر
نیند اُڑ جائیگی بستر پہ جو کانٹا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا
تیری صورت پہ مری شکل کا دہوکا ہوگا

یہی ساقی کی کدورت ہے جو میرے دل سے
جام مے دُرد سے لبریز یہ مینا ہوگا

جانے دے قتل مجھے کر کے نہ غم کر قاتل
تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے اب کیا ہوگا

تو ہی مجھ گم شدہ سے چھُٹ کے نہوگا نالان
اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا

قیس لیلے کے تصور ہی مین لیلیٰ کیسی
اپنے ہی دل کا سویدا کبھی دیکھا ہوگا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے
کوئی بیتاب تہِ خاک تڑپتا ہوگا

ہجرِ ساقی مین ہے دل چور کردن گیا انگشت
سبزہ زیرِ کفِ پا ریزۂ مینا ہوگا

دیکھ اے درد جدا ہو نہ دلِ محزون سے
اور اُلجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا

جوشِ سودا کے گھٹانے کی ہے فکر اے قیس
بڑھکے آخر کو یہی قطرۂ لیلیٰ ہوگا

وہ جہان اوج پر آیا یہ چمک اُٹھتے ہین
مہرِ ذرّون کے مقدر کا ستارا ہوگا

گنجِ قارون بھی ملا مجکو جو اے حرص تو کیا
عمرِ مفلس کی طرح صرفِ تمنا ہوگا

عشق اُسکے لبِ شیرین سی مین رکھتا ہون امیر
درد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سرد آہین جب کسی نے کین وطن یاد آگیا
چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے چمن یاد آگیا

جس جگہ دو گز زمین پائی کھُدی سمجھا مین گور
جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا

تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا روح کو
قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا

نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھلا
موت کی سختی اُٹھائی کوہکن یاد آگیا

گور مین بھی ہم نہ بھولے صحبتِ احباب کو
گوشۂ خلوت مین لطفِ انجمن یاد آگیا

کھینچکر چادر جو پھر تربت پہ میری ڈالدی
سچ بتا کیا تجکو اے دزدِ کفن یاد آگیا

جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے
سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا

رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر بانہین غریب
عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پر اے امیر
رہ گئے مُنہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا

روبرو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا
آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا

آشنا جام سے جسدن لبِ جانان ہوگا
ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا

زنگِ اخفاے محبت جو نمایان ہوگا
دردِ پہلو کیطرح داغ بھی پنہان ہوگا

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر — عوضِ نامۂ اعمال گریبان ہوگا
غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا — غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا
اے جوانی یہ ترے دم کے ہین سارے جھگڑے — تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا
خواہشِ وصل تو کیونکر کہون لیکن ناصح — دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا
اِک پری رو نے ہماری یہ بنائی صورت — سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا
دستِ وحشت تو سلامت سے رفو ہونے دو — ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا — پیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا
آگ دلمین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی — اور کیا تجھسے بھرا اے دیدۂ گریان ہوگا
جان دیکر جو ملے بوسۂ جانان تو ہی مفت — دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا
اے اجل دوڑ کہ غربت مین پڑا ہون تنہا — اسطرح کا ہی کو خالی کبھی میدان ہوگا
میرے اور غیر کے مقتل مین کھُلینگے جوہر — امتحانِ عشق و ہوس کا سرِ میدان ہوگا
رات دن گیسوے محبوب کا رہتا ہے خیال — خواب آنکھون مین مری آکے پریشان ہوگا
ہین دمِ ذبح جو انداز یہ جلادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
اور بڑھ جائے گا دیدار سے شوقِ دیدار — یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے **امیر**
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا — یہ نہ تھا تو کاش دلبر مجھے اختیار ہوتا
پسِ مرگ کاش یون ہی مجھے وصلِ یار ہوتا — وہ سرِ مزار ہوتا مین تہِ مزار ہوتا
ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی — مرا نشہ کیون اُترتا مجھے کیون خمار ہوتا
مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی — جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا
مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی — کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوئی پھول اِس چمن مین ۔ دلِ داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب ۔ مرے دونون پہلوؤن مین دلِ بیقرار ہوتا

دمِ نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے منہ دکھاتا ۔ تو خدا کے منہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ ملک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی ۔ سرِ راہِ کوے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چرائی ۔ وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون ۔ اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی امیر باقی ۔ انہین مرنے ہی کا ابتک نہین اعتبار ہوتا

نئی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دوچار ہوتا ۔ کہ اُدھر سے وار ہوتا تو اِدھر سے پیار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھپہ وار ہوتا ۔ تو نثار ہونے والا یہی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ وہ دو ترے تیر ساتھ چلتے ۔ کوئی دل کو پیار کرتا کوئی دل کے پار ہوتا

اثر اسقدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا اُن پر ۔ کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوکِ ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت ۔ جگر اُس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکھا ۔ مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا ۔ نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہوکر نہین کوئی دوست میرا ۔ یہ جو دل ہے دشمنِ جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پہلوون مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے ۔ کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مرے بیان مین دکھاتا ۔ وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا ۔ یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سرِ قبر آتے ہو تم جو بڑھا گئے اپنا گھٹنا ۔ کوئی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دمِ رخصت اُنکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا ۔ تمھین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

مین نثار تجھپہ ہوتا تو رقیب جان کھوتا
مین ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شب وصل تو جو بیخود نہوا امیر ہوکا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار ہوتا

موباف کھل گیا ہے کسی گلعذار کا
آنچل لٹک رہا ہے عروس بہار کا

کچھہ تو سبب ہے گردش لیل و نہار کا
اس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا

کیا دل جلا رہا ہے بس مرگ ہو دعا
ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا

جنکو ملا کے خاک مین خوش ہو رہے ہو تم
تکیون مین دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا

گرد نظر سے ہو نہ مکدر اُلٹ نقاب
غافل غبار ہے یہ رہ انتظار کا

پھولون کا قافلہ ہے کہ اُتری ہی یہ برات
ہر شاخ گل ہے پاؤن عروس بہار کا

آئین وہ یا نہ آئین ترس کھائین یا نہ کھائین
کیا اختیار گریۂ بے اختیار کا

پھر بیٹھے بیٹھے وعدۂ وصل اُسنے کر لیا
پھر اُٹھ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا

دلسوز بیکسی سا نہین کوئی بعد مرگ
پروانہ ہو گئی مرے شمع مزار کا

روؤن تو اُنکو آئی ہے بیساختہ ہنسی
اچھا ہے جوڑ گریۂ بے اختیار کا

ایسا مزہ ملا ہے تڑپ مین کہ ہے دعا
بڑھ جائے اور طول شب انتظار کا

پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو
کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروس بہار کا

وہ شوخ اپنی راہ سے یہ اپنی راہ ہے
قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا

ساقی کے ہاتھہ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا
ٹوٹا وہ دل کہین کسی امیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا امیر غریب الدیار کا

جھونکا ادھر نہ آئے نسیم بہار کا
نازک بہت ہے پھول چراغ مزار کا

عالم وہی ہے سن سے اُتر کر بھی یار کا
جوبن خزان نے چھین لیا ہے بہار کا

یارب مٹے نہ دل سے کبھی داغ آرزو
ٹھنڈا نہو چراغ شبِ انتظار کا

شاخون سے برگِ گل نہین جھڑتے ہین باغ مین
زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا

شیشون نے ہچکیون کی لگائی ہے ڈاک کیون
میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا

میری لگی بجھانے کو آتا ہے بار بار
ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا

ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین
تو ہی پتا بتا دے دلِ داغدار کا

اس پیار سے فشار دیا گورِ تنگ نے
یاد آگیا مزہ مجھے آغوشِ یار کا

آنسو ادھر روان ہین اُدھر پھُنک رہا ہی دل
نالہ مرا دھوان ہے سمندر کے پار کا

گردون نے لیکے اُسکو ستارون مین رکھ لیا
اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا

ہلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان
مُنہ چومتے ہین پھول عروسِ بہار کا

پھولون سے فرشِ خاک پہ تارے چھٹک گئے
دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا

آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہو گئے
آخر پڑا ہی صبر دلِ بیقرار کا

لیٹا مین خواب مین بھی تو بولا الگ الگ
مرجھا نہ جائے پھول کوئی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے اے امیر
مٹتا ہے آسرا دلِ امیدوار کا

جمالِ یار کو سب کہتے ہو تم کہان دیکھا
کلیم ہوش مین آؤ ابھی کہان دیکھا

وہی چراغ وہی گل وہی قمر وہی برق
نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا

دکھائی آئینے نے اُنکو عکس کی تصویر
تو ہنسکے بولے کہ تو نے مجھے کہان دیکھا

نہین ہے دخترِ رز سا بھی کوئی حسن پرست
ٹپک پڑی یہ جہان کوئی نوجوان دیکھا

کہین تو دیکھ چکے ہین یقین سب ہے دل کو
مگر یہ یاد نہین ہے تمہین کہان دیکھا

فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو
جہان مین نہ کوئی باغ بے خزان دیکھا

پھنسی جو دام مین بلبل تو کہہ نگاہون سے
کبھی چمن کو کبھی سوے آشیان دیکھا

شبِ وصال وہ سلمان وہ روشنی وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بہار مین جو نکالا ہمین تو کیا پایا
خزان مین حال چمن تو نے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرقت مین ہمکو یاد آ ئی
لٹا ہوا جو کہین کوئی کاروان دیکھا

کہین سگے وقت ملاقات اُن سے اپنی بات
جو کچھ سُنا تھا وہ آنکھون سے مہربان دیکھا

دکھائی ترکِ تعلق نے شانِ بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

نکیلی چتونین آنکھون مین کیا جگر مین چُبھین
امیر آج عجب نوک کا جوان دیکھا

وہ پاؤن تھے جو شاہدِ آغوشِ نقشِ پا
افسوس اب ہین خوابِ فراموشِ نقشِ پا

سر کے وہ پاؤن ہو کے جو ہمدوشِ نقشِ پا
فریاد کر اُٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے آئی شہرِ خموشان سے کیا خبر
اب تک اُسیطرف ہین لگے گوشِ نقشِ پا

بیدرد جانے والو ٹھہر جاؤ دم تو لو
کچھ تم سے کہتے ہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سُننا نہ بولنا
آنکھین کُھلی ہین بند لب و گوشِ نقشِ پا

ہم بے زبان خاک نشینون کا عیش کیا
تھا اک تبسم لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا راہ پہ چلنے والون کا غربت مین آسرا
جب نقشِ پا کو چھوڑ گئے ہوشِ نقشِ پا

اے دل چل اُسکے ساتھ دبے پاؤن اسطرح
آواز پا ذرا نہ سُنے گوشِ نقشِ پا

ڈرتے ہین پاؤن رکھتے کہ ایسا نہو کہین
چُپکے سے چوم لین لبِ خاموشِ نقشِ پا

نازک بہت ہین پاؤن نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمیِ آغوشِ نقشِ پا

کیا چین سے ہین خواب مین آسودگانِ خاک
دیتے ہین یہ خبر لبِ خاموشِ نقشِ پا

اُس گرم رو کی شوخیِ رفتار سے امیر
اُڑتے ہین رنگِ رُخ کی طرح ہوشِ نقشِ پا

کیونکر رہے نہ زارتن و توشِ نقشِ پا
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

دشتِ جنون مین اَب وہ کہان جوشِ نقشِ پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوشِ نقشِ پا

وہ تیز رو ہے زارتن و توشِ نقشِ پا
ڈر ہے کہ بس نجائے کہین دوشِ نقشِ پا

رکھدین وہ آکے پاؤن سرِ دوشِ نقشِ پا
اِس شوق مین کشادہ ہے آغوشِ نقشِ پا

نسبت ہے راہِ عشق سے راہِ حرم کو کیا
یان کثرتِ سجود وہان جوشِ نقشِ پا

اے مست ناز دیکھکے رکھ راہ مین قدم
چھلکے کہین نہ بادۂ سرجوشِ نقشِ پا

رفعت سے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسرِ طلب نہین سرِ مدہوشِ نقشِ پا

میٹھا ہے راستے مین ہدایت کیواسطے
کیا رہنما ہے پیرِ صفا کوشِ نقشِ پا

دورِ خرامِ ناز ہے کس مستِ حسن کا
ساغر بکف ہے دستِ قدح نوشِ نقشِ پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوشِ حور ہے مجھے آغوشِ نقشِ پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ مشتِ خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوشِ نقشِ پا

پہلو سے تو اُٹھا تھا کہ مین سرد ہو گیا
بیدرد میری جان کو تو درد ہو گیا

ہنگامۂ جفائے فلک گرد ہو گیا
نالے جو گرم مین نے کیے سرد ہو گیا

کترا جو اپنے دستِ نگارین سے یار نے
کاغذ کا پھول برگِ گلِ ورد ہو گیا

ہنگامِ سیرِ باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہو کے غنچہ کا مُنہ زرد ہو گیا

دل کہہ رہا ہے اَب کسی پہلو نہین قرار
یہ دردِ آشنا ہمہ تن درد ہو گیا

سر اُٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے پامرد ہو گیا

یکتائیِ جمال کا لکھا جو مین نے وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہو گیا

مجھسا کہان ہے کوئی زمانے مین خاکسار
رُخ سے مرے جو رنگ اُڑا گرد ہو گیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر مین جہان گرد ہو گیا

آنکھ اُسنے نہ کھولی جسے سفاک نے تاکا
منہ دیکھکے اُٹھی تھی قضا کسکی ادا کا

نادان ہو دھوکا ہے نہیں زلفِ رسا کا
سایہ ہے ہتو سر پہ تمہارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہیں لوٹ ہے گالون پہ تمہارے
ہاتھون پہ بھی لوٹا ہوا ہے رنگ حنا کا

مجھ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی
آنکھین نکل آئین کوئی انگور جو تاکا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے
احسان اُٹھایا نہین جاتا ہے دعا کا

اللہ ری شبِ غم کی سیاہی کہ سحر بھی
بڑھتی ہوئی آتی ہے عملِ ردِ بلا کا

کیا جانیے کیا ہے ترے بیمار کی حالت
عیسیٰ بھی یہ کہتے ہین کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین پھولو نہ بہت لالہ و گل پر
مرغانِ چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آے جو دولت
رویان بھی نہ میلا ہو گلیم فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پےِ قتل
ہے حُسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خیر ہو یارب
غمزے نے جھروکے سے مجھی جھانک کے تاکا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمارِ محبت
یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کھلجاتا ہے اُس شوخ کا جوڑا
اُڑ جاتا ہے رنگ اور مری بزمِ عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین
کُشتہ ہون مین اک صاحبِ عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون
بے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کفِ پا کا

کیا کیا ہے شبِ وصل نگہبانیِ عصمت
جوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کیے دیتے ہین موے مژۂ یار
ان ننھے سے تیرون مین بھی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشۂ نے شوخی کی کمک کی
مشکل سے شبِ وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رونے دے تڑپنے دے مجھے بیخودیِ شوق
کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رُفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت
بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگِ حنا کا

مشتاقون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزے
کیا سیکھی ہے انداز قضا تیری ادا کا

کیا جانیے آجائے گا کس روز وہ جلاد
انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا

بازو پہ ہین اپنے دلِ بیمار کے بانہون
تعویذ جو ہاتھ آے مزارِ شہدا کا

اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے
یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اُٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پردہ رخِ محبوب سے اُٹھا نہ حیا کا

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ اُمنگین مٹ گئین وہ ولولا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان
ہاے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا

آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا
ہان مگر اک دمِ غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا ہے موہنی ہے سحر ہے اعجاز ہے
اِک نگاہِ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج
ہای ظالم ہاے ظالم کا مزا جاتا رہا

درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین
رہ گئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

جھوٹے وعدون سے وہ راحت کا سہارا بھی گیا
واے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا

بے تکلف نشۂ مے نے تو اُن کو کر دیا
پردہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا

شربتِ دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی
دیکھ لینے سے دوا کے درد کیا جاتا رہا

آیتِ لاتقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے
آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا

مجکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے
کیون میان کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا

نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہے آنے کی قسم
خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا شکوؤن سے بھرا
تم گلے سے ملگئے سارا گلا جاتا رہا

مرگِ دشمن پر کفِ افسوس تم ملتے تو ہو
پھر ملوگے ہاتھ تو رنگِ حنا جاتا رہا

شیخ جی ہین اور شب بھر دخترِ رز سے اختلاط
وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

شوخیان رگ رگ مین ہین جتا دہان کس کا ہے رنگ
آتے آتے ہاتھ مین رنگِ حنا جاتا رہا

ہاے وہ صبحِ شبِ وصل اُنکا کہنا شرم سے
اَب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخُودی کا ہو بُرا محروم رکھا وصل سے
آپ جب آئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وُہ کہان
ہاے اَب وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جانے بھی دے
بوالہوس بدنام کن اچھا ہوا جاتا رہا

مین نے چھاتی سے لگا کر جسکو رکھا عمر بھر
ہاے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو ہمچشمون مین جھنجھلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھون کا بھی او بیحیا جاتا رہا

کیا بُری شے ہے جوانی رات دن ہے تاک جھانک
ڈر بتون کا اِک طرف خوفِ خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا تو کیا ہوتا امیر
جانے دو اِک بیوفا جب تا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لے گیا
مگر جو کسیکو دیا لے گیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہِ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لے گیا

تری آنکھ کا تل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اُڑا لے گیا

عجب ترکِ غمزہ بھی چالاک تھا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لے گیا

کیا غم نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ لے گیا لے گیا

گیا سامنے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بظاہر رہا مجھسے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیرانِ زندانِ ہوش
جنون آکے سبکو چھُڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سگِ یار تھا مستحق اے امیر

مرے استخوان کیون ہُما لیگیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدون سب مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھینچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوفِ پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑ جاے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون نے بُرا مجکو کہا ہو تو کہا ہو
باور اُنہین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائرِ دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اُسنے کھلائے کہ بتو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دانون پر اشکون ہی کو دون فاتحۂ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمہارے
سینے سے تڑپکر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رُخِ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب لٹ تو اُلجھاتے ہین اک دل
فرق اسمین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اُس نگہِ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کی زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سرِ محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اُٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اُٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

غربتکدۂ دہر مین صدمے سے ہین صدمے
اِسپر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باہر نہین آتا

کچھ ٹھکانا ہے ناتوانی کا — نہ اُٹھا بوجھ زندگانی کا

داغ دل مین جو ہے جوانی کا — گل ہے یہ شمع زندگانی کا

جانتا ہون کہ خود نما ہو تم — پردہ کب تک یہ لن ترانی کا

اور اے پیر صبح کیا کوسون — صبر تجھپر مری جوانی کا

راہ مین وہ جو مجھے ملے تو ہوا — سامنا مرگ ناگہانی کا

حلقۂ چشم وقت نزع نہین — ہے یہ چھلا تری نشانی کا

جوشش فصل بہار مین اے گل — رنگ ہے تیری نوجوانی کا

ناز اُنکے بھی اُٹھ نہین سکتے — زور ہے اب یہ ناتوانی کا

اسطرف بھی نگاہ لطف کبھی — صدقہ اے نوجوان جوانی کا

مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین — نام ہے میری زندگانی کا

مثل شبنم ہماری قسمت مین — ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا

رخ ترا کسطرح مین دیکھ سکون — زلف ہے لام لن ترانی کا

اے غم یار مین نہین مٹتا — نام مٹتا ہے ناتوانی کا

چکر آیا مجھے تو یہ سمجھا — اُسنے چھلا دیا نشانی کا

بحر نام سکندر آئینہ — چشمہ ہے آب زندگانی کا

پُر جھکین بانکپن کو دیتا ہے — جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا

گھلکے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر — جور ہے شمع زندگانی کا

… ہوینکا بھی چاند صدقے تھا — …ے عالم تری جوانی کا

نہ اُٹھا مفلسی مین دست سوال — ہے یہ احسان ناتوانی کا

پورا پورا شبیہ یوسف مین — رنگ ہے تیری نوجوانی کا

کیون نہ پیری مین داغ دل ہو عزیز — پھول ہے باغ نوجوانی کا

دل بتون سے اُٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون ناتوانی کا

منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہر محشر کی مہربانی کا

رہگیا ہے فراق مین مجکو
آسرا مرگِ ناگہانی کا

دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بلبلا ہے پانی کا

گھر مین تمہارے غیر سے جایا نہ جائیگا
آغوشِ تور مین کبھی سمایا نہ جائیگا

دل گیسوؤن مین ہمسے پھنسایا نہ جائیگا
اِس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا

بیخود نہ کر وصال مین اے جلوۂ صنم
ہون ناتوان پھر آپ مین آیا نہ جائیگا

کہتا ہے دل چھپاؤن گا مین خوب رازِ عشق
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا

تلوار اُن سے کچھ نہین سکتی نہ کھیچ سکے
کیا سرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا

جب دیکھ لوگے یاس بھری میری شکل تم
پھر تمسے میرے دل کو دکھایا نہ جائیگا

لاکھون کو خاک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو ملایا نہ جائیگا

چہرہ چھپا لین آنکھ چرا لین حیا سے وہ
جوبن اُبھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا

لاؤن مین اُن سے دلمین کدورت محال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا

پہنائے جنکو پھولونکے ہار اُنسی بعد مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بسایا نہ جائیگا

ترکِ ادب ہے، دل سے مٹاؤن جو داغِ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اس[illegible] مین [illegible]مرا دل ہے ای امیر
بادِ بہار سے بھی کھِلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا

آہون سے سوزِ عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ تیرہ شامِ غم ہے کہ کہتا ہے سایہ بھی
اب مجھسے پاس آپکے آیا نجائیگا

گرہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے بھی آیا نجائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مری دلکا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نجائیگا

وحشت مین تھک کے مجھسے یہ ہمزاد نے کہا
مجھسے تو ساتھ آپکے آیا نجائیگا

چلو ہی سے پلادے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نجائیگا

دکھلا کے سکو دستِ حنائی وہ کہتے مین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نجائیگا

رونق گا دردِ دل سے کبھی مین جو باغ مین
پھولون کو پھر صبا سے ہنسایا نجائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھکے مالک سے یہ کہا
مجھسے تو یہ غریب جلایا نجائیگا

سُن غمگسار لاکھ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہے وہ بٹایا نجائیگا

مجھ روسیہ کو قبر مین رہنے دے ای کریم
یہ منہ کسیکو مجھسے دکھایا نجائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل اُٹھاؤنگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نجائیگا

دیدارِ یار کا نہ اُٹھے گا مزہ امیر
جب تک دُوئی کا پردہ اُٹھایا نجائیگا

کھولے ہوے جوڑا تجھے اے جان نہین دیکھا
اس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جسنے گریبان نہین دیکھا

کیا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمھارا
دیکھو گے ابھی تمنے مری جان نہین دیکھا

ہان دستِ جنون دیکھین تو ہمنے کبھی ابتک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفائدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اس گھر سے نکلتے ہوے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجھسا دلِ نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلا کے دہن پوچھین جو مجھسے
اب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفلِ حسین ہوتا ہے استاد
اس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

تیر نگہ یار نے بھی رخ نہ کیا ہائے
اجڑے ہوئے دل کا کوئی خواہان نہین دیکھا

وہ دل تھا ہمارا کہ تری تیغ نظر نے
تلوار کے منہ پر بھی ہراسان نہین دیکھا

ہے محفل دنیا بھی عجب درد کی محفل
وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہین دیکھا

دیکھا تو مرے حال کو سو مرتبہ تم نے
پر دیکھنے کی طرح مری جان نہین دیکھا

جان آنکھون سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے
پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

آنکھون نے جو دیکھا اسے تو دل یہ پکارا
مین نے ابھی اسے جلوۂ جانان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہے تو کیون
کیا حوصلۂ کلب علی خان نہین دیکھا

مین کبھی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا
کچھ زمانہ نہین کروٹ جو بدل جاؤنگا

لاکھ دنیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا
کہ مین اس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

اس سرا مین مین مسافر نہین رہنے آیا
رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

خبر آئی کہ وہ آتا ہے عیادت کے لیے
اب کچھ امید بڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

سوچتا ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب
نبض کو ہاتھ لگاؤن گا تو جل جاؤنگا

ہون سبک روح کرے گا مجھے کیا قید کوئی
مثل آواز سلاسل سے نکل جاؤنگا

مستی ان آنکھون مین آتی ہے تو کہتا ہے حجاب
دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

باغ عالم مین ہون گویا شجر آتشباز
اور بھی پھولون پھلون گا جو مین جل جاؤنگا

سامنے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ
عکس آئینہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

دیکھنے دے مجھے رخسار ترا حرج ہے کیا
دو گھڑی دیکھکے پھولون کو بہل جاؤنگا

مر کے بھی دل سے مٹے گا نہ حسینون کا خیال
ساتھ لیکر مین یہی حسن عمل جاؤنگا

جوش وحشت مین مجھے قیدی زندان نکرو
سیل ہون توڑ کے دیوار نکل جاؤنگا

آتش عشق مجھے ہوگئی گلزار خلیل
دل مین سمجھا تھا وہ کافر کہ مین جل جاؤنگا

قدردان مصحفی و حضرت سودا تھے امیر
لیکے تربت پہ اُنہین کی یہ غزل جاؤنگا

چال وحشت کی کبھی روز جو چل جاؤنگا
دو قدم مین مین دو عالم سے نکل جاؤنگا

جوہری ہو کہ نہو کوئی سخن کا پس مرگ
تھوک کر مین تو لہو لعل اُگل جاؤنگا

اب مین گریان ترے کوچے مین جو آیا آیا
کوئی جھالا ہون برس کر جو نکل جاؤنگا

کوے جانان مین یہ کہتا ہے مرا دل مجھسے
تو اُٹھاتا مجھے مین گرکے مچل جاؤنگا

مجھسے کہتا ہے شب وصل یہ جوبن انکا
تیری آغوش کے سانچے مین مین ڈہل جاونگا

پہونکنے آئی ہے کیون آتش فرقت مجکو
مین پتنگے کی طرح وصل مین جل جاؤنگا

غش سنبھلنے نہین دیتا مجھے اے شوق وصال
ہان اگر تو نے سبنھالا تو سنبھل جاؤنگا

جہونک دیگی جو مجھے آگ مین قسمت میری
مین سیہ بخت دہوان بنکے نکل جاؤنگا

آج بوسہ تجھے دیتے ہی سنبے گا ایجان
کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ مین ٹل جاؤنگا

نور شمع تہ فانوس ہون مین زیر فلک
قید رہنے کا نہین صاف نکل جاؤنگا

چکنی چکنی تری باتین نہین سنتا ناصح
ڈر رہا ہے کہ نہ سنبھلونگا پھسل جاؤنگا

وعدۂ وصل پہ جاہی جو قسم ہنسکے کہا
رنگ رخ مین نہین تیرا کہ بدل جاؤنگا

وصل مین اُس سے مرا حوصلہ کہتا ہے امیر
کیا مین ارمان عدو ہون کہ نکل جاؤنگا

حریم کوچۂ قاتل کی راہ اگر لینا
سمند عمر سے او شہسوار اُتر لینا

جگر سے اُٹھتے ہین شعلے کہ دلسے اے ہمدم
کدہر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا

یہ مجکو دیکھکے پلکون کو حکم ابرو ہے
بچے جو تیغ سے تم برچھیون پہ دھر لینا

پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے
لگا دو ہاتھ جنازے کو پھر سنور لینا

لٹک کے کہتی ہی وہ زلف لاکھ پیچ پڑین
بلائین اُسکی مجھے سر سے تا کمر لینا

مزے اُڑا کے در توبہ باز ہے زاہد
حسین شراب جو دین پیکے توبہ کرلینا

وہ مسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین
کہان چمک کے یہ بجلی گری خبر لینا

کباب سیخ کی گردش سے کم نہین اے دل
شب فراق مین کروٹ ادہر اُدہر لینا

شہید ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کسکی ذرا خبر لینا

امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو
پڑے گا راہ مین کعبہ سلام کرلینا

دم اخیر ہے لازم نظارہ کرلینا
خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا

چلا تو ہے طرف کعبہ دیکھہ اے حاجی
جو دیر راہ مین آئے طواف کرلینا

پکارتے ہین یہ کشتے تمہاری مقتل مین
رہے ہین کھیت ہماری ذرا خبر لینا

مریض غم کی عیادت کو جب ہوی وہ سوار
کہا قضا سے کہ بڑہکر ذرا خبر لینا

یہ تیر غمزہ سے کہتی ہے تیغ ناز اُسکی
جو دل پہ قبضہ مرا ہو تو جگر لینا

ہجوم ہوگا بہت جلوہ گاہ حشر مین یار
اگر پہنچ نہ سکون مین مری خبر لینا

نہ توڑ شام سے اے دل شب فراق مین دم
ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

گلے سے قتل کے دن عضو عضو کہتا ہے
مری طرف سے بھی خنجر کو پیار کرلینا

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کسنے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

تڑپ کے منہ سے کلیجا نکل پڑے نہ امیر
بہت جو درد اُٹھے دل پہ ہاتھ دھر لینا

ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اُٹھ اُٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

لوٹ جاتے تھے حسین دیکھکے آنا دل کا
کبھی موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا

کہتے ہین کیا مین کرون سنکے فسانا دل کا
وہی جھگڑا وہی دکھڑا ہے پرانا دل کا

آفرین کہنے سے رک جاتا ہے قاتل میرا
لذت قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اسے دیکھ لیا
ابتو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اس شوق سے پیکان مری دلمین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

ہائے وہ پہلی ملاقات مین میرا رُکنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دل کا

نچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزدِ حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چُرانا دل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اب وہ ہے درد کا گھر تھا جو ٹھکانا دل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑا دے اسکو
سامنے آہی گیا ابتو نشانا دل کا

جی سے لگے آپ کا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سُنین آپ فسانا دل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اب کسی گوشے مین ٹھکانا دل کا

دل مرا لیکے دکھادی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا

ہائے وہ دیکھکے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا اُنکو دبانا دل کا

مشربِ عشق مین کیسی ہین اُلٹی باتین
دیکھے جانے کو یہ کیون کہتے ہین آنا دل کا

تیر پہ تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

دل جو دین اُنسے تو ایجان یہ گہرا پردہ
اور روا رکھتے ہو پردے مین بھی آنا دل کا

کسی پہلو پہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سُنین بات مری سُن لین فسانا دل کا

گرمیان کرنے کا ہے خوب سلیقہ اُنکو
سیکھو آنکھون کی شرارت سے جلانا دل کا

پھیر کر منہ مجھے تڑپاتے ہین اور کہتے ہین
رُخ بدل کر ہم اُڑاتے ہین نشانا دل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالے ایجان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دل کا

نگہِ ناز سے غمزے نے کہا تڑپا کر ۔۔۔ یوں اُڑا دیتے ہین اُستاد نشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے امیر
ہو جسے حکم اُڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا ۔۔۔ شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا
رونے والا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو پُچھتے ۔۔۔ ابر ہی آ کے مری خاک پہ گریان ہوتا
داغ ہی دینے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی ۔۔۔ کوئی بے رحم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا
درد ہی تھا دلِ بیمار کا غمخوارِ قدیم ۔۔۔ اَب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا
حلقۂ زلف مین وہ رُخ جو جھلک دکھلاتا ۔۔۔ جلوہ گر کفر کی آغوش مین ایمان ہوتا
لطف تھا دست درازی کا جب اے وحشتِ دل ۔۔۔ بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا
دیکھتے چاہ سے تم پیار سے ہم تو شبِ وصل ۔۔۔ دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا
پی کے واعظ مئے گلگون مرے دشمن بچتا مین ۔۔۔ تیر بے کھنچے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا
بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام ۔۔۔ اِس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا
ہلکے زخمون نے مزہ کچھ ندیا خوب ہوا ۔۔۔ مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا
ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اُس کوچہ مین ۔۔۔ حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا
جب وہی حور نہین خلد مین تو داورِ حشر ۔۔۔ جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا
ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین ۔۔۔ دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا
پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان ۔۔۔ تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا
کہہ اُٹھا اس لیے منصور انا الحق کہ وہ شوخ ۔۔۔ خونِ ناحق سے بس قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہ کے کھٹک اُنکی امیر
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دِل دردِ محبت کا دُکھایا نہ گیا ۔۔۔ زخم کھایا کیے ٹانکا کبھی کھایا نہ گیا

نبض کی چال سکھائی تپشِ دل نے مجھے
عمر چلتے ہوے گزری کہین آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دلِ زار کہ پژمردہ رہا
رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اُٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھون مین لگایا سرمہ
رات تھا کون سا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ ہے اسمین نہان الفتِ زلف
دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک و طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر
تیری رفتار کا انداز اُڑایا نہ گیا

دخترِ رز شوخ تھی مستون ہی کی صحبت مین رہی
چار دن پردے مین ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اُڑا دینے کو ہوا آندھی بھی
پردۂ محملِ لیلےٰ کو اُٹھایا نہ گیا

جام مے فرقتِ جانان مین پلانا کیسا
قدحِ زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادیِ غربت مین رہی
مر کے بھی غیر کا احسان اُٹھایا نہ گیا

بزمِ غم مین مجھے قسمت نے بنایا ہی چراغ
کس کا مہمان ہوا مین کہ جلایا نہ گیا

چرخِ ممسک نے مٹانے مین بہت کوشش کی
نامِ حاتم تھا مگر مین کہ مٹایا نہ گیا

تیغِ قاتل بھی ہے کیا چشمۂ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

دردِ الفت نے وہان سے بھی نکالا ہوتا
قید اگر عرش کی زنجیر مین نالا ہوتا

کان مین بجلیون سے حسن دوبالا ہوتا
اشہبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہمسا اگر دیکھنے والا ہوتا
دیکھتے برقِ تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب مین کہتا ہون نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
تیغ کہتی ہے مجھے بیچ مین ڈالا ہوتا

اور سامانِ جنون مین ہمین درکار نہین
کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی بھالا ہوتا

ناتوانون کو گرایا تو فلک کیا پایا
کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منحصر ساغرِ جم ہی پہ نہین بادہ کشی
ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھ سے آنکھین جو نکالین تو ہوا کیا حاصل
کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

شوق ہوتا مرے قاتل کو جو گلبازی سے
مین نے سر کاٹ کے مقتل مین اُچھالا ہوتا

ہاتھہ سے یار کے مے پیتے تو ہوتا نہ گناہ
کو سے بچ جاتے اچھوتا جو پیالا ہوتا

حُسن بے پردہ سرِ طور پکارا آ کر
چھپتے جب ہم کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

دلِ بیتاب پہ بجلی کی طرح گرتی تھی
شرم نے وصل مین شوخی کو سنبھالا ہوتا

فکرین دوڑین مجھے کھائے مین عدم کو بھاگا
لاکھہ منہ ایک مین کس کس کا نوالا ہوتا

پھول جس جس کے مرے زخمِ جگر بنجاتے
کوئی خوش ہو کے اگر دیکھنے والا ہوتا

وادوے گرمِ محبت مین ہین کانٹے پیاسے
کاش اک چھوٹی سی چھاگل لیے چھالا ہوتا

اوبت اللہ تو ہے آپ رگِ گردن مین
ہاتھ ہی تو نے گلے مین مری ڈالا ہوتا

رگِ جان آپ ہی گر ڈوب کے اچھلی تو کیا
اُسکے ڈوبے ہوئے نشتر کو اُچھالا ہوتا

پیاس سے حلق مین بسمل کی پڑے ہین کانٹے
چھیڑتے خنجرِ قاتل مین جو چھالا ہوتا

کیا بلا جھوم کے گھنگور گھٹا آئی ہے
ہائے اسوقت مرا گیسوؤن والا ہوتا

لذتِ داغِ محبت سے جو ہوتا آگاہ
ہوتی ہر پھول کو حسرت کہ مین لالا ہوتا

لطف حسرت کی نگاہون کا تو جب تھا کہ امیر
ان نگاہون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا

اُٹھکے اُس محفل سے گھبراہٹ کا احسان رہگیا
زانوے جانان کے نیچے دب کے دلان رہگیا

قافلہ منزل پہ پہونچا ہائے اے واماندگی
مین پریشان صورتِ گردِ بیابان رہگیا

یون تو رکھا سیکڑون نے تیرے مقتل مین قدم
رہگیا جو کھیت اُسکے ہاتھہ میدان رہگیا

بوسے کی لذت مین بھولے شکوۂ دشنام یار
عیب منعم پردۂ ہمت مین پنہان رہگیا

جانتے ہین گل اُسیکو ہم اسیرانِ قفس
دلمین جو داغ تماشائے گلستان رہگیا

قالبِ بے روح کی کیا خاک ہو عالم مین قدر
کوچ یوسف نے کیا خالی یہ زندان رہگیا

دیدۂ بسمل پہ حیرانی نے پٹی باندھ دی
مرتے دم نظارۂ قاتل کا ارمان رہگیا

پردہ پوشی تو بہت کی زخم دامن دار نے
خنجر قاتل مگر عریان کا عریان رہگیا

پردہ اُلٹا رُخ سے اُسنے سبکو دکھایا جمال
رہ گیا تو اک مری آنکھوں سے پنہان رہگیا

شکر کی جا ہے پڑی سینہ شگافی کی اُمید
جذب دل سے ٹوٹ کر قاتل کا پیکان رہگیا

واے حسرت مار ڈالا مجکو شوق قتل نے
ذبح کرنے کا مرے قاتل کو ارمان رہگیا

پردۂ وحشت ہوا فرط نقاہت سے نہ فاش
ہاتھ دامن سے جو پہنچا تا گریبان رہگیا

ساتھ ہی گیسو کے آیا مصحف رُخ کا خیال
خیر گزری جا چکا تھا آج ایمان رہگیا

دل جو میرا یہ گیا ہو کر لہو تو بہ گیا
شکر ہے اُسکی جگہ پہلو مین پیکان رہگیا

کوچ ہے در پیش سبکو ہو گدا یا بادشاہ
آگیا اس گھر مین جو دو روز مہمان رہگیا

آئے بیٹھے اُٹھ گئے کتنے حسین لیکن امیر
شکل آئینہ مین اس محفل مین حیران رہگیا

تصور مین زلفون کے رو یا گیا
مین بالون مین موتی پرویا گیا

وہ ہنس ہنس کے نشتر چبھویا کیا
مین رو رو کے دامن بھگویا کیا

دہان و کمر کو دکھا کر وہ بت
مجھے دونون عالم سے کھویا کیا

عجب قدرت حق کے ای بت ہین کھیل
کہ مٹی کے پتلے کو گویا کیا

بُرا خواب غفلت کا ہو وقت کوچ
گئے میرے ساتھی مین سویا کیا

ہوا جب سے وہ گل طرفدار غیر
مرے حق مین کانٹے ہی بویا کیا

تصور مژہ کا تری رات بھر
رگ جان مین نشتر چبھویا کیا

تڑپنے کی بسمل کے دیکھی نہ سیر
لہو سے وہ تلوار دھویا کیا

رہا خواب مین اُن سے شب بھر وصال
مرے بخت جاگے مین سویا کیا

خط سبز کے غم نے غوطے دیے
خضر میری کشتی ڈبویا کیا

جوانی مین بھی یان نہ آئی ہنسی
مین اپنے لڑکپن کو رویا کیا

مزہ وصل کی شب کا یون بڑھ گیا
کہ کچھ دن چڑھے تک وہ سویا کیا

پس مرگ مٹی بھی اُس نے نہ دی
امیر آبرو مفت کھویا کیا

ہر جام مین ہے جلوۂ مستانہ کسی کا
میخانہ ہمارا ہے جلوخانہ کسی کا

جس آنکھ کو دیکھا ہے جلوخانہ کسی کا
جس دل پہ نظر کی وہ ہے کاشانہ کسی کا

جب دیکھتے ہین ابر سیہ کہتے ہین ہم مست
جاتا ہے یہ اُڑتا ہوا میخانہ کسی کا

بو زلف کی لائی جو صبا مین نے یہ جانا
دِل لینے کو آیا ہے یہ بیعانہ کسی کا

بدلی ہے کہ میخانہ ہے بجلی ہے کہ مے ہے
یہ رعد ہے یا نعرۂ مستانہ کسی کا

لیچل اب مجھے اُس قاتلِ عالم کی گلی مین
کچھ کام کرا ہے ہمت مردانہ کسی کا

ساقی نہ دکھا بھر کے خدا ساغرِ خالی
لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا

یہ حُسن کے بازار مین کیا لوٹ پڑی ہی
سو دیتے ہین پھرتا نہین بیعانہ کسی کا

اے طالعِ بیدار مین سوتا ہون خبردار
پہلو سے مرے ہو نہ جُدا شانہ کسی کا

کیا تمسے کہون دل کی خرابی کا مین احوال
برباد ہوا قید گھر ایسا نہ کسی کا

ساقی ہے حیا موجۂ مے ہے نگہِ شرم
وہ جھینپی ہوئی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا

فرہاد پہ کیا گزری جو مجھپر نہین گزری
مین اپنے سوا کیون کہون افسانہ کسی کا

کچھ اور بڑھا دیتی ہے اُس حُسن کی مستی
یہ آرسی چھوٹا سا ہے پیمانہ کسی کا

آوازِ پری صور کی آواز کو سمجھا
محشر مین ہے مست اور بھی دیوانہ کسی کا

نادان سمجھتے ہین کہ بڑ مار رہا ہے
کیا جانیے کس دُھن مین ہے دیوانہ کسی کا

مستون مین کسی کے دِلِ بدمست کو ڈھونڈو
ہوگا انہین دیوانون مین دیوانہ کسی کا

ہوتی ہے جگہ گنج کی ویرانہ ہمیشہ
جو دل ہے شکستہ وہ ہے کاشانہ کسی کا

نکلا ہے کسی شمعِ جہانسوز کی دُھن مین
خورشیدِ قیامت بھی ہے پروانہ کسی کا

کیونکر نہ سنین شوق سے گل کان لگاکر
مرغان چمن کہتے ہین افسانہ کسی کا

وہ حسن ہے اللہ کی قدرت کا تماشا
رنگ اور بتون سے ہے جداگانہ کسی کا

بیکار امیر اپنے دل و دیدہ نہین ہین
آئینہ کسی کا ہے یہ وہ شانہ کسی کا

حیا بولی ابھرا جو جوبن کسی کا
مٹا دونگی مین چلبلاپن کسی کا

کہا مینے حاضر ہے گر دل تو وہ بولے
کہ احسان لین میرے دشمن کسی کا

خرامان ہوے وہ تو بولی نزاکت
کہ مجھسے نہ سنبھلے گا دامن کسی کا

مہ چاردہ ہو کہ خورشید محشر
کسی سے دبے گا نہ جوبن کسی کا

رقیبون سے وہ خوش رقیب انسے راضی
برا کہنے مین کیون ہون دشمن کسی کا

یہ چمکتی نہین ابر سے برق تابان
لٹکتا ہے پردے سے دامن کسی کا

نہین پہلوے گل مین دلتنگ غنچہ
جوانی سے روٹھا ہے جوبن کسی کا

ادہر بھی کرم اے نسیم بہاری
ترستا ہے پھولون کو مدفن کسی کا

نظر جاتے ڈرتی ہے چین جبین سے
یہ چلمن چھپائے ہے جوبن کسی کا

نہ کر خشک اے سوز غم خون میرا
مجھے اس سے رنگنا ہے دامن کسی کا

وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی
ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا

یہ کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا
اثر چیخ اٹھا سنکے شیون کسی کا

جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت
وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا

شباب آچکا اب کسے دیکھتا ہے
امیر اٹھ کے ہر بار جوبن کسی کا

تاب گویائی نہین رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہین جسکو ہے سخن تصویر کا

ساتھ جائیگا عدم تک پیرہن تصویر کا
پیرہن تصویر کا ہوگا کفن تصویر کا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدلدی ہی مری
بھیجدون تو شک کرین اہلِ وطن تصویر کا

حسن کھلتا ہے حسینونکا جسے جتنی نگاہ
جسقدر دیکھو ابھرتا ہے بدن تصویر کا

فکرِ رنگین کب ہوا کرتی ہی پیری مین ضعیف
خشک ہوتا ہے کہین نخلِ کہن تصویر کا

دیکھ جو کچھ سامنے آجائے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور سب حسن ان گلونمین ہین وفا لیکن نہین
رنگ لاکھون بو نہین رکھتا چمن تصویر کا

صانعِ قدرت کی ہر عالم مین صنعت سے نمود
بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیضِ اصل آئے نقل مین
نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پر پری کی شبیہ
ایک کاغذ بھر اُتر جائے بدن تصویر کا

جلوہ گاہِ یار مین ہر اک ہی حیرت سے دوچار
کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھ مین دم نہین ای تیغِ ناز
زخم کھا کر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے پھولا ایک گل بھی اسکا مرجھایا نہین
کیا دلِ پُر داغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ امیر
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوق خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا
آئنہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے ترے شیدائی کا
بوسہ مقصود ہے پردہ ہی جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین ٹکا کب ترے سودائی کا
دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا
داغ اُچھل کر وہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے پھر جائین کہان
طور ٹھیکا ہو جو موسٰے سے تماشائی کا

بے ثباتیِ چمن حیرتِ نرگس سے کھلی
ملگیا کور سے سرمہ ہمین بینائی کا

شفقِ شام نہین ہے یہ مرے ماتم مین
منہ کو آیا ہے کلیجا شبِ تنہائی کا

لامکان پر طلبِ احمد کو خدا نے بھی کیا
متحمل ہو بشر کیا غمِ تنہائی کا

رُو سفیدی مجھے حائل ہے سیہ کاری میں / میں بھی کیا خطِ عمل ہوں کسی سودائی کا

شوقِ دیدار میں اُٹھتی ہے جو ہر وقت نگاہ / ناتوان میں اُنھیں شُبہہ ہے توانائی کا

دلِ کفار اُسی سے سیہ اللہ نے خلق / بچ رہا کچھ جو اندھیرا شبِ تنہائی کا

اُس رُخِ صاف کو دیکھوں تو بڑہی اور فروغ / سرمہ ہو گردِ نظر آنکھہ کی بینائی کا

ٹال جاتے ہیں مجھے دیکھکے وہ خُلق کہان / رنگ ہی مفلس و منعم کی شناسائی کا

دستِ گستاخ سے کر دامنِ یوسف کو نہ چاک / اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا

کوئی آتا نہیں مجھ تک جو بجز یادِ خدا / لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا

تیغ مژگان کا غضب ہاتھہ لگایا تمنے / کٹ گیا پاے نگہ چشمِ تماشائی کا

عینِ سجدے میں میسر ہے نظارہ اُسکا / چشمِ بینا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا

صحبتِ مردمِ بیحس میں بہلتا نہیں دل / لاکھہ تصویرین ہوں پر رنج ہے تنہائی کا

شوق ہے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر / خندۂ زخم ڈھنڈورا نہو رسوائی کا

پیاس اُسکی جو بجھے گی تو مے کوثر سے / ظرف عالی ہے امیر احمد مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوقِ خود آرائی کا / دیکھہ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا

جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہیں سب اُسکو / خلق ہے جمع تماشا ہے تماشائی کا

آئنہ دیکھکے آئے ہیں مزے میں ایسے / خود وہ منہ چومتے ہیں اپنے تماشائی کا

راستی قلزمِ اُلفت میں رہی ہمکو پسند / جب کیا قصد کیا شیر کی پیرائی کا

جور پھولونکے اُٹھا جی نہ چرا اے بلبل / گھر میں صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا

تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھہ اُٹھاکر دیکھے / اور ہی رنگ ہے اب تیرے تماشائی کا

چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اُٹھا دی جو نقاب / آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا

اے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہے مجھے / دیو بن بن کے اندھیرا شبِ تنہائی کا

دل مرا سینے میں کیا اب تو دو عالم میں نہیں — حیلہ پا بنکے خیال اُس بتِ ہرجائی کا
تجھکو بھی جلوہ گہِ ناز میں روکا تھا ما — حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا؟
پھرتی ہے حسرتِ پابوس دو عالم میں تباہ — اِک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا
اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہا اُٹھتے ہیں — واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہے تماشائی کا
دشت میں لالہ ہے گلزار میں گل بزم میں شمع — ہر جگہ رنگ نیا ہے مرے ہرجائی کا
دوڑکر برقِ تجلی نے سنبھالا اُسکو — لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

سر شب و روز جو وحشت سے ہی جگر میں امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بتِ ہرجائی کا

موقوف بیخودی پہ ہے جلوہ حبیب کا — اپنی خودی پہ ہے مجھے دھوکا رقیب کا
صیاد کچھ تو پاس ہے لازم غریب کا — لٹکا دے شاخِ گل سے قفس عندلیب کا
اللہ رے پاسِ عشق میں مجکو حبیب کا — آنسو ٹپک پڑے جو دُکھا دل رقیب کا
ہوں وہ مریضِ غم کہ بدلتا ہے روز رنگ — ٹھہرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا
عشاق کی خزاں سے ہے معشوق کی بہار — غازہ ہے روئے گل کو لہو عندلیب کا
کس نے دہن یہ غنچے کو یا رب دکھا دیا — اتنا سا ہو گیا ہے جو مُنہ اس غریب کا
سمجھے جسے تجلیِ نورِ خدا کلیم — در پردہ تھا جمال خدا کے حبیب کا
ہر سرو پر نثار ہوں ہر گل پہ سینہ چاک — قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا
مارے خوشی کے جامے سے باہر ہے آئنہ — منہ دیکھ کر اُٹھا تھا کسی خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ و زنار کا امیر
اسلام و کفر میں بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گل کو جو ہمنے ترے ہوتے دیکھا — تو اسے چاک گریباں اُسے روتے دیکھا
کبھی موتی ہوئے یار کے دانتوں سے سفید — آبرو منت میں جھوٹوں کو ڈبوتے دیکھا

گھر مرا گورِ غریبان سے بھی بڑھکر ہے خراب
گل کو ہنستے یہان شمع کو روتے دیکھا

بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رُخ
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا

عیش مین سوختہ بختون کو ہے اندوہ نصیب
شمع کو محفلِ شادی مین بھی روتے دیکھا

دل ترے عاشقِ حیران کا شگفتہ کیا ہو
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا

فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
سیکڑون محفلون مین بس اسے بوتے دیکھا

ہون وہ عاشق کہ جلا وہم رقابت سے جگر
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا

کیا بُرا عشق کا کوچہ ہے کہ اس مین سبکو
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے امیر
یون ہی رومال یہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دہیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
منہ پھیر لیا دیکھکے رُخ ہمنے پری کا

آخر ہون مین عالم ہے چراغِ سحری کا
لو جلد خبر وقت نہین بے خبری کا

ہر صبح کو یہ شور ہے مرغِ سحری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بے خبری کا

وقفہ نہین اب بزم سے ہوتا ہے یہ رخصت
منہ دیکھ رہا ہون مین چراغِ سحری کا

دیتا ہے خبر یہ خبرِ احباب کا اُٹھنا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بیخبری کا

مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
بہکا ہوا پڑتا ہے قدم کبکِ دری کا

اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
چہرہ ہے اگر حور کا جوبن ہے پری کا

میخانے مین دور ہے گلرنگ نہین ہے
اندر کے اکھاڑے مین یہ ہے رقص پری کا

یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
آنا وہ دبے پاؤن نسیمِ سحری کا

ڈر ہے یہ خبر اُڑ کے نہ صیاد کو پہنچے
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا

کچھ روز و ن ابھی صبر کر اے پنجۂ وحشت
بے موسم گل لطف نہین جامہ دری کا

احباب دمِ نزع مجھے دیکھ رہے ہین
منہ تکتے ہین مرنا اسنے چراغِ سحری کا

گھبرا کے چلے آئے مرے گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھ پہ مری بے خبری کا

عمر برق و شرار ہے دنیا — کتنی بے اعتبار ہے دُنیا
داغ سے کوئی دل نہین خالی — کیا کوئی لالہ زار ہے دُنیا
ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع — عرصۂ کارزار ہے دُنیا
نشۂ عیش یان نصیب کسے — کہ سراپا خمار ہے دُنیا
یار باشی کا شوق ہے اِسکو — یار لوگون کی یار ہے دُنیا
اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت — بڑی پرہیزگار ہے دُنیا
آنے جانے پہ سانس کے ہی مدار — سخت ناپائدار ہے دُنیا
اپنے مستون سے بھاگتی ہے مدام — کسقدر ہوشیار ہے دُنیا
ایک جھونکے مین ہے اِدھر سے اُدھر — چارون کی بہار ہے دُنیا
کوئی کافر کوئی مسلمان ہے — مجمعِ نور و نار ہے دُنیا

بدتر اسکو سمجھ خزان سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دُنیا

جی ہی لے گا غمِ جانان میرا — مجھکو کھا جائیگا مہمان میرا
ملک الموت جسے کہتے ہین — زندگی بھر ہے نگہبان میرا
تجھسے دامن ہے ترا چین بہ جبین — تنگ ہے مجھسے گریبان میرا
شرم کی بات ہے اے دزدِ کفن — گور دیکھے تنِ عریان میرا
چھیڑ ہے یہ بھی پریزادون کی — نام رکھا ہے سلیمان میرا
ہون وہ غم دوست جلون مین بے آگ — بھُن کے دانہ ہو جو خندان میرا
رنگ لائی ہے یہ خونباریِ چشم — دامنِ گل ہے گریبان میرا

دفترِ دہر پریشان ہوا ابھی
دل جو ہو جاے پریشان میرا

بیتِ ابرو کے لکھے ہین مضمون
دفترِ حُسن ہے دیوان میرا

چار آنسو جو ندامت سے بہے
دھو گیا نامۂ عصیان میرا

پھر کہان مین غمِ محبوب کہان
اور دو دن ہے یہ مہمان میرا

ضعف سے ہون صفتِ تارِ نظر
کیا کرے گی صفِ مژگان میرا

رحم کر رحم کر اے دستِ جنون
پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا

کیون اُٹھا درد مرے پہلو سے
کیون خفا مجھسے ہے مہمان میرا

کیا دُورنگی ہے زمانے کی امیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
درد کی طرح چمک جائیے گا

میری تربت پر اگر آئیے گا
عمرِ رفتہ کو بھی بلوائیے گا

سبکی نظرونپہ نہ چڑھیے اِتنا
دیکھیے دل سے اُتر جائیے گا

آپ کے در سے مین اُٹھنے کا نہین
کیا جنازہ ہے جو اُٹھوائیے گا

دَیر کو چلیے ابھی حضرتِ دل
کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا

مین تو ہون حضرتِ ناصح مدہوش
کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا

زندگی مین تو نہ آئے اِک دِن
آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا

شیخ تاکین تو کہے دخترِ رز
کیا مین شربت ہون جو پی جائیے گا

اسقدر کیون ہے دِلِ زار سے ناز
بوجھ بیمار سے اُٹھوائیے گا

حکم ہے شمع بجھا دو شبِ وصل
کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا؟

آئیے نزع مین بالین پہ مری
کوئی دم بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا
مُنہ سے کچھ اور نفرمائیے گا

زرق برق آپ کی ہیوجہ نہین
درد دل کو مرے چمکا یئے گا

ہاتھ مین نے جو بڑھایا تو کہا
بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا

زہر کھانے کو کہا تو بولے
ہم چلا نین گے جو مر جائیے گا

حسرتین نزع مین بولین مجھ سے
چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا

رنگ گل ہو کے چمن مین رہیے
بوئے گل ہو کے نہ اڑ جائیے گا

دل مرا لے تو چکے ہین سرکار
کہین ناز اس سے نہ اٹھوائیے گا

آپ سنیے تو کہانی دل کی
نیند آجائیگی سو جائیے گا

آنکھ مین پھیل نہ جائے کاجل
دیکھیے بن کے بگڑ جائیے گا

جسطرح عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یوہین گزر جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا
دیکھیے اب نہ بدل جائیے گا

آئنہ دیکھکے پچتائیے گا
دیکھیے دیکھیے شرمائیے گا

رنگ لائے حضرت دل لائیے گا
کسی منہدی مین جو بس جائیے گا

وعدہ آنے کا جو فرمائیے گا
جیسے آج آئے تھے کل آئیے گا

دل کو قابو مین اگر لائیے گا
شوخ ہے خوب اسے تڑپائیے گا

اتنی گھر جانے کی جلدی کیا ہے
بیٹھیے جائیے گا جائیے گا

داغ پر داغ وہ دے کر بولے
دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا

داور حشر سے مین ڈرتا ہون
وہ زبردست ہے چھن جائیے گا

کہتے ہین کہہ تو دیا آئین گے
اب یہ کیا چڑ ہے کہ کب آئیے گا

ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا
روئیے گا تو ہنسے جائیے گا

ہائے کیا دیکھکے دل دے کوئی
آنکھ کی طرح بدل جائیے گا

لاکھہ پردون مین وہ ہین حضرتِ دل
کھین دہوکا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل حیا شام سے کیون
جانِ من صبحکو شرمائیے گا

گھر سے چلیے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئینہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے غش مین مجھ سے
آپ مین اب نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہرئیے تو ذرا
آئیے بیٹھیے گھبرائیے گا

کہتے ہین ہجر کا رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گرمیان دیکھیے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو جیے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو امیر
آپ اسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اتنے نیشتر اور ایک آبلہ دل کا

اُٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دم آ کے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نہ جائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اُسنے آبلہ دل کا

کڑی نگاہ کی او سنگدل اُٹھیگی یہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

تمہارے غمزون نے کھوئے ہین ہوش و صبر و قرار
انھین لٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چتونون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑھاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مرے سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
اُنھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بدلکے یار نے چتون مٹا دیے جھگڑے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

ہوئی رسائی تو ظالم نے کھولدی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

تڑپ ہے اُسکو جو ناوک کی اسکو بیکا نکی
وہ مشغلہ ہے جگر کا یہ مشغلہ دل کا

پڑی نگاہ جو دلبر تو حسرتون نے کہا
کہ تیر بھر کا ہے دلبر سے فاصلہ دل کا

جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
چلا ہے راہِ محبت مین قافلہ دل کا

مین کاروان مین لڑاؤنگا تمکو یوسف سے
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا

وہ دن کہان ہین جو رہتا تھا دلسی شکوۂ یار
اب اُس سے جا کے مین کرنی لگا گلہ دل کا

لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا

عجب بہار جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
چٹک چٹک کے دکھاتے ہین ولولہ دل کا

نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطعِ راہِ حرم
خدا کرے کہین طے ہو یہ مرحلہ دل کا

تعلیان دلِ سوزان کی عشق مین دیکھو
بنا ہے عرش کی قندیل آبلہ دل کا

یہ جُھبک کے کہتی ہین کانونمین بجلیان اُنکی
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

امیر بھول بُھلیّان ہے کوچۂ گیسو
تباہ کیون نہ پھرے اس ہین قافلہ دل کا

پرتو نہین کب اسمین کسی خوش جمال کا
بزمِ پری ہے آئنہ اپنے خیال کا

ہر ذرہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا

سمجھے ہین جسکو اہلِ زمین چرخِ آبگون
اک شیشہ ہے مرے عرقِ انفعال کا

روشن دلون کا عیب بھی بی شبہہ ہی ہنر
کیونکر نہ بڑھکے بدر ہو ناخن ہلال کا

اے چشمِ یار بھاگ نہ مجھ تیرہ بخت سے
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا

تیر نگہ جب اُسکا چلا ہے سو فلک
چلہ اُڑا دیا ہے کمان ہلال کا

کس زلف مشکفام کا عکس اسمین پڑ گیا
عالم ہے آرسی مین جو نافِ غزال کا

ہل ہل کے ایسی دامنِ گیسو نے دی ہوا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن و جمال کا

کیا کام آئیگی تری گردش پھرا لے فلک
فرقت کی شب سے روز بدلدی وصال کا

تجھ تک کب آسکیگی سیاہ سزا سے جرم
دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا

احمد جو تھے رحیم نہ تھا سایہ اسلیے
دل بس نہ جائے زیرِ قدم پائمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گو زمین تمنے جو لاشے کو اُتارا ہوتا
لے ہو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا

رُخِ جانان کا میسر جو نظارا ہوتا
مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا

دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین
حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمھارا ہوتا

دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا
کہ دھوان آہ کا بھی عنبرِ سارا ہوتا

ہم وہ میکش ہین کہ ہے اپنی نگاہون مین اثر
سر کے بل دوڑتے شیشے جو اشارا ہوتا

وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف
ہاتھ پر ہاتھ نہ جلاد نے مارا ہوتا

چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد چوک گیا
غرق ہوتا نہ اگر تمکو پکارا ہوتا

کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کی طرح
تاک کر تمنے کوئی تیر ہی مارا ہوتا

نزع کے وقت چھپائی تھین نہ تمکو پلکین
ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا

خط مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک
نسرِ طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا

غیر کے ساتھ پلاتے تو نہ پیتا مین شراب
ننگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

بر خلاف ایسی ہوا باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رویا
وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رویا

مجنون سے مین نے پوچھا کل حالِ بیخودی کا
کچھ کہہ سکا نہ مُنہ سے پر زار زار رویا

کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے
جو آگیا وہ بنکر شمعِ مزار رویا

آواز دے رہے ہین مقتل مین زخمِ بسمل
خندان ہوا جو پہلے انجامِ کار رویا

پوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھ کر بے اختیار رو یا

یہ گرم اپنا داغِ جگر ہو گیا
پسینے مین خورشید تر ہو گیا

سفر میرے حق مین حضر ہو گیا
جہان تھک کے بیٹھا مین گھر ہو گیا

غضب اشکباری سے عقدی پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہو گیا

ملے ہین سفر کے سبب مجھے بال و پر
اُڑا اور بے بال و پر ہو گیا

دکھائی مرے عشق نے شانِ حسن
تنِ زار موے کمر ہو گیا

غضب ہین تری چٹکیان اے فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

دیا مژدۂ آبرو اشک کو
جو پانی کا قطرہ گہر ہو گیا

گیا اُڑ کے اُس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہو گیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہو گیا

وہان پرزے پرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہو گیا

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شب کو وہ حور تھا
پتلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برقِ حسنِ یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکرِ حور
اتنا لحاظ دخترِ رز کا ضرور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بچا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شورِ حشر قہر کیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین ترے جامِ چشم سی
جو شیشہ تھا وہ نشۂ مستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکرِ شرابِ طہور تھا

آجاے بس مین وہ توکہون شبِ وصال
وہ شوخیان کہان گئین جنپر غرور تھا

عجز و نیاز ادہر تو ادہر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اتنا ہی دور تھا

میرے عمل تو قابل دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دور تھا

لپٹا مین بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھیے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو روکتا شب فرقت کہ مین تو ایک
اور جان بیقرار تھی دل ناصبور تھا

تھا اُنکی شوخیون سے مقابل جگر بھی کچھ
پورا اگر جواب دلِ ناصبور تھا

نیچی رقیب سے نہوئی آنکھ عمر بھر
جھکتا مین کیا نظر مین تمہارا غرور تھا

فرقت مین کیون نہ تھا کسی کروٹ مجھے قرار
کیا دونون پہلوؤن مین دلِ ناصبور تھا

کیا بات امیر جوشِ نشاطِ شباب کی
غم آتے آتے دل مین ہمارے سرور تھا

اُستاد میل جول مین اُسکا ظہور تھا
پریون مین تھا پری تو وہ حورون مین حور تھا

جب تک کہ چشم شوق مین وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہمسے گناہگار جو محروم رہ گئے
ساقی مگر یہ جامِ شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روزِ حشر
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑتا تھا غریبون کو نیجان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامان وصل ہائے
دل کو غم فراق مین بھی کیا سرور تھا

مہمان ایک آن کی تھی آن حسن کی
اتنی سی بات پر تمہین اتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے وضو کرکے جندنون
ہر ایک جام جام شراب طہور تھا

اس شان سے وہ آسے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھین تھین مست ناز نظر مین غرور تھا

دشمن مرے برائی کرین اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دور تھا

تڑپا جو وقت ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کسکا قصور تھا

آغاز عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھسے صبر دلِ ناصبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نور تھا

وہ شوخ آنکھہ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ ناصبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دشتِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھسے بہت دور دور تھا

اک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا امیر
قاتل کو تیغِ ناز پہ ناحق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھکے بھی مجھسے دور تھا
تصویر کیطرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تہا جسم روح مین اندازِ حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سرور شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپ کو جتنا غرور تھا

ہو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
جو کھی شراب ذکر شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشمِ یار ہم
دستِ پری مین دامنِ گیسوے حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے تہِ خاک عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجایشین کہان
کیونکر کہون قریب کہ وہ مجھسے دور تھا

صبح شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سستے چھوٹے کہکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ چلدیا
کیا جلد باز ہاے دلِ ناصبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھائی گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چور چور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ ناصبور تھا

تھے خالِ رُخ پہ رُخ تھا تہ گیسوے سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آئے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ ناصبور تھا

آئی جو شامِ وعدہ تو مہندی طلب ہوئی — مطلب کے وقت دیکھیے کیسا شعور تھا
بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا — تم مین سے یہ کسی کا دلِ ناصبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مری جان کسکا — سوگ رکھے ہوئے ہو زلفِ پریشان کسکا
عمر گزری مجھے اس بزم مین لیکن نہ کھلا — میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا
وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر — مُنہ چھپائے ہوئے بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا
دیکھ کر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے — آکے اسے کسنے بلایا یہ ہے مہمان کسکا
مُنہ ترا جو مسی سے ہے روز شکایت کسکی — ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مری جان کسکا
مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین — دیکھو پھر حال زیادہ نہ ہے پریشان کسکا
رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کے غم مین — ڈھونڈنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا
یان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فرماتے ہین — سچ کہو تم یہ چرا لائے ہو پیکان کسکا
خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا — لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا
جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی — بولے وہ مفت کا ایسا ہے نمکدان کسکا
بوسہ جوڑے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے — آگیا کفر کی مٹھی مین یہ ایمان کسکا
لُٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا — ہٹ مرے پاس سے اب تو ہے نگہبان کسکا

سوچ تو کسکے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
بیمروت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جُدا نہوا — ہائے دم بھی مرا ہوا نہوا
جب ہوا وعدہ اور وفا نہوا — ہوگیا ایک سب ہوا نہوا
کامِ جان حسبِ مدعا نہوا — دل پسا تو مگر حنا نہوا

ہاے بیدرد کیا مزہ ہوتا | تیرے پہلو مین دل مرا نہوا
یار ثابت قدم تھا شوقِ وصال | کہ شبِ ہجر بھی جدا نہوا
دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی | کیا کہین ہم سے سامنا نہوا
ہاے رے شرم اُس پریرو کی | آئنہ صورت آشنا نہوا
خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے | کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا
تیس دن سے پلائی ساقی نے | ایک روزہ مرا قضا نہوا
فتنے کہتے ہین اُن نگاہون سے | چشمِ بد دُور تم سے کیا نہوا
کیون نہ منصور دار پر کھچتا | رازداری کا حق ادا نہوا
داغ دلسوز تو ہوا اے درد | تو کسی درد کی دوا نہوا
آئنہ دل کا بے مثال رہا | کسی صورت سے آشنا نہوا
شکر کر اس نمک فشانی کا | مُنہ تو زخمون کا بے مزا نہوا
کھیت لاکھون رہے مگر قاتل | سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا
پُتلیان بھی بدل گئین دمِ نزع | وقت پر کوئی آشنا نہوا
شرمِ عصیان سے جو بہا آنسو | اُسکی رحمت کو اک بہانہ ہوا
مجھکو درد آشنا کیا لیکن | درد خود درد آشنا نہوا
اسنے سو سو طرح گلا گھونٹا | خوف سے دم مرا خفا نہوا
دل ہوا خون پر وفا ہے وہی | رنگ اس پھول سے جدا نہوا
بیوفائی کو تیری لگتا داغ | وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا
کہتے ہین اب تو رٹ ہے شکوون کی | چپ ہماری ہوئی گلا نہوا
کوئی دم رکھدے ہاتھ سے خودبین | آرسی ٹھہری آئنا نہوا
کنگھی کیسی جو پھول کنگھی کا | چھو لیا اسنے دردِ شانہ ہوا

صورت لالہ اس چمن مین امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رُت یہ متوالی گھٹا
اَب تو رائین ہجر کی کالی گھٹا

لائے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچھ مزہ دیتی نہین خالی گھٹا

تم بھی جوڑا کھولدو وہ آگئی
بال کھولے گیسوؤن والی گھٹا

گل نہین پھولے چمن مین لائی ہے
میکشون کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونکدینگی اس کی ٹھنڈی گرمیان
جیت لے گی برق سے بالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مستی پر قربان ہے کالی گھٹا

جہان پرتو ہے کی ٹوٹین بجلیان
خوب برسی بجلیون والی گھٹا

حلقۂ گیسو نہین پھرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ مین مستو پیو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا آے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گر لالی گھٹا

ہے سیہ مستون سے ایسا میل جول
رعد انہین گھر کے تو دے گالی گھٹا

کچھ تو ہوا اے چرخ برسے یا کھُلے
کیسی ہے امسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالون سے آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی مین برستی یہ نہین
کرتی ہے رورو کے دل خالی گھٹا

ساقیا مے چھان کر اس مین پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیان
کالی کالی کاکلین کالی گھٹا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے ان کانون کی گر بالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

دختِ رز کو لاتی ہے مستون کے پاس
کرتی ہے در بدر دلالی گھٹا

رات دن لُٹتے ہین موتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے خالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد ہے گھڑیال گھڑیالی گھٹا

مست تجکو دیکھکر پیتے ہین مے
ہے بڑی تیری خوش اقبالی گھٹا

جان کو مستون کی تھی توبہ عذاب
یہ بڑی تو نے بلا ٹالی گھٹا

دل پہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
اے مرے مولےٰ مری والی گھٹا

آگئین پھر واعظون کی شامتین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پھلواری کی ہے مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مست
کس سے ہوگی تیری رکھوالی گھٹا

آپ آپہنچے وقت پر آسے امیر
خوب میخانے پہ جب چھائی گھٹا

تکا کرتی ہے چاند سا منہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین نہ آنکھین
تبسم یہ منہ چومتا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
ذرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے اُن سے بوسہ
تو منہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دبائے تو لاکھا ہی شاید دبائے
بہت شوخ ہے رنگ اُن کی مسی کا

چڑھاتی ہے منہ جب وہ ملتے ہین مستی
مین پاؤن تو منہ توڑ دون آرسی کا

دمِ رقص ہاتھون کو اتنا نہ پیسو
کہین یار دل پس نہ جائے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت بر آئی نہ میری
کبھی کام تمسے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون پہ دکھلاگے جلدی
لجانا ذرا کوئی دیکھے ہنسی کا

قضا نے کچھ اس ناز سے جان مانگی
کہ یاد آگیا مجکو غمزہ کسی کا

کبھی اِسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاؤن چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اَب اسمین رہےگا کسی کا

یہ اوچھا پن لے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُنکی تو اے دل
کبھی وقت آجاے گا بیکلی کا

یہ گورِ غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی اُنکو چھیڑے زہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت مرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئے یہ پھل ہے اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوئی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبوتر نہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہی موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بے درد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئینے آرسی کا

نہین وصل و ہجر اک مرقع کہا ہے
تری بے بسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح انکو وہ عالم
کہ منہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین ہونٹون کا بوسہ نہ دونگا
اُتر جائےگا رنگ میری مسی کا

مری چشمِ حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

نہ مہندی ملین وہ نہ لاکھا جمائین
وہان رنگ جمتا نہین ہے کسی کا

ترے لب جو نازک ہین ڈرتی ہو آتے
جھجکتی ہے پڑتا نہین منہ ہنسی کا

گھٹا کالی کالی جو آئی مین سمجھا
کھلا ہوگا اسوقت جوڑا کسی کا

تبسم ہے غنچون مین پھولون مین خندہ
چمن مین کوئی رنگ دیکھے ہنسی کا

مناسب ہے ارمان دل سے نہ نکلے
اکیلے مین گھبرائیگا غم کسی کا

لب زخم مقتل مین کیسا تبسم
بھلا یہ بھی موقع ہے کوئی ہنسی کا

یہ بے چھیڑے ہی رو دیتی ہو ساقی
مزہ دختر رز سے کیا ہے ہنسی کا

ترس کھا کے کی اسنے بیکس نوازی
مرے سر پہ احسان ہے بیکسی کا

بندھی ہے حنا ہاتھون پاؤن مین انکے
ابھی چھیڑلون وقت ہے بے بسی کا

شب غم اجل کو بلایا تو بولی
مجھے دل دکھانا نہین بیکسی کا

بناوٹ سمجھتے ہو رونے کو میرے
مجھے تو ہے ایجان رونا اسی کا

شب غم کہو درد اٹھے آہ نکلے
مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا

وہ کہتے ہین دو اور مجھکو دعائین
یہ سب گالیان ہین نتیجہ اسی کا

دکھا کر اسے روز محشر کہونگا
کہ سرکار رہین نالشی ہون اسی کا

نہ بھولونگا جب تک مرے دم مین دم ہے
دم نزع بھی دم بھرونگا اسی کا

غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت
گلہ کیسے دشمن کرین مفلسی کا

نگہ برچھیان غمزہ چھریان لگائے
مرا ایک دل ہوگیا وہ اسی کا

شب غم نہ دیگا کوئی ساتھ میرا
اسیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

دھیان آیا جو دل مین اس ہنسی کا
غم کو موقع ملا خوشی کا

ان ہونٹون پہ کھیلنا ہنسی کا
کھلنا دکھلا گیا کلی کا

گھورا جو اُنہین بہت تو بولے
کچھ تو حق چھوڑ دو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُمگا جو بن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجھکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشّے کے دختِ رز سے
درپردہ ہین رشتہ دل لگی کا

جان بخش لبون پہ ان ہتون کے
مرنے مین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکسِ حریف کیون نہ روکا
کیا منہ ٹوٹا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اک حور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمع محفل
رہتا ہے مزہ جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اُسپر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے آنکھڑیون مین
اُٹھا ہے دھوان تری مسی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میری گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شبِ مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جائے نہ کھیت چاندنی کا

کیون مین مٹی ہوئی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجائے ادھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشم نرگسی کا

آتی ہے صدائے درد چھن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیاسا نہ دیا امیر میرا
قائل ہون مین وضع بیکسی کا

ردیف بائے موحدہ

پوری مراد دل ہو کہ پھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون اب تو کوچۂ قاتل کو یا نصیب

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
اِن روزون آئینے کا ہے چمکا ہوا نصیب

وہ دل مجھے خدا نے دیا ہے کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھُٹ کے پھنسا گیسوؤن مین دل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دیکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھکر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوئی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہی دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوار پھاند کر
دربان یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دے کے جام کفِ رعشہ دار مین
مجھسے کہا کہ لے مگر آ گے ترا نصیب

گزرا مہِ صیام وہی پھر ہے میکشی
دروازے میکدون کے کھُلے کھُل گیا نصیب

پہنچے ہین محنتون سے در یار تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فناے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پر اسفلون کو ہے بحر جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہی بالا نشین حباب

دیتا ہے بے ثباتیِ افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے ہین کم نہین حباب

تقلید میرے دیدۂ تر کی اگر کرے
کرلے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دُنیا ہے نقشِ آب سپہر برین حباب

ساحل پہ بہرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تمکو آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ روے خلق پہ گہر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پاے موج پہ رکھدے جبین حباب

ہے بانی بانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

عشق بت سے بھی تھا خدا مطلب
اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب

ایک دیدار سے مرا مطلب
دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب

ماننے کو تو مین نہین کہتا
جانِ من سُن تو لو ذرا مطلب

خط مرا کچھ اِدھر اُدھر سے پڑھا
بیچ سے وہ اُڑا گیا مطلب

وصل کے نام پر کہا کیا خوب
جو مری جڑ وہ آپ کا مطلب

اُس سے آنکھوں مین ہو گئین باتین
بے عبارت ادا ہوا مطلب

ایک جان اور حسرتین لاکھون
ایک دل اور ہزارہا مطلب

مُنہ لگے کون روز ناصح کے
بات سمجھے نہ بات کا مطلب

کیون ملائین وہ آنکھ اب ہمسے
لے چکے دل نکل گیا مطلب

یہ ادب کا لحاظ تھا شبِ وصل
دل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا
ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیف باے فارسی

کہتا ہون یہین سُو رہو دیکھو ہے بڑی دہوپ
اسوقت کہان جاؤ گے پڑتی ہے کڑی دہوپ

ہو جائے گا اے شیخ مرا دامن تر خشک
میدانِ قیامت مین پڑے گی جو کڑی دہوپ

دونون کو بڑھا عشق یہ اُس گیسو و رُخ کا
آپس مین رقابت ہوئی سائے سے لڑی دہوپ

اے دل یہ شبِ وصل کی آمد مین ہو بیتاب
ہے شام قریب اور ہے دو چار گھڑی دہوپ

موقوف کرو قصدِ سفر آنے دو جاڑے
گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن مین بڑی دہوپ

اے ابر کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد
نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کھڑی دہوپ

اللہ بچائے جو حلیم آئے غضب مین
ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہے کڑی دہوپ

نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل
شبنم کے عوض رات کو پتون سے جھڑی دہوپ

سختی سے دن اُس گل کی جدائی مین ہوا ختم — کانٹے کی طرح آبلۂ دل مین گڑی دھوپ
کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گھر مین — جب فرش کو جھاڑا عوضِ گرد جھڑی دھوپ
برسات مین دکھلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو — دو چار گھڑی سایہ ہو دو چار گھڑی دھوپ

اُس گھر مین امیر آئی ہی لیکر مجھے تقدیر
ہے شب کو جہان اُوس پڑی دنکو کڑی دھوپ

میری تربت پر کھُلے بالون اگر آئین گے آپ — حشر تک خواب پریشان مجکو دکھلائین گے آپ
چُن کے افشان چاند سا چہرہ جو دکھلائین گو آپ — چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ
کہدو رضوان سے یہی پھل پھول سبزہ وان بھی ہے — اور کیا جنت مین رکھا ہے جو دکھلائین گے آپ
دیکھکر زلف اُن سے کہتے ہین ہوا خواہانِ عشق — کیا اسی دامن سے دلکی آگ بھڑکائین گے آپ
وصل مین جب رنگ چہرے کا ہو زرد آنکھین ہین سُرخ — حضرتِ دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائین گے آپ
کیا ندامت کی ہے حاجت مین ہون مجرم تو کریم — دیکھ کر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ
مجھسے ہمچشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے — جب نہوگا کوئی تو کسطرح پیش آئین گے آپ
حضرتِ غم دل مرا گھر آپ کا ہے آئیے — پر مین بے سامان بہت ہون کیا پائین گے آپ

کوئی ایذا آج ہی چھوڑی نہین ہجر امیر
کل جو وہ آئے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

مجھکو کیا جسکو جب نہ ملین گے آپ — وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ
آنے پائے جو بزم عیش مین ہم — مثلِ سازِ طرب ملین گے آپ
ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی — مین یہ سمجھا کہ اَب ملین گے آپ
ہوش عاشق کے کھوئی وصل کی شب — مثلِ بنت العنب ملین گے آپ
خاک مین بھی ملا چکے ہم کو — نہ ملے اَب تو کب ملین گے آپ
حرفِ مدغم کی طرح وصل کی شب — نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

سب ہے تعلی مزاجِ عالی مین
اور خوبون مین کب ملین گے آپ

ق

رفتہ رفتہ جنابِ یوسف سے
جا کے مثلِ نسب ملین گے آپ

خاصہ آپ مین سے ہے دولت کا
بخت چمکین گے جب ملین گے آپ

جان دینے کا تب ملے گا مزہ
دل کے مانند جب ملین گے آپ

آیئے دونون وقت ملتے ہین
رک رہے اَب تو کب ملین گے آپ

ہجر ہے کون آپ مین آئے
ل رہون گا مین جب ملین گے آپ

آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجائے
کہیے اس طرح کب ملین گے آپ

تپشِ دل کا میرے ہوگا علاج
نبض کیطرح جب ملین گے آپ

ڈھونڈتا ہے عبث امیر سبب
ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیف تاے قرشت

ہین ترے عارض و گیسو سے معنبر دن رات
بر یہ حیرت ہے کہ یک جا ہوے کیونکر دن رات

تیری شمشیر ادا سے ہے زمانہ بھی دو نیم
ہین اسیوجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات

یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین
ماہ و خورشید جو پھرتے ہین کُھلے سر دن رات

میری آہون کے دھوین سے ہے زمانہ ہی سیاہ
کہ نظر آتے ہین اب چرخ پر اختر دن رات

منزلِ کوچۂ جانان کی ہے کیا اُنکو تلاش
ہے فلک پر جو مہ و مہر کو چکر دن رات

یون مرے دل کو ہے عشقِ رخ و گیسو یکسان
جیسے نوروز مین ہوتے ہین برابر دن رات

اِک زمانہ اُنہین کرتا ہے رقم نامۂ شوق
بیٹھے رہتے ہین لبِ بام کبوتر دن رات

کیا سپید و سیہِ دہر سے ہے کام اُنہین
ہین مے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات

کم نہین صورِ سرافیل سے نالے میرے
اُسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات

سوتے ہین دن کو عوض شب کے ملاقات کہان
رات دن ہے اُنہین اسے داسے مقدر دن رات

مہربان یار ہے اَب ہجر کا کیا ذکر امیر

شکر صد شکر کہ ہے وصل میسر دن رات

اُسنے میرے گہر تک نہ لائے گی رات
قیامت تک آئے گی جائے گی رات

بلا ہجر جانان مین لائے گی رات
سیاہی کی صورت دبائے گی رات

سپیدی ہے انجام موے سیاہ
سحر ایک دن ہو گی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپ کر چلے آئین گے
مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیر شہاب
یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو مِل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل
نہ دن ہو گا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام
خدا جانے اَب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر
غریبون سے آنکھین چُرائے گی رات

مداواے غم ہو گا فرقت مین غم
اُڑا دین گے نالے جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی
تو دن کو بھی گھر سے نجائے گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سرِ شامِ ہجر
جو بھیگی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوے
ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر
بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت
شگفتہ دل ہو گلِ نوبہار کی صورت

کہان ہے دارِ فنا مین قرار کی صورت
نمودِ عمر ہے برق و شرار کی صورت

برنگِ سرو ہین آزاد باغِ عالم مین
ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا
مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریکِ درد نہ کوئی تمام عمر ہوا
جلا کیا مین چراغِ مزار کی صورت

کیا نحیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی
تری کمر کی مرے جسمِ زار کی صورت

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشمِ قربانی — مرے پہ بھی ہے وہی انتظار کی صورت
نہ راستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہی بو — بدل گئی چمنِ روزگار کی صورت
اس اشتیاق مین ہاتھون پہ ہمنے کھائی مین گل — پڑین کسی کے گلے مین یہ ہار کی صورت
فراقِ یار نے مُردہ بنا دیا ایسا — مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت
نہ چھیڑ اے دل اُنہین گالیان ہین مُنہ پہ دھری — برس پڑین گے وہ ابرِ بہار کی صورت
شگفتہ کیون نہ ہون بارش کا تار دیکھکے مست — بندھی تو ہے بطِ مے کے گنکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جُھکا ہے سر شجرِ میوہ دار کی صورت

ردیفِ تاے ثقیلہ

ہے میل جو آغاز مین کب سے یہ نئی چوٹ — ہے یہ تو کھلاڑی تری مدت کی بندھی چوٹ
چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا — سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہے بُری چوٹ
کیا اُس نگہِ ناز کی چوٹون مین مزہ تھا — دیکھلا کیے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ
اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی — دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ
تم ناز سے چلتے ہو چمن مین سب مجھے ڈر ہے — کہا جائے نہ ٹھوکر سے کہین کبکِ دری چوٹ
آیا یہ کس اُبھرے ہوئے جوبن کا تصور — گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ
آسان نہین صدمۂ الفت کا تحمّل — دل تھا یہ ہمارا ہی کہ ہمنے یہ سہی چوٹ
اللہ ہمارے دلِ نازک کو بچا لے — آتی ہے لگانے کو تری عشوہ گری چوٹ
مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی — بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ
کیا دردِ محبت کا مزہ تجکو بتاؤن — کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ
مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق — مارا نگہِ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ
نکلی نہ مرے پر بھی گئی قبر مین ہمراہ — پڑ کر دلِ عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے پھکیتی کا تو لے روک مری چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ
دوتا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ

کمر کے عشق مین ہمنے جگر پہ کھائی چوٹ
یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ

مقابل آئینہ آیا تو مُنہ کو پھیر لیا
کڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ

بڑہا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل
جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ

فسردہ دل ہون مگر فصلِ گل تو آنے دو
اُبھر رہی آئے گی پچھلی دبی دبائی چوٹ

امید کیا ہو کسی سے کہ اس زمانے مین
ملاپ جوڑ ہے یارونکی آشنائی چوٹ

نشانِ زخم ہوا بوجھ ناتوانی سے
زمین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ

جو وقت قتل اُٹھا ہاتھ کھل گئی وہ گات
اُبھر کے غنچے کی مانند مسکرائی چوٹ

امیر دردِ دلِ سنگ کوہکن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یان جگر پر آئی چوٹ
بھلا ہو زخم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ

رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ
ہوا یہ رشک مجھے پہلے مین نے کھائی چوٹ

پڑا ہون رنج مین مین اپنے زخم کے ہاتھون
پہ چپیٹ دیتی ہے دلکو مرے پرائی چوٹ

یہ مجھسے کہتی ہے غیرت کہ ہائے مر نہ گیا
ضعیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ

مصیبتین یہ جسم ہزارہا جھیلین
نہ کی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ

ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا
جگر پہ بیٹھے بٹھائے عبث اُٹھائی چوٹ

جو پھول پھینک کے اُسنے رقیب کو مارا
ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ

مٹا نہ دید کا لپکا نہ تاک جھانک گئی
ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ

عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور
سمٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سا سنگین دل
کہ دل لگانے کے بدلے کڑی لگائی چوٹ

یہ کسکے سامنے فریاد کر رہا ہے امیر
کسیکے دل کو لگی ہے کہین پڑی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث ابر عبث ہوا عبث
بادۂ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث

پوچھو نہ لاغری کی حد لقمۂ مور ہے جسد
کھولے ہوے ہے مُنہ لحد صورت اژدہا عبث

قافلہ سب ہے پیش و پس پر نہین کوئی ہمنفس
کون ترا ہے وادرس چیخ نہ اے درا عبث

آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام عمر
تنکے چنے تمام عمر صورت کہربا عبث

دل بھی خدا کا ہے مکان کیون نہین آتی ہے یہان
ہوتی ہے عرش کو روان روز مری دعا عبث

ہوتے ہین لاکھ ہم ملول کب ہے وہان دعا قبول
گریۂ بے اثر فضول نالۂ نارسا عبث

منزل سیل ہے جہان ہو گئے کتنے بے نشان
بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورت نقش پا عبث

ہوتی ہین حاجتین روا کس سے کریم کے سوا
کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیر غم ہوے پھر نہ کبھی بہم ہوے
اُس گل تر سے ہم ہوے صورت بو جدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعد فنا اگا عبث
عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہے فضا عبث

رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین مبتلا عبث
مجکو مزہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث

زار ہوا ہون اس قدر جسم نہان ہے مثل جان
آتی ہے روز ڈھونڈنے مجکو مری قضا عبث

عیش کا دہر مین نشان دیگا کبھی نہ آسمان
گرگ سے ماہ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث

دولت دہر کی نہین زخمیون کو کچھ آرزو
صرف کیے ہین تیر مین کتنے پر ہما عبث

قوت فہم اگر نہین علم پہ تکیہ ہے فضول
شل ہین جو پاے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث

گوش کریم تک کبھی چاہیئے یہ سمٹ کے جائے
پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

سرمے سے کام اب نہین چشمِ سیاہِ یار کو
پِسکے ہمارے استخوان ہوگئے سرمہ سا عبث

عقدۂ دل مرا کھلے اسکی امید ہی نہین
ناخنِ سعی خلق ہیچ فکر گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا تم نہ بہاؤ اشک امیر
خاک مین اب ملاتے ہو گوہرِ بے بہا عبث

ردیف جیم تازی

اِس شان سے وہ برق وش آتا ہو اِدھر آج
گلنار دوپٹے سے بھی اُڑتے ہین شرر آج

ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج
وہ قتل پہ مین مرگ پہ باندھے ہون کمر آج

غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ
بہکی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج

گو جاتے ہین آہستہ نزاکت سے وہ لیکن
دوڑی ہوئی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج

گلزار مین میکش ہوئے بے شبہہ بہشتی
بیعت انہین ساقی سے ہوئی زیرِ شجر آج

ڈر ڈر کے ملک بھی ہوئے کاندھون سے گریزان
اب ہجر مین کوئی نہ ادھر ہے نہ اُدھر آج

غربت مین مین آیا تو اُڑی خاک وطن مین
اُڑتی ہوئی دیتی ہے یہ بگولون سے خبر آج

باران نہین پتھر ہی گرا کشت پہ میری
اے ابرِ کرم خواہ غضب کچھہ تو ادھر آج

گر ہوے گی شبِ ہجر نہ تا روزِ قیامت
بے پر کی اُڑاتا ہے عبث مرغِ سحر آج

جنت مین کرمیون سے کہین گے یہ فرشتے
بوے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج

کس شان سے بیٹھے ہین سرِ بزم وہ آکر
ذرّون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج

شیشے کی طرح جوشِ مےِ عشق ہے دل مین
ہو مُہر دہن منہ کو کہین آکے جگر آج

عالم مین رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج

بیگانے ہوئے نزع مین جتنے تھے یگانے
آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیر آہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوئے پھرتے ہو جگر آج

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ہی ادہر آج
آنکھونکو مری چومتی ہے میری نظر آج

شوخی سے ہے بے چین وہ بجلی سی نظر آج
کہتی ہے حیا دیکھیے گرتی ہے کدہر آج

اللہ ری حیا وصل مین اُٹھتی ہی نہین آنکھ
کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردے مین نظر آج

اُس ماہ سے ہی وصل تو اندھیر ہے دیکھو
شام آئی ہے لیتی ہوئی ساتھ اپنے سحر آج

کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہین شب وصل
ظالم تری آنکھون سے گئی نیند کدھر آج

دیدار طلب تو بھی ہے اور مین بھی ہون زاہد
لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مرے گھر آج

سب اچھے بُرے حشر مین ہین حاضر دربار
دیکھین نظر لطف و عنایت ہو کدھر آج

یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل مین
اُٹھ اُٹھ کے بٹھاتا ہے کسے درد جگر آج

قاصد کمر یار کے مضمون ہین خط مین
ڈرتا ہون کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج

آنکھین مری نشئے سے نہین سرخ ہین زاہد
کچھ کچھ جھلک آیا ہے ادھر خون جگر آج

اے طول جدائی یہ نیا ہے ترا اندھیر
دن سایہ زلف مین ہی اور شب مری گھر آج

دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کھُلے ہین
اے شان کرم تجھپہ ہے کیا مدِ نظر آج

کہتی ہے قضا طول امل دیکھکے مجھ سے
سامان توکل زادِ سفر کا ہے سفر آج

اک عمر ہوئی ہم ہین تری یاد سے بیہوش
اے بیخبری تجھکو ہوئی ہے یہ خبر آج

مانگی ہے دعا کس نے الٰہی کہ کھُلا ہے
آغوش تمنا کی طرح باب اثر آج

ہر بار بھی ہین دیوانی اُسی رشک پری کی
آئی ہے پرستان سے اُڑ کر یہ خبر آج

کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوئے بن نہ پڑیگی
لینا ہے مسافر کو تو لے زادِ سفر آج

تھی پاس جن اُمیدون سے بر آنے لگی ہین
ٹوٹی ہوئی شاخین مجھے دیتی ہین ثمر آج

رہ رہ کے دکھاتے ہین وہ تیر نگہ ناز
ڈرتا ہون کہ مُنہ سے نکل آئے نہ جگر آج

خورشید قیامت کا بہت گرم ہے بازار
دے اُسکو بھی چھینٹا کوئی اے دامن تر آج

ہوتے ہین وہ رخصت مین یہان ہجر کی کیا
ساتھ اپنے لیے چل مجھے اے شمع سحر آج

کچھ کچھ جو شریک آنسوؤن مین خونِ جگر ہے
یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین گہر آج

کس غیرتِ خورشید سے ہوتی ہے جدائی
اوڑھے ہے ہوے کیون شام کی کملی ہی سحر آج

بیٹھا ہے امیر اُسکی بغل مین مرا دشمن
رہ رہ کے جو اُٹھتا ہے مرا درد جگر آج

جو تجھسے رُخ ملائین چاند سورج
ابھی تو منہ کی کھائین چاند سورج

سحر کو شام کو بھی یاد رکھین
نہ اتنا سر اُٹھائین چاند سورج

ترے رخسارون مین ایسی چمک ہے
کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج

گزر ان کا جو تیری راہ مین ہو
ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج

ترے نقشِ قدم کا پائین رتبہ
یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج

فروغ اپنا جو اس سے بڑھکے چاہین
تری چوٹی مین آئین چاند سورج

ترے چہرے سے اُٹھ جاے جو گیسو
گہن مین منہ چھپائین چاند سورج

وہ غازہ ملتے ہین اب منہ پہ کہدو
کہ خیر اپنی منائین چاند سورج

سپید و زرد ہین اُس رُخ کے آگے
ذرا آنکھین ملائین چاند سورج

خدا کے نور ہین سبطینِ احمدؐ
کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اُس عارضِ روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیفِ جیمِ فارسی

عاشقِ ابرو کی یون تصویر کھینچ
اے مصور حلق پر شمشیر کھینچ

اُس کمر سے مُو قلم مانی بنا
ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ

مدعا اے دل ہے ترکِ مدعا
جتنی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ

مین کہان عشق اُسکی مژگان کا کہان
دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

قید مین اے دل کہان تک ضبطِ غم
تو بھی نالے صورتِ زنجیر کھینچ

اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات
اے قلم عطرِ گلِ تصویر کھینچ

بڑھکے آے ہاتھ مین ہاے دل وہ زلف
ایک ایسا نالۂ شبگیر کھینچ

اُس دہانِ تنگ پر عاشق نہ کر
یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ

جلوہ گر مانی ہو رنگِ اتحاد
میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ

عاشقِ احباب ہون بہزاد مین
رنگِ صحبت سے مری تصویر کھینچ

راہ پاکر زخم سے نکلے نہ چور
پھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ

اے مصور جب وہ دیکھے آئینہ
پاکے موقع عکس کی تصویر کھینچ

قتل کی حسرت ہے تو اے دستِ شوق
اک ذرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ

اے مصور ہے ترقی پر وہ حسن
کھینچنی ذلت جو ہو تصویر کھینچ

کیا حیا ہے کہتے ہین مانی سے وہ
کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عقبےٰ اگر چاہے امیر
دستِ دل سے دامنِ شمشیر کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ
ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ

تیر کھا کر شکر کر نالے نہ او نخچیر کھینچ
سر جھکا کر نازِ قاتل کے تہِ شمشیر کھینچ

مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال
مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ

جان نثارون مین ہے سچا کون جھوٹا کون ہے
یار ابھی کھل جائین گے جوہر ذرا شمشیر کھینچ

سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو
اپنے دل پُر درد جب کھینچ آہ پُرتاثیر کھینچ

ہو کے پابندِ محبت بندِ غم سے چھوٹ جا
ہاتھ دنیا سے پہنکر پاؤن مین زنجیر کھینچ

قتل گہ مین کچھ مرے قاتل سے بن پڑتا نہین
روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ

چارہ گر تدبیرِ دردِ عشق پیچھے سوچنا
خطِ ابرو تو پہلے بالاے خطِ تقدیر کھینچ

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیاد آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اس مست کے تلوار دے پھر سیر دیکھ
چشم میگون مین ذرا سرمے کی بھی تحریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیئے پیر مغان
ان مریدون کو بھی اپنے رنگ مین ای پیر کھینچ

بندگی مولے کی یکسو ہو کے کرنا چاہیئے
اے مصلی ہاتھ دنیا سے دم تکبیر کھینچ

مد گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اس کشش سے اپنا ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

جھیل کڑیان سلسلہ گیسو سے رکھنا ہو اگر
قید زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر پڑتے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دم تقریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سے رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوک خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کچھ آئے کہین
دیکھہ او ظالم ذرا آہستگی سے تیر کھینچ

رو لے اپنے حال پر جاتی جوانی ہین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیف حاے حطی

چلتے ہی گزری ہمین دم کی طرح
ٹھہرے کہان نقش قدم کی طرح

حفظ لسان سے ہون مین مشہور خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

قصد سفر اُن کا ہوا مجکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زار یہ اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دست سبو دست کرم کی طرح

عشق مین مر کر مری ہوگی نمود
نام نکل جائے گا دم کی طرح

سر ہی غم عشق مین پٹیا گیے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام رہے ساتھہ قلم کی طرح

ضعف ہے ایسا کہ زمین گیر ہے — سایہ مرا نقشِ قدم کی طرح
دیر مین ٹھہرو تم اگر دم کے دم — صاحبِ حرمت ہو حرم کی طرح
بان بھی بھیجے ہین تو غیرون کے ہاتھ — لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح
ہون مین وہ غم دوست ہے جسکو عزیز — برقِ غضب ابرِ کرم کی طرح
راہ ہے کعبے کی رہِ کوے یار — سجدہ کنان چلیے قدم کی طرح
حیف کہ رستے مین سب مجھے ہمسفر — چھوڑ گئے نقشِ قدم کی طرح
زندہ محبت سے ہون مین ناتوان — ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے امیر اُسکی گلی مین جو ہم
مٹ کے اُٹھے نقشِ قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابروے بتان کی طرح — ستم ہے تیر بھی کھنچنے لگے کمان کی طرح
مزہ یہ ذوقِ شہادت کا ہے کہ اے قاتل — زبان تیغ کو چوسون تری زبان کی طرح
یہ لطف مقتلِ الفت مین ہے شہادت کا — تڑپ بھی ساتھ چلے عمرِ جاودان کی طرح
نویدِ وصل مٹاتی ہے دل کے داغون کو — بہار لوٹتی ہے باغ کو خزان کی طرح
یہ میکدہ ہے کہ کوئی طلسم ہے ساقی — جو آئے پیر کی صورت گئے جوان کی طرح
فراقِ یار مین رویا جو مین تو غم اُس کا — لپٹ گیا وہین معشوقِ مہربان کی طرح
بل ابروون پہ ہے اللہ آبرو رکھ لے — کھچے ہین خود بھی وہ شمشیرِ امتحان کی طرح
جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر — مین اُٹھکے بیٹھ گیا گردِ کاروان کی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آ کے امیر
نکل گیا مرے سینے سے دمِ فغان کی طرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آئے گا ناصح — سمجھاؤن گا ایسا کہ سمجھ جائے گا ناصح
مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا — میری جو نہ مانے گا تو پچھتائے گا ناصح

آتا ہے مرے پاس تو آنے دو نہ رو کو
دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آئیے یہ کہنا مرا مانئے
پھر میرے سر آنکھوں پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتون مین مری شاخ نکالے
کہدونگا پتے کی مین تو پچھتائے گا ناصح

سنکر مین نصیحت نہین لاتا جو حرارہ
آتا ہے مجھے دہیان کہ جل جائے گا ناصح

رونا جو مین چھوڑون گا تو تڑپون گا مقرر
بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبتِ رندان مین تو بیٹھے
گھبرا کے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیفِ خاے معجمہ

ہے جسقدر کہ وہ صنمِ شوخ و شنگ شوخ
ایسے کبھی نہ ہونگے بتانِ فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیرِ باغ کو
پھیکا گلون کا رنگ تمہارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے تجلیون سے کہا
دیکھو تو کسقدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شرابِ سرخ وہ مجھ مست کو پلا
یاقوتِ آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم
میدان پا کے اور ہوا یہ سرنگ شوخ

گھر والون پر بھی ہوتی ہین ہر وقت پھبتیان
کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو ہمین انگلیان
منھدی سے تیری میری لہو کا ہی رنگ شوخ

معشوق وہ ہے جسکی طبیعت بھی شوخ ہو
کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بندش یہ نازِ شیخ کو عینک سی ہے عبث
کیا وصف ہے جو مرکبِ تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
مین کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیفِ دالِ مہملہ

عاقلون کو ہے آبادیِ کاشانہ پسند
ہم ہین وحشی ہمین سنسان ہے ویرانہ پسند

قصہ گویون سے جو سن لی ہے کہانی میری
انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند

جان دی شمع پہ پروانون نے گر گر سر بزم
ایسی آتی ہے ہمین ہمتِ مردانہ پسند

مر گیا مین تو حسینون نے بھی کی زینت ترک
رخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند

مسجد ظرفِ وضو تجھکو مبارک زاہد
ہمکو ہے بزمِ مے و شیشۂ و پیمانہ پسند

مٹ گئے سامنے اُس شوخ کے جتنے تھے حسین
حسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند

دل کو کیا لطف جو معشوق ہو گرما گرم
شمع خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند

آبلے پاؤن کے کانٹے ہین مجھے وحشت مین
تاج سلطان کو ہے گوہرِ یکدانہ پسند

دونون گھر اُسکے ہین تمیز کہان وحدت مین
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند

آئنہ جانکے زانو پہ جگہ دی اُسنے
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند

لپٹے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنیٔ بیگانہ پسند

سچ کہو پسند کسکی ہے اے خوبرو پسند
تجھکو عدو پسند ہے مجھکو ہی تو پسند

سب کو تری پسند ہے اے ماہرو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند

اللہ رے جوش ناز و ادا بزم یار مین
بس بس گیا ہے آج دلِ آرزو پسند

خنجر دکھا کے کہتے ہین وہ بات بات پر
ہمکو تو اس زبان سے ہے گفتگو پسند

آؤ جو میرے قتل کو تیار ہے لحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

رحمت ہی رحمت اُسکی ہے گر لے اگر قبول
میری نماز اُسے ہے نہ میرا وضو پسند

دیکھون کہ میرے یار کے کیونکر نباہ ہو
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند

زینت کے وقت بھی ہی جو انجام کا خیال
مٹی کے عطر کی ہمین آتی ہی بو پسند

احسان کسی کا کب ہے گوارا برنگ گل
ہے چاک پیرہن نہین لیکن رفو پسند

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اُس کریم کو وہ ہی کہ تو پسند

آجائے جب دل ہی وہی جان سی عزیز
یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کہلکر کہو کہ بوسہ گیسو نہ دینگے ہم
یہ اُلجھی اُلجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر
ذرے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حسن نے دولت کا خاصہ
وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کرکے ترکِ حرص
کیونکر نہو مجھے دلِ بے آرزو پسند

دن رات ذکرِ شعر و سخن سے ہی کام امیر
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جسدن سے اُس غریب کو آیا ہی تو پسند
ہے کس غضب مین جانِ دلِ آرزو پسند

ساقی ہے دختِ رز سے زیادہ عروسِ کہن
کیا بھینی بھینی اُسکی ہے مستون کو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ دست
خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

مُنہ دیکھنے کا ہے اُس فقط شکلِ آئنہ
کرتے ہین دل مرا وہ مرے روبرو پسند

یہ جھبک پڑا جہان وہین دریا بہا دیا
ساقی مجھے ہے ہمتِ دستِ سبو پسند

کہتے ہو کوئی جم کے نہ بیٹھے ہمارے پاس
اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکھاتا ہے آسمان
مشتاقِ مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری
ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحرِ جہان مین گوہرِ یکتا ہے میری ذات
اس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاسِ خاطرِ اغیار یار کو
لایا ہے قتلِ دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کے واسطے اب میری جان چھوڑ
تجکو نہ مین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ ملاتے نہین ہین آنکھ
وان جام سے دریغ یہان ہی سبو پسند

سو آفتین ہزار بلائین قبول ہین
مُنہ پاس کا نہ دیکھے دلِ آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز
یان خامشی پسند ہے وان گفتگو پسند

بے ذوقِ عشق دیدہ و دل دونون ہیچ ہین — خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند
زاہد کو گریہ وقتِ عبادت ضرور ہے — اللہ کو نماز نہین بے وضو پسند
جھکیے جو پیشِ یار تو آنسو بہائیے — ہے اس نماز کیلیے ایسا وضو پسند

ہے لکھنؤ کی جان تو کلکتے مین امیر
خاک آئے میری آنکھ کو اب لکھنؤ پسند

میرا کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند — آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رو پسند
نکلے امید جس سے وہ ہی گفتگو پسند — مجکو ہے وردِ آیۂ لاتقنطو پسند
کرتا ہون پیار غیر کو بھی مین تری طرح — وہ بھی پسند مجکو ہے جسکو ہی تو پسند
آنکھون کو میری مدِ نظر ہے تو روے یار — کانون کو میرے ہی تو وہی گفتگو پسند
افشا ہو رازِ عشق تو کاٹین زبان ہم — مستون کی طرح ہمکو نہین ہاو ہو پسند
چھوٹے بڑے پہ کچھ نہین موقوف ساقیا — میکش ہون مجکو خم کیطرح ہی سبو پسند
دو ہاتھ مین کرے گا وہ کیا خاک فیصلہ — ہی جسکو دلِ قصۂ تیغ و گلو پسند
خاکِ لحد ہے رنگِ روان کیطرح روان — مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند
شکرِ خدا کہ اُب ہوئی امیدِ قتل کی — منہدی کے بدلے اُنکو ہی میرا لہو پسند
ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین — کیون سجدہ مثلِ کعبہ ہو چارسو پسند
میکش وہ ہین کہ اور ہے اپنا دل و دماغ — ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند
دُون مین دلِ شکستہ تو بک کر کہے وہ مست — ٹوٹا ہوا کسیکو نہین ہی سبو پسند
نادان ہی قیس سے جو نہین دی مناسبت — لیلی اُسے پسند ہے ہمکو ہی تو پسند

تعریف دوستون کی نہین معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن مین دل کو کیا بے گناہ بند — اُلٹی سنو کہ ہوتے ہین وان دادخواہ بند

یہ اشارہ ہے واجد علی شاہ فرمانرواے اودھ کی طرف ۱۲

یارب پڑی ہے کس رُخ پرنور پر نظر
ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید و ماہ بند

اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا
لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند

اے چشم تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون
بارش مین نامہ بر کی ہے پہرون سے راہ بند

راہی ہین صبح و شام مسافر سوئے عدم
ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند

اُس شاہ حسن کا کوئی دربار کیا کرے
جب جاکے دیکھیے ہے در بارگاہ بند

باد بہار نے یہ لپیٹے ہین برگ گُل
رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کیطرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے امیر در خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند
سرکار حُسن کا نظر آتا ہے کام بند

کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری
کچھ دُون تو مُنہ حریص کا ہو لاکلام بند

گھبرا کے رند جانب دوزخ چلے گئے
پایا جو باب روضۂ دار السلام بند

دہ در شود کشادہ اگر بستہ شد درے
رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند

مسجد مین جا کے بیٹھ رہا مئیفروش کیا
کیا وجہ کیون دُکان ہے مے کی مدام بند

چھوٹے جو ایک غم سے پھنسے اور غم مین ہم
جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغان دام بند

لازم ہے بہر گریہ بھی دل کی کشادگی
آئے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند

ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی
دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند

اے ابر چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی
ہے کاروبار خلق خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزم عیش ہے سُن لے امیر کی
ہو شام سے نہ صبح تلک دور جام بند

ردیف دال ثقیلہ

چھو کے اُس ابرو کو ہے مجکو بھی شایان گھمنڈ
کرتے ہین شمشیر زن جیت کے میدان گھمنڈ

تو ہے سلامت تو کیا صبحِ قیامت کا ڈر
تیری درازی پہ ہے اے شبِ ہجران گھمنڈ

کہتے ہین آئینے مین دیکھ کے زلفون کا بل
ہمسے بھی کرتے ہین اب گیسوے پیچان گھمنڈ

مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف
حسن پہ زیبا نہین اے بتِ نادان گھمنڈ

عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا
بڑھ ملے جس افسون پہ ہو تجکو پریخوان گھمنڈ

ایک ہین کس کس کے ناز حشر کے دن اٹھ سکین
کہتی ہے مجھسے صراط کرتی ہی میزان گھمنڈ

نوک کی ہم سب سے لین جب آئین جو گلزار کو
گل سے گریبان کرے خار سے دامان گھمنڈ

وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گزری نہین
کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بیخطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہِ مردان گھمنڈ

ردیفِ ذال

چشمِ بددور رکھا خوب ہی سحر کا تعویذ
باندھ دون لکھکے مین بازو پہ نظر کا تعویذ

مہر و مہ چاہتے ہین دیکھکے بازو تیرے
ایک ادہر کا تو بنے ایک ادہر کا تعویذ

داغ دینا کسے منظورِ نظر ہے صاحب
ہاتھ مین کیون ہے یہ طاؤس کے پر کا تعویذ

چاند کہتے ہین کسے عقدِ ثریا کیا ہے
یہ گلے کی ترے ہیکل ہے وہ سر کا تعویذ

آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب
یہ نکالا ہے نیا دردِ جگر کا تعویذ

پھر بلائی گئی مشاطہ کہ باندھے کسکر
اک ذرا بھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ

چشمِ بددور ترقی پہ ہے جوبن ان کا
چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ

مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی
داغِ دل بڑھ کے ہوا دردِ جگر کا تعویذ

جتنی تاثیر ہے انسان کے دل مین ہے امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچہ عروسِ بہار کا تعویذ
یہ کھل پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

ملون نہ آنکھون سے کیون اُسکی خط کو اے قاصد
یہ ہے مرے مرض انتظار کا تعویذ

پیون جو مے مرض غم ہو دور لے ساقی
کہ خط جام ہو میرے بخار کا تعویذ

اثر دکھاے گی الفت پس فنا تو حضور
ملین گے آنکھون سے میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑہنے اِدہر بھی وہ آجائین
اثر دکھاے الہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگاے آنکھون سے
تمہاری جوتی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُن کا آیا ہے رکھون مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دل بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے امیر وہ تو بلا
رہے گا دل کی جگہ دست یار کا تعویذ

ردیف راے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کوہکنی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دل معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہت گل کی طرح شوق سفر پیدا کر

قطرۂ اشک بنے گوہر گوش جانان
آبرو اپنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اڑ چلے گا ابھی لے یار ذرا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوق دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عمل نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زاد سفر پیدا کر

عشق حسن نمکین کا جو اُٹھاتا ہے مزہ
پہلے کچھ ذائقۂ زخم جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے اے چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شب غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اُٹھانے مین الہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر

دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزم شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عمل آفتاب سے باہر

سوال کرنے نکیرین شوق سے آئین
وہ دو ہین مین نہین سنو کہ جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈہونڈو ادہر ادہر نہ پہرو
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بناے گھر
کسیطرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دے کے حسین پھیر لین تو دونی ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو مثل قعر حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو تو ڈری مجھے کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

تڑپ ہی جائین وہ گھر مین کرون جو آہ امیر
نکل کھڑے ہون ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیب دامان بہار
کونسا غنچہ نہین گوشۂ گریبان بہار

کسقدر روشن ہے پہولون سے شبستان بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغان بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین چھپ رہے
ایک دیوانہ ہے تیرا مرد میدان بہار

نشئے کے ڈورے جو ہین اے مست آنکھون مین تری
ہے بجا انکو اگر کہیے رگ جان بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثار حسن ہون بلبل ہے قربان بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیر ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہر سلیمان بہار

تازگی ہر رخ پہ ہے جاتی رہی افسردگی
پتے پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسان بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشم نرگس گوش گل کانٹے ہین مژگان بہار

گوہر شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تخت گل پر رونق افزا ہے جو سلطان بہار

میفروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کونپلین پھوٹین ہوا گلشن مین سامان بہار

باغبان کانٹون کو سنبھال رکھ کہ ہنگام خزان
کوچ مین ڈالین خلل الجھائین دامان بہار

کیون نہ کہیے شاہ پتے تاج ہین شاخین ہین تخت
ہے نگین لالہ تو نافرمان ہی فرمانِ بہار

برگِ گل سے قطرۂ شبنم گراتی ہے صبا
کیون نہ ٹوٹے دل جو دیکھے دستِ غلطانِ بہار

جوش گل سے ہے یہ ارزان نرخ بازار اے امیر
کوڑی کوڑی بک رہے ہین ماہِ کنعانِ بہار

شنو دل فدائے صاحبِ فرمانِ رامپور
ہے رامپور جسم وہ ہے جانِ رامپور

بالا ہے قاف سے بھی کہین شانِ رامپور
زلفِ پری ہے سایۂ ایوانِ رامپور

غازہ بنائین لے کے جو پائین بتانِ چین
رنگِ شکستۂ چمنستانِ رامپور

محوِ خرامِ ناز نسیم و صبا نہین
گلگشت کر رہے ہین حسینانِ رامپور

گلیان یہان کی باغِ ارم ہین کیاریان
رضوان ہے باغبانِ گلستانِ رامپور

نرگس کے پھول گردیہ انگور کے نہین
ہین دخترِ رز کی تاک مین مستانِ رامپور

آشفتگی یہان کی ہے طرۂ بہار پر
زلفِ بتان ہے خوابِ پریشانِ رامپور

کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب
دونون جہان سے سیر ہین مہمانِ رامپور

اہلِ نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یان جگہ
اللہ چشمِ بد سے نگہبانِ رامپور

چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان
کرتا ہے مہر و ماہ کو قربانِ رامپور

شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا
زہرہ ہے آسمان پہ ثناخوانِ رامپور

سائے پہ فرطِ نور سے عالم ہے دہوپ کا
ہے آفتاب شمسۂ ایوانِ رامپور

بھولین گے خلد مین بھی نہ انکے ادا و ناز
یاد آئین گے وہان بھی حسینانِ رامپور

لاتے نہین خیال مین شاہانِ دہر کو
حضارِ بارگاہِ سلیمانِ رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوانِ جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمانِ رامپور

بادۂ سرخ ہیون ساغر و مینا بھر کر
موسمِ گل مین کرون کیا مین خزینا بھر کر

دل پہ ہے بحرِ محبت مین ہجومِ غم و یاس
خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینا بھر کر

باندھ دین عشق کے بازو پہ یہ اچھی ہے صلاح
دل کے تعویذ مین ہم نقشِ رضینا بھر کر

فصل گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد
حرفِ مکتوب نہ مٹ جائین پسینا بھر کر

حسن کی نذر کو پھولون کی لگائی ڈالی
عشق نے داغِ الم سے مرا سینا بھر کر

ساقیا رحم کہ بے بادہ مجھے گزرے ہین
چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر

حال کیا پوچھتے ہو میرے دلِ پُر خون کا
دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر

محضرِ خون پہ مرے اسلیے کرتے ہین وہ مُہر
لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر

نشۂ دولتِ دنیا ہے خمارِ عقبےٰ
مست منعم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر

عطر تھنے مین نہ بھیجو مجھے بھیجو کسی دن
شیشیون مین گلِ عارض کا پسینا بھر کر

مستِ میخانۂ غم کب نہین رہتا مین امیر
خون چلّو مین ہمیشہ ہے مجھے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر
مینہ تیرون کا برسے گا غزالِ ختنی پر

ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر
عاشق ہے خدا بھی تو رسولِ مدنی پر

ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت
حیران ہون کہ ایسا سخن اس بیدہنی پر

گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار
زہاد تلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر

اب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے
باندھی ہی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر

ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین
قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر

مارا مجھے اسنے ترے لب یاد دلا کر
ثابت ہے مرا خون عقیقِ یمنی پر

آیا ہے شہیدون کی طرف دیکھیے اب خلق
کیا باندھنو باندھے ہے تری گل پیرہنی پر

یون اور حسین دیکھ رہے ہین ترے رُخ کو
محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر

چھینی فلکِ دُون نے جو محتاج کی چادر
ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبرِ غنی پر

چھو جائے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
فرہاد نے کچھ لطف نہ محنت کا اٹھایا
صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کیا خط کا جواب اُسنے تعلّی سے دیا واہ

ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر
پتھر کے تلے ہاتھ رہا کوہکنی پر
کر رحم غریبون کی غریب الوطنی پر
بھیجا سرِ قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیر اُسکو ملا عرش پہ پہنچا
سر جسکا جھکا پائے رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سرکش ہین یہ زردار
مین جس قاصد کو دوُن اپنا خطِ شوق
سنا ہا قول کھنچکر دار پر بھی
مٹاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
جہان مین وجہ شادی ہے تو دولت
کہان تک شورشِ بیہودہ اے دل
قدوگیسو کا ہے عاشق سے ایما

کہ ہے سر بر زمین شاخِ ثمردار
ابھی وہ صورتِ طائر ہو پردار
کہین منصور سے ہوتے ہین سردار
کہان پاؤگے ایسا ناز بردار
نہ ہنستے گل اگر ہوتے نہ زردار
کوئی نالہ تو پیدا کر اثردار
رسن پر یان رسن ہی دار پر دار

امیر اُس [illegible] موزون کے آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دل ابرو پر فدا ہو مفت کا الزام دلبر پر
خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشم [illegible] کی
دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کرلیے [illegible]
دلِ بیتابِ عاشق جاکے ٹھہرا [illegible] دل [illegible]
نہین یہ گرمی مے سے لبِ جانان پہ چھالے
شہیدِ تیغِ قدِ یار ہو کر اس قد [illegible]

گلا شمشیر کا کٹے خون ہو جلاد کے سر پر
زمانے کے شرابی آگرے ہین ایک ساغر پر
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر
سپاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر
الٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر
کہ اُڑکر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

یہ شوقِ نامہ بر ہے انتظارِ خطِ جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آوازِ پروازِ کبوتر پر

گڑے مردے اکھیڑے جائین گھبرو بکاری کو
زبانین بھر کے جھگڑے اٹھ رہے ہین روزِ محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیے کاتبِ اعمال کے سر پر

نہین ہے وجہ جوہر سے مشابہ بخیے کے ٹانکے
دہانِ زخم کا بھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لبِ شیرین کا ای ساقی
جہان سیراب مین پیاسا کھڑا ہون نہر کوثر پر

جو اُس بلقیس وش سے لیکے نامے کا جواب آئے
تصدق کر کے چھوڑون سیکڑون ہدہد کبوتر پر

لگائے گا وہ سرمہ آنکھ مین کسکے دکھانے کو
ہمارے دم تلک رکھتا ہو قاتل باڑھ خنجر پر

وہ مست آئے تو میکش کیا ہین جیسے مست ہو جائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر ہو ساغر پر

ریاضِ دہر مین ہمسا کہان ہے طائرِ وحشی
کہ اپنا آشیانہ نجد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکستِ فاش دی قسمت نے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین لڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون پینترے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگِ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اٹھائے
درِ جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جدا سر ہو تو اپنا دردِ سر جائے
کرین کیا دردِ سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا کیا نہ الفت نے جھکائے
ہوئے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر
ہوئے جنگل ہزاروں شہر اُجڑ کر

کہیں جاتا ہے دل سے عشقِ مژگان
نکلتی ہی نہیں یہ پھانس گڑ کر

خلف آدم کے ہم خلد ارثِ آدم
کبھی لیلین گے رضوان سے جھگڑ کر

ق

فراقِ یار مین نفرت ہے مے سے
الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر

کہان آیا ہے میرے پاس شیشہ
نکالو بھی اسے گردن پکڑ کر

امیر اک شہر ناپرسان ہی وہ بزم
وھان تم کیا بناؤ گے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہیں میخانے پر
کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر

وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا
سایہ کرتی ہین پرون سے ترے دیوانے پر

شکل حیوان کی نہین صورت انسان کیسی
کچھ عجب عالم ہو ہے مرے ویرانے پر

کیون مرے سر پہ نہو لغزشِ پا کا احسان
ہاتھ پڑ جائے جو بیساختہ اُس شانے پر

جی مین ہے شیخ و برہمن کو دکھاؤن دریا
ناز کعبے پہ اسے ہے اُسے بتخانے پر

ہے عجب حال یہان کوئی سمجھتا نہیں کچھ
لاکھ اپنون کو کہون رکھکے مین بیگانے پر

فرد تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہیں
نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر

طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح
جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر

ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوو اُس بت کے
مار اللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر

دل خدا دے جسے وہ داغِ محبت لے مول
عشق بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر

آتشِ غم مین جو ہم جلتے ہین پروا اُنہیں کیا
رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر

ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار مین گل
چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر

ہے وہی دوست جسے جس سی محبت ہو جلے
نہ یہ اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار شبِ وصل امیر

چھا گئی کیسی اُداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
قینچی چلے گی کیسے نہ رختِ حیات پر

بوسہ ملا جو اُس لبِ شیرین کا مر گئے
دی جان ہمنے چشمۂ آبِ حیات پر

پائی ہے برہمن نے جو دیر پر ترے جگہ
بیٹھا ہے لات مار کے عزّے ولات پر

آرام سے ہون فقر کے بستر پہ مین گدا
تکیہ ہے جب سے رازقِ مطلق کی ذات پر

سُنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قرق
بٹھلا دیا یزید نے پہرا فرات پر

رحم آئے جب مزاج مین تب ہون وہ مہربان
موقوف وصلِ یار ہے دن پر نہ رات پر

جھڑتے ہین بوستان مین جو دو چار برگِ گُل
گر جاتے ہین قفس مین مرے پانچ سات پر

لکھتے ہین ہم جو مدحتِ چشمِ سیاہِ یار
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر

شیشے مین ہم پری کو اُتارین گے دیکھنا
چڑھ جائین گے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر

کودک مزاج چاہنے والے ہنین ترے
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر

منعم سے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
فانوس چاہیے کوئی شمعِ حیات پر

پردہ یہ کس کے عارضِ روشن سے اُٹھ گیا
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر

سمجھے یہ خطِ پشتِ لبِ یار دیکھ کر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پئے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوات پر

ملا نام خدا وہ مرتبہ تجھ کو حسین ہو کر
فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہو کر

بچے گی آبرو دنیا مین تو عزلت نشین ہو کر
صدف مین بیٹھ رہنا چاہیے درِّ ثمین ہو کر

خراشِ غم نے کیا میرے دل کا زنگ چمکایا
زیادہ ہو گیا قیمت مین کندہ یہ نگین ہو کر

کلیجا تختۂ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
غضب کی لی ہین دل مین چٹکیان پہلو نشین ہو کر

کمر کو بال جب مین نے کہا جھنجھلا کے فرمایا
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہو کر

بڑا ہی مخبر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اُڑ نہ جائے یہ کہین روح الامین ہو کر

تصور ہے وہی پیشِ نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے رہے محفل مین ہم خلوت نشین ہو کر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکے نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیے موباف بھاری نازنین ہو کر

بتا دے اے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پھر کیونکر کوئی اندوہگین ہو کر

بہار لالہ و گل پھر کبھی کا ہے کو دیکھین گے
چلے ہین اس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہو کر

ملون جبدم مین آنکھین اُنکے ساعد سے دم رخصت
تو رہجاتا وہین اے پردہ چشم آستین ہو کر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہے اُنکے قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہے نکلتی ہی نہین ہو کر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین بر جبین ہو کر

خدا مومن کی صورت رزق کافر کو بھی دیتا ہے
کسیکو بھول جائے کیا وہ رب العالمین ہو کر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل نے اس سے کیا حاصل
کسی انگشتری مین اسکو رہنا تھا نگین ہو کر

تصور بندہ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہو کر

امیر اک آئینہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیشِ نظر نکلی کہین ہو کر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثلِ تارِ نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین پر خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالمِ ہستی مین بے نشان
اکدن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندھ لے
زلفِ دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادۂ عدم
سمجھے ہوئے نہ ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سرفروش ہزارون ہین سر بکف
اک روز باندھیے تو ہے امتحان کمر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
ابتک ستم پہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھینچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

کاہیں کو پھر امیر سا پاؤ گے باوفا
باندھو نہ اُسکے قتل پر اے جانِ جان کمر

گلشنِ فردوس ہے رخسارِ یار — آبِ کوثر شربتِ دیدارِ یار
ہین جو آنکھین طالبِ دیدارِ یار — کاش ہوتین روزنِ دیوارِ یار
خُلد مین ٹھہرے تہِ طوبےٰ جو ہم — یاد آیا سایۂ دیوارِ یار
زندے مردہ مردے زندہ ہو چلے — حشر برپا کر چلی رفتارِ یار
برق چمکی تھی جو کوہِ طور پر — وہ بھی تھا اک پرتوِ رخسارِ یار
آنکھ اُسے کہیے جو دیکھے وہ جمال — کان وہ ہے جو سُنے گفتارِ یار
اسقدر غالب ہوا ہے خوابِ مرگ — آچکا ہے وعدۂ دیدارِ یار
باغ مین نازان ہین کیا طاؤس وکبک — ٹھوکرین کھلوائیگی رفتارِ یار
عینِ صحت ہے مرض کیسا مرض — ہے مسیحا یار ہم بیمارِ یار
قتل ہوتا ہے دمِ تزئین جہان — آئنہ ہے تیغِ جوہردارِ یار
اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین — لوٹ لائین دولتِ دیدارِ یار

آنکھ کھولو خوابِ غفلت سے امیر
گرمِ محشر مین ہوا دربارِ یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن کل تلک پرہیزگاری پر — مصلے تک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر
اُٹھایا زخمِ کاری میرے دل نے زخمِ کاری پر — لگائی تیغِ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر
تفوق ہو ترے گلگون کو جب بادِ بہاری پر — یقینِ نکہتِ گل کیون نہو گردِ سواری پر
بھر آئی اُس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت — ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر
کہو اشجار سے اکدن خزان بھی آنیوالی ہے — اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر
نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل — چھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخمِ کاری پر

تری موجِ تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اِک اور کوڑا توسنِ بادِ بہاری پر

شرارہ ہے یہ گویا نالۂ پرسوزِ مجنون کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلی کی عماری پہ

وہ پیاسا ہون غنیمت ہی مجھے اِک بوند بھی پانی
گلا خود جا کے رکھدیتا ہون بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہین بوریائے فقر ہے بستر
توکل پر نظر تکیہ ہے اپنا ذاتِ باری پر

خدا ہے عشقِ ابرو مین جو اپنی جان بچ جائے
رہا کرتا ہے خوفِ غرق کشتی کی سواری پر

کنوین سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہے جو پارہ
تڑپتا ہے دل اُسکا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے سپر یہ بلبل کشتہ کا خون اچھلا
پڑین اُڑ اُڑ کے چھینٹین دامنِ ابر بہاری پر

امیر ایسی بھی شب ہوتی کہ وہ مہ میرے گھر آتا
ترحم کچھ تو کرتا آسمان اختر شماری پر

نوجوانی ہے نہ پوچھو رُخِ جانان کی بہار
کچھ عجب موسمِ گل مین ہے گلستان کی بہار

ہے جہان جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر مین کنعان کی بہار

جوشِ گل باغ مین ہے جوشِ جنون لازم ہے
پُرزے پُرزے ہو یہی اب ہے گریبان کی بہار

کسطرح میکدے والون کو یقین ہو واعظ
دیکھا آیا نہین تو روضۂ رضوان کی بہار

رنگ محفل کا تو جمگھٹ سے حسینون ہی کے ہے
گُل جو کھلتے ہین تو ہوتی ہے گلستان کی بہار

پرتوِ گیسوِ جانان نہین آئینے مین
ہے لبِ نہرِ چمن سنبلِ پیچان کی بہار

باغبان سے کہو پھولے نہ بہت پھولون پر
چار دن ہے یہ گُل و لالۂ و ریحان کی بہار

سیکڑون لالہ رُخ و سروقد و غنچہ دہن
دیدنی ہے چمنِ عالمِ امکان کی بہار

اَب مدینے کیطرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے ذرا گلشنِ ایمان کی بہار

مرے پھولون مین ہون آو چمن صدقے ہو جوبن پر
لہو ہاتھون مین منہدی خون سب کا میری گردن پر

برابر رحم اہلِ درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہون مین گرتی ہے بجلی جسکے خرمن پر

ہجوم ایسا نگاہون کا ہوا ہے اُن کی چلمن پر
کہ دُہرے پردے جالی کے پڑے ہین روی روزن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیبِ کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ میکش ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مَی اُڑ کے میرا ہاتھ رکھ لے اپنی گردن پر

دورنگی سے نہین خالی ہر کوئی بات اُس بت کی
پیامِ صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دلِ بسمل کہین ایذا نہو تمکو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھاما لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑھنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتشِ دل ہین کہ قطرے اشکِ خونین کے
نظر آتی ہین کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کہان قمری کی گردن پر

شہیدِ ستون کو کیا خوفِ بلاے آسمانی ہے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برق اپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل مین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرہ بختی بعد جل بجھنے کے بھی باقی
دُھوین کا جیسے رہجائے نشان دیوارِ گلخن پر

نہ ہے عبرت چلے تو لُٹ کے پہنچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑھتے ہم آئے قبرِ رہزن پر

نہ کرتا مے سے توبہ تو ابھی ہر گز نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سبکروحی سے ہین وحشی ہوائے دشتِ وحشت ہون
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اُڑ کے پڑجاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندھی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر ہو پ بجلی بنگئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصرِ شاہی کو
کہ آنکھین رکھکے روئی بیکسی اک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغِ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

گئی ہے جان اک پردہ نشین پاک کے دامن پر
عجب کیا بخیہ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

وہ بسمل ہون نگاہِ گرم سے دیکھے جو قاتل کو
اُچھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے
گریبان آجکل لوٹا ہوا ہے میرے دامن پر

مجاور گر نہین کوئی تو مجکو کچھ نہین پروا
اٹر بیٹھین گے کاندھون کو فرشتے میرے مدفن پر

یہ عالم ہے عطش کا وادیِ گرم محبت مین
کہ چشمِ خضر بھی رہتی ہے آبِ تیغِ رہزن پر

عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہے
مرا خون اُسکے سر پر اُسکا احسان میری گردن پر

یہ سمجھا تھا کہ ان طوقون مین پھر مجکو پھنساؤ گے
کروگے چوڑیان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر

گلا کٹوا مزے لے لیکے پھر اے دل کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

کرون گا اسطرح بدنام ان پردہ نشینون کو
لہو چھڑکون گا اپنا جاکے مین ایک ایک چلمن پر

وبال معصیت سے پاک ہین دل صاف ہے جنکا
عذابِ میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر

عبث ہے دخترِ رز پر تہمت تردامنی واعظ
نمازین پڑھتی ہین آ آکے حورین اُسکے دامن پر

نگاہ یاس نے خنجر کی برش پر بھی سبقت کی
چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر

مرے ہم لٹ کے غربت مین پر لیکن وہی تلخی
خضر نے بھی دیا تو فاتحہ حلوا سے رہزن پر

تصور ایک دم بھی اُسکی پلکون کا نہین مٹتا
ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر

پھری اے ترک جس سے آنکھ تیری ہوگیا بسمل
قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہر دم تیری چتون پر

ترحم غیر کے آگے نہ مجھپر چاہیے تمکو
کہ دل دکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہے جو دشمن پر

مین جب کہتا ہون اُس سے مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر

سپر چلے تیغِ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون
مرے ہوتے غضب ہے ہاتھ اُٹھائین آپ دشمن پر

نہین ہے قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری
گھڑے پانی کے غیرت سے پڑے گلہای سوسن پر

امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر اُسکے مدفن پر

اثر یہ ہے جودی ہے جان اُسکے روی روشن پر
کر آنکھین مانگنے آتے ہین اندھے میرے مدفن پر

اندھیر اچھا گیا بے یار ایسا رو سے گلشن پر
زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر

اگر قابل رفو کرنے کے چاکِ جیب گل ہوتا
تو انگشت چشم بلبل سے مین رکھتا آب سوزن پر

وہ کشتہ ہین ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے
اتر کر سر سے قاتل کے چڑھے خون اُسکی گردن پر

محبت پیشہ عاشق آفتون کو دوست رکھتے ہین
مین اپنے سر پہ لیلون جو بلا نازل ہو دشمن پر

کرون مین عذر خواہی دل جو کافر کا بھی ہو میلا
جو ٹوٹے ہاتھ سے بت گر پڑون پائے برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہین پڑتا
رگڑتا ہون چھری رکھہ رکھکے پھرون اپنی گردن پر

بس ہر فردون مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے
کہ منت ماننے آتی ہین پریان میرے مدفن پر

نکلتی حسرت پابوس کیونکر دل سے بسمل کے
یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشت توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہان تنگ سے دعوی
سر اُسکا کاٹ کر رکھدون سنان برگ سوسن پر

نئی صورت کا آکر دیر مین زنار پہنایا
جنیؤ کا لگایا ہاتھ اُس بت نے برہمن پر

مین وہ افسردہ دل ہون سرد ہو ہنگامۂ آتش
مری صورت جو کوئی کھینچدے دیوار گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاع مہر کی صورت
پھر وسا آپ ناحق کرتے ہین پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہین روتا ہون مین مظلوم دنیا مین
پھر آتے ہین مرے آنسو تأمل کار دشمن پر

اتر کر اُسنے مقتل مین جو کھینچا میان سے خنجر
قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کے توسن پر

نگاہ گرم سے اُبھرے ہوئے سینے کو جب دیکھا
تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا مجکو ہو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہین اکثر حال گلخن پر

کھلے ہین یان دیدۂ بصیرت وہ برق حسن آئی تو چمک کر
یہ دیکھنے کی نہین ہین آنکھین کہ بند ہو جائینگی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سایے سے بھی وہ شوخ کہتا ہی یہ جھجک کر
یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف ہی اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریبان تک نہ پہنچا
ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہ گیا راستے مین تھک کر

اُٹھاتے ہو غیر کا جنازہ تو رنگ شوخی کا بھی دکھاؤ
شہاب کے رونہ اُسپہ چھاپے اٹھاؤ میرا لہو چھڑک کر

بلا مین وہ پڑ گئے اُٹھاکر نقاب اپنی رخ حسین سے
بلائین لین گیسوؤن نے اتنی کہ گئی دونون ہاتھ تھک کر

مین بسمل ادا کا ہون تیری کشتہ مین اس نزاکت کا تیری بسمل
لگائی تلوار جب چمک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

پھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رُخ تمہارا
تباہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی اُڑا دیے ہوش میکشون کے
نکل پڑے میکدے سے باہر ہزارون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پوچھے آنسو اُبل پڑے اور اشکِ خونین
لہو کی دو بوتلین بھری تھین لگا جو ہاتھا آ رہین ڈہلک کر

جو تیرے احسان ہین ضعیف پیری ہین شکر اُسکا ادا کرین کیا
دعائین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری مستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب اگر پی
ہوئی نہ مستی مین لغزشِ پا حرم مین ہم جا گرے بہک کر

وہ بام پر بار بار آ کر اُڑاتے ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجکو فلک پہ بجلی چمک چمک کر

مین ہون وہ نازک مزاج بلبل نہین مجھے تابِ نکہتِ گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان چمن مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہہ تکلف سے شعر خالی
ثمر وہی نخلِ فکر کا ہے امیر جو آ گرے ٹپک کر

ردیفِ رائے ثقیلہ

جو دماغ مین میرے پہنچگئی بو تو اُلجھکے نہ زلفِ دوتا سے بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھ جو بگڑ تو نسیم و صبا سے بگڑ

تجھے شمعِ جمال خدا نے کیا مجھے عہدہ پتنگ کا اُسنے دیا
سرِ بزم پھرون مین جو گرد ترے نہ خفا ہو نہ شرم و حیا سے بگڑ

وہ ہی کون شے جو عزیز نہین مجھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین رہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سے بگڑ

تپِ عشق مین اور دوا ہو مخل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو خجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو تری ہو دوا سے بگڑ

کبھی کعبے مین صرف سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کے حرم سے پھر
یہ ہے دین مین کفر بھی مدِ نظر نہ صنم سے بگڑ نہ خدا سے بگڑ

مرے سر مین جو بائی ہی اپنی ہوا تو وہ کہتے ہین کیا کہ ہوس مین آ
تری بخت مین ہے جو بگاڑ لکھا میرے گیسو و خط کی بلا سے بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھپہ بلا کبھی حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سوائے رضا نہ قدر سے بگڑ نہ قضا سے بگڑ

سگِ یار طفیلی ہما کے ہم ہے کیا یہ تو حق ہے ترا یہ تو حق ہے ترا
مری ہڈی کو تو ہی ٹھکانے لگا رخ ادہر جو کرے تو ہما سے بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائیگا تو کبھی پھر اسے زندہ نہ پائیگا تو
ترے در کا فقیر غریب ہے یہ نہ امیر سے بے سر و پا سے بگڑ

ردیفِ زائے معجمہ

یون ہے خطِ سبز سے رنگِ رخِ دلدار سبز — کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز
وضعدارون کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ — برسون ٹھہرے ہو نہ آبِ گوہرِ شہوار سبز
کیا چمن مین پڑ گیا عکسِ بتانِ سبز رنگ — خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوئے زنار سبز
ہنس کے حق مین یہ قحط آیا بہار آئی نہین — ہو گئے مثلِ زمرد گوہرِ شہوار سبز
باغ مین سبزی ہی سبزی ہے جو آئی ہے بہار — خاک پر سبزہ تو کانٹے ہین سرِ دیوار سبز
میکشو کچھ کم نہین صحنِ چمن سے میکدہ — سُرخ گل ہین جام شیشے صورتِ اشجار سبز
چہرۂ شفافِ جانان پر ہوا آغازِ خط — خوف ہے کر دے نہ اس آئینے کو زنگار سبز
مست تیرے پی کے سبزی سیر کو نکلین اگر — کیون نظر آئے نہ پھر بازار کا بازار سبز
مردہ امید دن مین رونے ہی سے جان آجائیگی — کھیت کر دے گا برس کر ابرِ دریا بار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہے گھر جو آنکھون مین امیر
اب دکھائی دیتے ہین سارے درو دیوار سبز

زلفون سے خالِ رخ ہے مجھے بیشتر عزیز — پریون سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز
جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین — کیا فائدہ جو دوست اُدھر ہین اِدھر عزیز
رستے مین خطِ شوق ہمارا نہ گر پڑے — رکھنا زیادہ جان سے اے نامہ بر عزیز
اہلِ جہان کو دولتِ دنیا سے یون ہے اُنس — جسطرح مور و مار کو شیر و شکر عزیز
ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر — پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز
جھوٹون نہ پھر کسی نے کیا یاد ایک دن — کیا ہمکو دفن کر کے ہوئے بےخبر عزیز
دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغِ دل — بڑھکر کہین جگر سے ہے زخمِ جگر عزیز

قصدِ سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کہدو کہ دشمنی پہ نہ باندھین کمر عزیز

ردیفِ سینِ مہملہ

نازِ سا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس — گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس
کس لب و قامت کا کشتہ ہون کہ مجکو خلد مین — گھر ملا طوبے کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس
کیا مری تحریر کی اُس مست نے کی قدر واہ — ہے لفافہ ذات شیشے کی تو خط ساغر کے پاس
ذبح ہو کر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی — اسقدر باقی کہان قاتل ترے خنجر کے پاس
یون عیان ہین ضعف سے پہلو مین میری استخوان — جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس
دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال — آئینے مین زنگ رہتا ہے روشنگر کے پاس
مست آنکھین جلوہ گر اُسکی تہِ ابرو نہین — میفروشون کی دکانین ہین خدا کے گھر کے پاس
عاشق و معشوق مین مرکر بھی فرقت قہر ہے — گورِ نوشابہ ہے لازم قبرِ اسکندر کے پاس
شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا پتا — شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کے گھر کی پاس
آے کس منہ سے وہ تیرے حُسن کے بازار مین — اک درم ہے داغ کا کھوٹا مہِ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آئے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پُر نور پیغمبر کے پاس

چمکا کرین چمکے جو چمن مین پرِ طاؤس — یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس
کاہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ — مجھ زار کا مردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس
رُخ سے دلِ پر داغ مرا زلف مین پہنچا — گلشن سے گیا اُڑ کے ختن مین پرِ طاؤس
بیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا — دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس
نیرنگ ہے کیا روے نگارین کی صفت کا — گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس
غربت نے جو کچھ داغ دیے ہین وہ لکھون کیا — بھیجون عوضِ نامہ وطن مین پرِ طاؤس
کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندھیری — داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس
سوزِ دلِ پُر داغ سے مین بنکے ہوا خاک — لازم ہے نشانی کو کفن مین پرِ طاؤس

رو رو کے امیر ابرِ بہاری نے دیا غسل

ٹوٹا ہوا پایا جو چمن مین پر طاؤس

وان چشم و ابرو ہمنشین اوریان جگہ ہی دل کے پاس — قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے یہ بسمل کے پاس
ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا — گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پھاہا دل کے پاس
رونے پہ میرے دلربا ہو خندۂ دندان نما — موتی محل اسدم نیا تیار ہو ساحل کے پاس
تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرار رب — کچھ دفن کعبے مین ہے اچھے ہی وہ میری دل کی پاس
ہوش و خرد ذہن و ذکا ہون نزع مین کیونکر بجا — ہو جاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کے پاس
آئینہ ہے پیشِ نظر عبرت سے دیکھ اے بیخبر — بزمِ خموشان بھی اُدھر ہے عیش کی محفل کے پاس
کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی — یارب کہان سے آگئی پھونکی چھری قاتل کے پاس
مجنون نال کی ہے جا و ہو کے کاہے یہ قافلہ — شُبہے مین لیلیٰ کے نہ جا ہر صاحب محمل کے پاس
کانٹے چُبھے ہر گام پر چھانے پڑے کانپا جگر — منزل کی کڑیان جھیل کر پہنچے ہین ہم منزل کے پاس
راہِ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائے خیر سے — پہنچے ہین پائے غیر سے سونے ہوی منزل کے پاس
گھبرا نہ قیسِ ناتوان لیلیٰ خود آئے گی یہان — اُلجھے گا ناحق ساربان جاتا ہے کیون محمل کے پاس
ساقی کو حیرت ہو گئی مطرب کو وحشت ہو گئی — برباد صحبت ہو گئی پہنچا جو مین محفل کے پاس
جائے گا جب سوی جنان حورون کو دیگا ارمغان — زخمون کی ہین جو بہ ہیان قاتل تری بسمل کے پاس

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر انکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

ٹھہر گیا کب تیر سے اے ترک میری دل کے پاس — خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس
گردش جو ہو تقدیر مین کچھ سعی کام آتی نہین — منزل کچھ آگے بڑھ گئی پہنچا جو مین منزل کی پاس
تاثیر الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی — گھبرا کے لیلیٰ بول اُٹھی یہ کون ہی محمل کے پاس
زاہد تو کیا شیخ حرم آ آ کے سب چلتے کھینچتا — ملتی جو تھوڑی سی جگہ میخوارون کی محفل کے پاس
دُولھا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغ ناز نے — بیٹھی ہین شرمائی ہوئی حورین تری بسمل کے پاس

کر تو ہی رحم اب ای قضا تڑپے یہ ہوس تا کجا
قاتل خفا خنجر کھنچا کوئی نہین بسمل کے پاس

جب قیس غش کھا کر گرا لیلی نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مری آیا تھا کیون محمل کے پاس

وہ ناقبولِ خلق ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل سے کیسے چل دور ہو جاؤ اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر دو ٹکڑے تھا اُسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوئی شمشیر ہے قاتل کے پاس

اس کشمکش مین نزع کی کب تک رہون مین سخت جان
اے اضطرابِ دل ذرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بولے ہمین دیتے ہو دم
حسرت ہماری ہے ابھی باقی تمہاری دل کے پاس

تیرِ نگاہِ ناز نے تاکا کبھی دل کو اگر
جانِ امیرِ ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیفِ شین معجمہ

جو لپٹ بھی جائے وہ گلبدن تو نہون مین ہجر کی ڈر سے خوش
وہ کلیم تھے ہوئے طور پر جو نمودِ برقِ شجر سے خوش

نہ پتنگ دارِ شمع ہون کہ وہ خوش ہے شام سے صبح تک
نہ مین ذرہ طالبِ مہر ہون کہ وہ شام تک ہے سحر سے خوش

کبھی خط وطن کو رقم کرون تو صبا کو بھی یہ گلہ لکھون
کبھی تو نے بھی نہ کیا مجھے مرے دوستون کی خبر سے خوش

نہ اُٹھون گا گلشنِ دہر مین نہ پھنسون گا عبث دام مین
مین وہ مرغِ بے پر و بال ہون جو ہے اپنی بندشِ پر سے خوش

کسی دن نہ خواہش دخترِ رز کسی میفروش سے مین لینے کی
مجھے تاکنے لگی محتسب کہ یہ بادہ خوار ہے گھر سے خوش

نہ زمین سے مجکو نہ واہمہ فلک سے مجکو نہ یاد ہے
یہ ہے فتنہ زادہ ہے حیلہ گر نہ ادھر سے خوش نہ اُدھر سے خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہے کہ سزا بھی پانے کا غم نہین
جو لٹک کے دوش سے خوش کمان تو ہے تیغ بند کمر سے خوش

مجھے کب ہے پاسِ دل و جگر غرض اُس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سے خوش تو مین دل سے خوش وہ جگر سے خوش تو جگر سے خوش

عجب انقلابِ زمانہ ہے کہ ہے اقربا مین بھی تفرقہ
نہ پدر رہے کوئی پسر سے خوش نہ پسر رہے کوئی پدر سے خوش

ہوئی سرد آگ جحیم کی وہ سیاہکار مین رند ہون
کہ تمام مردمِ حشر ہین مرے ایک دامنِ تر سے خوش

کبھو کس صنم پہ نظر پڑی کبھو کس حسین نے کیا کرم
بہت اے امیر وطن کو تم جو پھرے ہو اگلے سفر سے خوش

کٹ بھی چکے کہین کہ ہے یان سر وبالِ دوش
قاتل کو بھی ہے تیغ دو پیکر وبالِ دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہین
ناطاقتی سے ہے مجھے اب سر وبالِ دوش

نازک جو لوگ ہین کہین اُٹھتا ہے اُن سے بوجھ
ہو کیون وہان نہ زلفِ معنبر وبالِ دوش

پی جاؤن ایک سانس ہین دے مجکو میفروش
کب تک سبوے بادۂ احمر وبالِ دوش

تنکا سا بعدِ مرگ جو ہوا اپنا جسمِ زار
یارون کو پھر جنازہ ہو کیونکر وبالِ دوش

ساقی مجھی کو دے مین سر آنکھون پہ لون اُسے
ایسی اگر ہے تاک کی دُختر وبالِ دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر
شاید تھی ماہتاب کو چادر وبالِ دوش

کب تک اُٹھاؤن بوجھ فرشتون کا ای امیر
ہے ابتدا ے سن سے یہ لنگر وبالِ دوش

ردیفِ صادِ مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص
دشمنِ عزت ہے جسکا ہے جہان مین نام حرص

شدتِ اندوہ انسان کو بھلا دیتی ہے بھوک
خاک دانے کی کرین مُرغانِ زیرِ دام حرص

صاحبِ حاجت رہین امیدوارِ انقلاب
ہین غنی ہمکو نہین اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہین اور بھی دنیا مین کچھ اہلِ طمع
رات سے دن تک تمنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم مین
بوسہ لے لب کا ترے رکھتا ہی ہے جام حرص

عاقبت تجکو دہانِ گور نے لقمہ کیا
وہ کبابِ گور کی اب کیا ہوئی بہرام حرص

حرص سے خالی ہین خاص و عام کمتر ای امیر
خاص استغنا سرا ے دہر مین ہے عام حرص

ردیفِ ضادِ معجمہ

کیون نہ چھپے ہین مہ و مہر سے بڑھکر عارض
وہ کم و بیش چمک مین ہین ہما بر عارض

حسن کہتا ہے سرِ بزم ہو جلوے کا ظہور
شرم کہتی ہے نہ پردے سے ہو باہر عارض

آنکھیں لڑ سکتی ہیں اَب کسکی کہ نکلا خطِ سبز
لیکے آیا ہے یہ سادات کا لشکر عارض

دہر مین جلوہ گہِ مہر ہے ہر ایک مکان
میرے دل ہین مری آنکھون مین کرے گہر عارض

دیکھیے جسکو وہ ہے حسن مین یکتاے جہان
لب دہن چشم مژہ زلف معنبر عارض

اُسکو دیکھا تو کیا ہمنے تماشاے چمن
زلف سنبل ہے دہن غنچہ گُلِ تر عارض

غُل ہوا شہر مین خورشید گہن مین آیا
چھپ گیا جب تہِ گیسوے معنبر عارض

بھر آئینہ تو ہے وجہ صفا خاکستر
کیون مرے گردِ نظر سے ہے مکدر عارض

آج ہے ہجر تو ہو جاے گا کل وصل امیر
ایسے انسان کو مرض ہوتے ہین اکثر عارض

ہمکو وزیر سے نہ کسی شاہ سے غرض
اللہ کے فقیر ہین اللہ سے غرض

جلوہ پسند آپ کا عاشق ہون آپ کا
خورشید سے غرض نہ مجھے ماہ سے غرض

اُٹھوائیے نہ میرے جنازے کو دہوم سے
مرنے کے بعد کیا حشم و جاہ سے غرض

یہ بوجھ اُنکے سر پہ رہے ہین جو اغنیا
کیا مجھ گدا کو خیمہ و خرگاہ سے غرض

کیون مومنون کی جانب مہدی نہو رجوع
سارے براتیون کو ہے نوشاہ سے غرض

روزینہ ہے جو بوسہ ہن کا جاری رہے مدام
کچھ ہو نہو ہمین تو ہے تنخواہ سے غرض

اے سامعین ہین شعر مرے دل کا مرثیہ
کرتے ہو واہ کیا ہے مجھے آہ سے غرض

گردش امیر کوچہ بہ کوچہ ہے اِسلیے
نکلے کسی طریق کسی راہ سے غرض

ہوتا ہے روز مجکو جو عارض نیا مرض
اللہ کیا ہے میرے مرض کی دوا مرض

اِسکو غم وصال ہے اُسکو تپِ فراق
دل کو جُدا مرض ہے جگر کو جُدا مرض

جھنجھلا کے بولے اُن سے جو لپٹا مین بار بار
پیدا ہوا ہے آج یہ تمکو نیا مرض

آیا ہے وہ مسیح مین بیخود ہون ہمدمو / مجھکو نہین تمیز بڑہا یا گھٹا مرض

ہر وقت اوڑہنا ہے بچھونا ہے شاعری / سچ ہے امیر تمکو ہوا یہ بُرا مرض

ردیف طاے مہملہ

پڑہا جاتا نہین اسے دلربا خط / جزاک اللہ لکھا ہے نیا خط
اثر تھا یہ مری افتادگی کا / کمر سے نامہ بر کی گر گیا خط
کہا قاصد سے میرے کھو کے نامہ / یہ کہدے جا کے لکھین دوسرا خط
نشان ملتا نہین اُنکے مکان کا / لیے پھرتا ہے قاصد جابجا خط
لگائی تیغ پر اُس ترک نے تیغ / نہ مطلق سخت جانی سے پڑا خط

تمہارا کون ہے غیرون کی ہے ڈاک / امیر اُسکو سمجھکر بھیجنا خط

ہے روے کتابی پر کیا خوب تمہارا خط / کچھ سات خطون سے بھی ہے بڑھکے یہ پیارا خط
بھیجا جو کبھی ہمنے دیکھا بھی نہ سارا خط / عینک کی طرح اُسنے نظرون سے اُتارا خط
اک نامہ جو لکھا تھا اب تک نہ جواب آیا / کس مُنہ سے لکھون اُسکو قاصد مین دوبارا خط
قسمت کا لکھا دیکھو بھیجا بھی اگر قاصد / اِک حرف نہ سمجھے وہ گو پڑھ گئے سارا خط
لیجائے گا تربت مین وہ زیر کفن رکھ کر / جنت کا قبالہ ہے عاشق کو تمہارا خط
احباب دم آخر یٰسین سناتے ہین / جی جاؤن جو اس دم بھی آجائے تمہارا خط
آؤنگا قفس سے مین خود اُڑ کے سوے گلشن / صیاد کو لکھتا ہے ناحق یہ چمن آرا خط
یان مشق رہی برسون اک دن نہ کہا اُسنے / لکھوائین گے کچھ ہم بھی دیکھین تو تمہارا خط

اندہا ہون جو وہ خط ہو نظرون سے امیر اوجھل / جس روز سے آیا ہے آنکھون کا ہے تارا خط

ردیفِ ظاے معجمہ

آتا ہو میکدے سے مین تو دن کو آے واعظ
دروازہ کون کھولے شب کو پراے واعظ

ساقی وہ رند ہون مین گر ہو رویہ نشین ہون
غوطہ لگا کے مجکو خود ڈھونڈلاے واعظ

کیا فرق نیک و بد مین رحمت ہے عام اُسکی
رندون کا بھی وہی ہے جو تیرا خداے واعظ

فردوس میکدہ ہے میکش ملا رہے ہین
اب بھی اگر نہ آے دوزخ مین جاے واعظ

کچھ وعظ سے نہین کم ہمکو صداے کوکو
کسریٰ کے طاق پر ہے قمری بجاے واعظ

پہلے اُسی سے ہونگے سارے سوالِ محشر
خود بھی ڈرے نہ تنہا ہمکو ڈراے واعظ

مجلس مین وعظ کی ہین کچھ رند آج وارد
تاکی ہے مفلسون نے شاید رداے واعظ

وہ رند ہون کہ گاڑون پیر مغان کا جھنڈا
عامہ کرکے پرزے لیکر عصاے واعظ

اس کان جب مین سنکر اُس کان وعظ اُڑا دون
لے پر کی میرے آگے پھر کیا اُڑاے واعظ

بیٹھے ہین صبر کر کے میخوار سیکڑون مین
محشر مین اُٹھ رہے ہین ہنگامہ ہاے واعظ

دستے ہین بادہ کش کب پرہیزگار جو ہون
بھاری ہی عامہ رکھکر اُن کو دباے واعظ

کہتا ہے میکدے کا رستہ ہے راہِ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھاے واعظ

مین رند پارسا وہ ضد ہوگئی ہے باہم
سیدھی کہون تو اُلٹی مجکو سناے واعظ

خم مین ہو قید چند سے یہ صورتِ فلاطون
تجویز کی یہ مین نے ساقی سزاے واعظ

آخر مین آدمی ہون بادام کچھ نہین ہون
بک بک سے کے مغز میرا کہدو نہ کھاے واعظ

کانون مین بھر گئی ہے مینا سے کی قلقل
ہم بادہ کش سُنین اب کیونکر صداے واعظ

مسجد مین رند بھی ہین اربابِ زہد بھی ہین
دیکھین امیر آے کس پر بلاے واعظ

ردیفِ عین مہملہ

میری طرح جہان مین ہے گرم شتاب شمع
ہر بزم مین لگن سی ہے پا در رکاب شمع

دل مین کرے خیال جو اُس گلعذار کا
آنکھون سے جاے اشک بہائے گلاب شمع

کیا بات تیرے ساغر و مینا کی ساقیا
بیمثل یہ چراغ ہے وہ لاجواب شمع

پردے مین نور اُس رخِ روشن کا کیا چھپے
فانوس کے حجاب مین ہے بےنقاب شمع

جلکر ابھی تو گرمیِ عارض سے ہوگی خاک
آئے ترے حضور جو رکھتی ہی تاب شمع

روشن ہے اسپہ خاتمۂ محفل کا صبح تک
یہ وجہ ہے کہ رکھتی ہے چشمِ پُرآب شمع

موزون کیا ہے کیا کسی ہبٹے سے قد کا وصف
ہے مصرعِ بلند ترا انتخاب شمع

لائے کہان سے اُس رخِ روشن کی آب وتاب
بیجا نہین جو شرم سے ہے آب آب شمع

یون گل ہے روبرو ترے عارض کے بےفروغ
جیسے حضورِ قمقمۂ آفتاب شمع

ہے فاتحہ کا قصد وہان چھپ کے رات کو
آئے نہ میری قبر پہ خانہ خراب شمع

درکار ہو اگر تری محفل کو روشنی
فانوس آسمان سے بنے ماہتاب شمع

پروانون کو جلانے کا انجام ہے بُرا
لیتی ہے اپنے سر پہ عبث یہ عذاب شمع

واقف نہین ہے اپنا سیہ خانہ نور سے
معدوم ہے امیرؔ ہماری حساب شمع

ممکن نہین کہ رُخ سے ترے ہو دوچار شمع
چہرے کی آب وتاب دکھاے ہزار شمع

کیون صبح تک ہے شام سے شب زندہ دار شمع
ہے کسکے شوق مین ہمہ تن انتظار شمع

آتی ہے اُسکے کوچۂ گیسو سے کیا ہوا
بجھ جاتی ہے یہ بزم مین کیون بار بار شمع

ہر شب کو ناحق آنے مین کرتی ہے عذرِ لنگ
کیا جانتی نہین ہے ہمارا مزار شمع

قصّہ جو سوزِ دل کا سُنا مجھ سے شام کو
تا وقتِ صبح شب کو رہی اشکبار شمع

ہے باعثِ شگفتگیِ بزم روے زرد
دکھلاتی ہے خزان مین بھی رنگِ بہار شمع

آئے سیاہ خانے مین میرے تو خوف سے
جلدی ہوا کے گھوڑے پہ ہو کر سوار شمع

دولت وہ کون ہے نہین جسکی کسی کو تاک
ہے ساتھ چور بھی ہے اگر تاجدار شمع

مشتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم
ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مار شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوئی
رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخار شمع

آیا نہین جو بزم مین اب تک وہ سرو قد
پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دار شمع

اُس شمع رو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے
بنجاے صاف کلکِ وقائع نگار شمع

ممکن نہین کہ سر نہو گلگیر سے قلم
فانوس کو امیر نہ سمجھے حصار شمع

ردیفِ غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رُخ و کاکل چراغ
ہو کے گل کرتا ہے پیدا دود سے سنبل چراغ

کیون نہ مٹ جاے شبِ وصلت ہمارا داغِ دل
کوئی جل سکتا ہے پیشِ افعیِ کاکل چراغ

شب کو آندھی چل گئی ایسی ہماری آہ کی
ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے کُنجِ قفس
داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہے بلبل چراغ

منحصر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی
کیون نہ گھر تاریک ہو جاے اگر ہو گُل چراغ

میکشون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج
شیشۂ مے شمع روشن ہے تو جامِ مُل چراغ

کیا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ
گُل کھلے بھاگین پتنگے لے اُڑی بلبل چراغ

جب تلک روشن تھا پروانون کا اک انبوہ تھا
بلبلین تربت پہ آئین ہو گیا جب گُل چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوئی جو اے امیر
ناخداؤن نے کیے روشن کنارِ پُل چراغ

کیا شبِ تاریکِ فرقت مین جلائین ہم چراغ
گُل کرے چلکر ہوائے آہ جب باہم چراغ

داغِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون
جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

پاے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ
کرمکِ شبتاب سے بھی نور مین ہے کم چراغ

عہدِ پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد
ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

ہو تمہین ایسے کہ ہم پر مہربان ہوتے نہین
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہ چشم آخر بین مین جام جم چراغ

مر کے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کب سخی
گور حاتم پر ہے نام روشنی حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی وہی بیتابیان
لاکھ کرتا ہے دعاے نور پر ہر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈی ہین امیر
کیا جلے تارون کا پیش نیر اعظم چراغ

کھاے ہے یہ الفت بت غنچہ دہن مین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دہو ویگی چشم تر جو لگے گا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اڑ نہ جاے
بندوق اسطرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور لے سکے صبح غربی سے بھیجدون
ہے یہ جو ہجر سے دل اہل وطن مین داغ

سُنیے مری نہ دیجیے بوسہ رقیب کو
ایسا نہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورا بدن ترا
لالے کیطرح ہے جگر یاسمن مین داغ

مشق سجود حق مین بھی دشمن کو رشک ہے
ہے شیخ کی جبین کا دل برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوٹے قبا مین ہین تمہارے بدن مین داغ

دیکھ آئے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غنچہ دہن مین داغ

جب سے سنا امیر کہ ہین داغ دردمند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہل سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اُسکی زلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھینچکے گیا دام کی طرف

دل دیجیے تو ڈہونڈ کے معشوق باوفا
آغاز مین نظر رہے انجام کی طرف

درپیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر
حسرت سے دیکھتا ہون در و بام کی طرف

ساقی یہ ہجر یار مین دل سے کیا ہے عہد
دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مے و جام کی طرف

وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی
تقدیر بولے گردشِ ایام کی طرف

دہیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون
آیا تھا ایک سروِ گُل اندام کی طرف

اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان
کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے امیرِ مست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چہلادا اُس پری پیکر کے بل کھائی سی زلف
آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑائی سی زلف

کیا اُلجھنے پر تلی ہے اپنے بیگانے سی زلف
ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سی زلف

حق اُسی کا ہے سلاسل پاس حق ہی فرضِ عین
ہے یہ حق پوشی چھپاتے ہو جو دیوانے سی زلف

سو بلائین ہونگی نازل ایک ہے ابتک بلا
کھولیے باہر نکلکر آئنہ خانے سے زلف

تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب ہے
کیسی اے مشاطہ چمکی تیرے چمکانے سی زلف

اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد ہین مین وحشی مزاج
دخترِ رز نے دکھائی مجھکو میخانے سی زلف

ہٹ سرک اے شانہ آلے وی دلِ صد چاک کو
غیر ممکن ہے کہ سُلجھے تیری سُلجھانے سی زلف

طور آرائش کا کیا جانین ابھی کم سن ہین وہ
رُخ ہی آئینے سے غافل بے خبر شانے سی زلف

چشمِ بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سی جُدا
حُسن مین اک بانکپن ہی کم نہین بانے سی زلف

دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا
شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سی زلف

آدمی کیا اب تو کرتی ہے فرشتون کو بھی مست
موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سی زلف

اے دلِ صد چاک شانہ بنکے جا یہ یاد رکھ
ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہی سُلجھانے سی زلف

دردِ دل کہنے کو جادو تم تو سمجھے ہو امیر
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سی زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
گویا کھلے ہین دو چمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

پڑتا ہی اُن پلکون سے رن ایک اسطرف ایک اُسطرف
دو پلٹنین ہین صف شکن ایک اسطرف ایک اُسطرف

مردے جو ہین زیرِ زمین زندہ ہین بالاۓ زمین
آراستہ ہی انجمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

تو بزم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہے ترا
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
نہ ہے دار سے لٹکی رسن ایک اسطرف ایک اُسطرف

پیری مین ای زاہد نہین یہ تیرے گیسوے سفید
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اسطرف ایک اُسطرف

کیونکر بچے گی دل کی جان آنکھون سی اُس سفاک کی
ہین تاک مین دو راہزن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ہین بیچ مین وہ جلوہ گر مین ہون ادہر اور غیر اُدہر
اک بت ہی اور دو برہمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ترکانِ چشم اُس شوخ کے ابرو کی تلوارین لیے
دکھلا رہی ہین بانکپن ایک اسطرف ایک اُسطرف

جلتا ہی الفت سی جو دل پھکتا ہے فرقت سی جگر
آفت ہین وہ داغ کہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

افلاس و دولت دونون سی دنیا مین ہوتا ہی ضرر
اس سانپ کی ہین دو دہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ظاہر گل و بلبل سے ہی نیرنگِ گلزارِ جہان
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ہین آفتین دل پر کئی حسنِ جبین پر بھی ترے
طرہ ہی زلفِ پر شکن ایک اسطرف ایک اُسطرف

خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
ہین منزلین دونون کٹھن ایک اسطرف ایک اُسطرف

یہ جو رنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوون کو دیکھکر
آفت ہین دونون تیغ زن ایک اسطرف ایک اُسطرف

آدہی سفید آدہی سیہ ہر اک پہ وحشت کی نگہہ
آنکھین ہین دو ابلق ہرن ایک اسطرف ایک اُسطرف

بازو پہ گر اُسکے بندہین ہوجائین جوشِ حسن سے
اِکے چمک مین نورتن ایک اسطرف ایک اُسطرف

کیا کاتبِ اعمال سے پوچھون کہ تم لکھتے ہو کیا
کاندھو پہ ہین دو بیدہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

دل سے جگر سے عشق مین کاٹے سے غم کٹتا نہین
اِک کوہ ہی دو کوہکن ایک اسطرف ایک اُسطرف

کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سی چمن
یہ دونون تھے یکتای فن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
دو ہین مسیحاے زمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

تلوار اُدہر پھیرے سے ہے منہ بسمل ادہر پھیری ہی رخ
روٹھے ہین یہ دو طفل کہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

چورنگ ابروسے جگرودل بسمل تیغ نظر
گویا ہین دو گلگون کفن ایک اسطرف ایک اُسطرف

رخسار نازک ہین تو ہون آج ایک ماتون گاہ مین
دو بوسے لونگا جان من ایک اسطرف ایک اُسطرف

شیخین داماد عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین
ہین بیچ مین شاہ زمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

زلفین امیر اُس حور کی ہین چہرۂ پر نور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

قہر ہے مژگان چشم جادو سے دلبر کی صف
ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف

دیکھنے آیا جو وہ سفاک روز بازپرس
گردنین جھک جھک گئین کچھ بچھ گئی محشر مین صف

رند میخانے کے کیا بیباک ہین طرار ہین
دخل اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف

ناگہان چمکی جو مثل برق وہ تیغ جمال
کیا تہ و بالا ہوئی مژگان چشم تر کی صف

ہے صدف کہنا بجا اُسکے دہان تنگ کو
سمجھے ہین جسکو صف دندان وہ ہے گوہر کی صف

ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقت نماز
ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف

کیا خرام ناز سے نکلے جو وہ دامن کشان
زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف

کیا زمانہ ہے ہوئے مقتول خاصان خدا
مسجد کوفہ مین بچھی ماتم حیدر کی صف

مسجد اقصی مین ختم الانبیا تھے پیش امام
پیچھے اُنکے مرسلان خالق اکبر کی صف

مومنون کو کیا رہے اندیشۂ یاجوج کفر
سد اسکندر رہی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون امیر
جسطرح گلزار مین اشجار بار آور کی صف

ردیف قاف

کتنی ہو دور قطع ہے دم بھر مین راہ شوق
صرصر کے پاؤن رکھتی ہے اپنی نگاہ شوق

طوفان غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے
مضطر ہے ناخدا لے جہاز تباہ شوق

شیدا ہون اُسکے چہرے کا عاشق ہون زلف کا
سب ہے مری نظر مین سپید و سیاہ شوق

تم پاک ہو ڈرو نہ قیامت کے روز سے
اے چشم و دل ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیرِ باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل
اگتی ہے اس زمین سے مردم گیاہِ شوق

آمد ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حسن کی
پردے ہماری آنکھون کے ہین فرشِ راہِ شوق

چلتی ہے تیغ معرکۂ حسن مین تو کیا
رکھ اور بڑھکے پاؤن ذرا اے نگاہِ شوق

بوڑھا بنا دیا ہے ترے رعبِ حسن نے
ہے دستِ رعشہ دار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین پتے ہرے ہرے
برسا یہ جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق

پروا ہے کیا نقاب جو اُس رخ کی ہے سپر
توڑیگی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدھر کھنچا تری چوٹی کا فتح پیچ
بڑھتی گئی اِدھر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثلِ کمند لائی حسینون کو کھینچکر
نکلی امیر مُنہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یارب ہون جو مردہ ہین یہ آوارۂ عشق
پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق
آسمان عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال
کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سروِ آزاد یہ چھوٹے ہوے بندی مین وہی
عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

پھکے امین مین گئے حضرتِ موسیٰ سرِ طور
کیون نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صد چاک کا پیشِ رخِ یار
اسی قرآن مین ملجانے یہ سیپارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا
رعد پر مجھکو ہوا شبہہ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو
حلقِ بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ
لاکھ آئینون مین ہے پرتوِ رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج
حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبت کو امیر

مرنے مرتے نہ اُٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتاب عاشق
آتش ہے فرقت سیماب عاشق

خرمن کا میرے اب کیا ٹھکانا
بجلی ہے شیدا سیلاب عاشق

قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی
دریا ہے الفت گرداب عاشق

وہ گل ہے پیاسا میرے لہو کا
سُرخاب پر ہے سُرخاب عاشق

انسان کیسے چہرے پہ تیرے
ہے مہر قربان مہتاب عاشق

معشوق و عاشق کیونکر جُدا ہون
قائل ہے ان پر خود ڈاب عاشق

دور آسے ایسا کوئی امیر اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیفِ کافِ تازی

وصل حاصل ہے مگر ہے غمِ ہجران ابتک
جمع سامان ہے پر دل ہے پریشان ابتک

تھک چکے پر ہے سرِ سیرِ بیابان ابتک
وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک

تیغ اُس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہے مگر
رُعب باندھے ہوے ہے شہر مین میدان ابتک

قید سے دشت مین آئے ہوی مدت گزری
شوق مین میرے کھُلا ہے درِ زندان ابتک

پیری آئی ہوے سب موے سیہ سر پہ سپید
صبح ہوتی نہین لیکن شبِ ہجران ابتک

دل جگر سینہ و سر سب ہوے چھلنی لیکن
تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک

کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسم ستم
مر چکے پھر بھی لکھے جاتے ہین عصیان ابتک

عمر گزری ہے کہ ہون منتظرِ روزِ وصال
نہین آتا ہے وداعِ گردشِ دوران ابتک

کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اُسکو بھی خبر
ہنس رہا ہے جو مرا چاکِ گریبان ابتک

عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار
کوئی مشکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اُٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ امیر

اچھے شعروں کا زمانہ ہے ثنا خوان ابتک

عشق میں ہیں لبِ خشک و مژۂ تر تر و خشک
اپنے قبضے میں بھی ہے مثلِ سکندر تر و خشک

ساقیا ہمکو ہے ناب سلے خواہ کباب
نوش کرتے ہیں جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع یہ کرتا ہے دریا میں ابھی صحرا کی طرح
سالکِ راہِ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکیِ زاہد و ترِ دامنیِ رند کا حال
پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

اغنیا نعمتِ الوان پہ کریں ناز اسیر
شام تک ہمکو بھی ہوتا ہے میسر تر و خشک

نہیں ممکن رسائی لامکان تک
نشان کسطرح پہنچے بے نشان تک

تری سفاکیاں پہنچیں یہان تک
کہ ڈرتی ہے حیات جاودان تک

کرون ضبطِ نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

پہنچ جائے اگر مجھ سخت جان تک
تو مانگے موت مرگِ ناگہان تک

میں ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی
تو ٹھہری سو جگہ دل سے زبان تک

کڑی ہے اس قدر منزل عدم کی
کہ مر مر کر پہنچتے ہیں وہان تک

بہار آخر ہے اور میں بے پر و بال
قفس سے ڈاک بیٹھے آشیان تک

میں ہون اس انجمن میں شمع تصویر
کہ سوزِ دل نہیں آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہو گیا خون
کہان تک پاسِ رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے مجھ سے
پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہدو مسجد میں سب سے
چلو لیکر مجھے پیرِ مغان تک

ترے قربان اے بیتابیِ دل
مجھے پہنچا دے اُسکے آستان تک

مکانِ یار تک قاصد نہ پہنچا
گئے کیسے پیمبر لامکان تک

بہت ہی زود رنج ہے وصل کا شوق
نزاکت آڑے آئیگی کہان تک

میں وہ دل سوختہ ہوں اس چمن میں ... جلے بجلی جو ہائے آشیاں تک
نہیں کچھ تیغِ قاتل ہی کشیدہ ... خفا ہے مجھ سے مرگِ ناگہاں تک
نہ پائی گرد نالوں نے اثر کی ... زمیں سے ہے خاک چھائی آسماں تک
جو یوں آنے نہ دے اُسکی گلی میں ... تو پہنچوں خواب بنکر پاسباں تک
تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے ... تسلی دے کوئی تجھکو کہاں تک

کہاں ہم اے امیر اب اور کہاں داغ
یہ جلسے ہو چکے خلد آشیاں تک

ڈھونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک ... پہنچی نہ کسیطرح دعا بابِ اثر تک
کھلتا نہیں کون آکے بیاباں میں یہ رویا ... اک تختہ ہے پانی کا ادھر سے جو ادھر تک
فریاد ہے عالم میں ترے دستِ ستم کی ... سر کھولے ہوئے پھرتے ہیں خورشید و قمر تک
بیکس تھا زمانے میں مرا کسکو ہے ماتم ... اک شمعِ لحد شام سے روتی ہے سحر تک
گھر تک شبِ فرقت میں اُسے کھینچکے لاؤں ... پہنچے جو مرا ہاتھ گریبانِ سحر تک
پائی یہ کماندار ترے تیر میں لذت ... سینے میں وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک
کیا بارہ پر آبِ دمِ شمشیر ہے قاتل ... تھا تیری کمر تک مگر اب ہے مری سر تک
جو حد سے ہے باہر اُسے کیونکر کوئی دیکھے ... روشن ہے کہ جاتی ہے نظر حدِ نظر تک

چھوٹا نہ امیر اُن سے کوئی شہر کا کوچہ
آنے میں رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیفِ کافِ فارسی

باغ میں آکر وہ گلرو تازہ دکھلاتا ہے رنگ ... گل یہ شرماتے ہیں اک آتا ہے اک جاتا ہے رنگ
ہمتو اُڑکر جا نہیں سکتے قفس سے باغ تک ... گل جو یاد آتے ہیں تو چہرے کا اُڑ جاتا ہے رنگ
جانتا ہوں ہے بڑا بہروپیا پیرِ فلک ... صورتیں تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہے رنگ

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کا ہو
آتش رخسار کو غازے کا بھڑکاتا ہے رنگ

زاہدونکو چھپ کے دی آتے ہوے پیر مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اے سخی داتا ہی رنگ

چہرۂ دل بنگیا زخمون کے پھولون سے چمن
کیا خراش ناخن غم ہمکو دکھاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہے باندھے ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارون مین بندھجاتا ہی رنگ

کیون نہو چہرے پہ اُسکے خوشنما زلف سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدلجاتا ہے رنگ

گر یہ شبخون لائیگا کھلتا نہین کچھ اے امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہے رنگ

ردیف لام

دل ہے دشمن نہ بغل مین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جا کے حوالے بلبل

تو گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیاد کو باتون مین لگالے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرا اے باد صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین ہے قریب گلبن
دامن گل کہ کلیجے کو سنبھالے بلبل

لی تو ہے مول گلستان کہ ذرا جی بہلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیز چلتی ہے ہوا فصل خزان آ پہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جمالے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوف خزان
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل

عاشق اک گل کا ہون جاتا ہون چمن مین مین بھی
اس توقع پہ کہ کچھ درد بٹالے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہر بار نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو منہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگے نگاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علی کہہ کے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

ناموافق ہے ہوا اس سی گلستان کی امیر

آشیانے سے کبھو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
اڑتے ہی پڑ گئی صیاد کے پالے بلبل

باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بیدرد
ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل

یہی رونا ہے تو پھولونکا خدا حافظ ہے
آنسوون سے ترے سب بھر گئے تھالے بلبل

نہ جلا تجھ سے قفس مین نے چمن پھونک دیا
دیکھ ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل

پھول گلشن مین نہ آئے تھے کہ صیاد آیا
دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل

ذبح صیاد کرے گا تجھے کل ہے یہ خبر
آج جو کچھ ہو سنانا وہ سنا لے بلبل

ہنس، ہاہے ابھی صیاد نہین واقف ہے
چٹکیاں لین گے جگر مین ترے نالے بلبل

باغبان کا جو شب و روز جلانا ہے یہی
آشیان برق کو کر دے گی حوالے بلبل

ہاتھ گلچین کے کیے باغ مین کانٹون نے فگار
خوب ہی پھوٹے ترے دل کی بھی چھالے بلبل

پھول پھولے ہوے بیٹھے ہین چمن مین تجھ سی
چہچہے کر کے ذرا ان کو منا لے بلبل

تجھسے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سی مذاق
ان گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل

دم الٹ جاے نہ صیاد کا سنتے سنتے
درد انگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اِکدن آئیگی خزان دو دن کی گیسی یہ امیر
چار دن باغ مین سب بے پر کی اڑا لے بلبل

انہین درکار ہے اک چلبلا دل
یہ سنتا تھا کہ بجلی بن گیا دل

اسے دیکھا تصدق کر دیا دل
کسیکو کیا مری آنکھین مرا دل

دہائی بادشاہِ حسن کی ہے
ادائین چھینے لیتی ہین مرا دل

اٹھا کر درد نے اور اسکو پٹکا
جہان راہِ محبت مین گرا دل

تری صحبت مین جب اکر بنگیا ہے
تری شوخی کا خاکا چلبلا دل

تڑپ جاتا ہون مین اٹھتا ہی جب یہ
کہی درد ہے پہلو مین یا دل

تری اٹھکھیلیون پر خون اس کا
چلا اس چال سے تو پس گیا دل

یہ داغ عشق سے ہی عشق مجکو
سمجھتا ہون اسے مین دوسرا دل

تمہارا ہو نہو اس کی خبر کیا
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے
کب اس پہلو پر آتا ہے مرا دل

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
وہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل

وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین
نئے دل دینے والے تم نیا دل

پٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے
بڑا اوچھا ہے تو لیجا اٹھا دل

تمہین افسردہ پایا بجھ گیا جی
تمہین دیکھا شگفتہ کھل گیا دل

تڑپنے سے ہی روز وصل کیا کام
یہ تمکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل
کرے تدبیر جو اسکی وہ ہے زنجیر کے قابل

جو مضمون تیز سوجھا ہے تو بندش بھی نئی پائی
الٰہی ڈاب بھی ملجائے اس شمشیر کے قابل

برنگ شمع اپنا سوز دل چہرے سے ظاہر ہے
نہ پائی اسلیے ہمنے زبان تقریر کے قابل

زبان سے کچھ نہ کہہ غافل سمجھ کر بے زبانو نکو
ہوا ہے خواب مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل

مشقت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہی
سن اے عامل پری شیشے کی ہی تسخیر کے قابل

چھوا زنجیر گیسو کو تو کیون درے لگاتے ہو
کہان تقصیر دیوانے کی ہی تعزیر کے قابل

ہمارا ڈھیر جب دیکھا کہا اس ناوک افگن نے
یہ تودہ خاک کا ہے کیا نشان تیر کے قابل

عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہے زاہد
جبین سجدے کے لائق ہو زبان تکبیر کے قابل

جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اس شوخ نے ہنسکر
جنون اب بڑھ چلا ہے آپ مین زنجیر کے قابل

بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبروے قاتل
نہ تھا میرا گلا تیرے دم شمشیر کے قابل

پریرویون کا عاشق ہون مجھے کہتا ہی دیوانہ
خفا واعظ نہو مین ہون کہ تو زنجیر کے قابل

کہین سر ہے کہین سینہ کہین بازو کہین زانو
ہماری لاش اے قاتل نہین تشہیر کے قابل

مصور بھی جو انکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین
بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل

جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہی وہ اُس ہی جا کے کہہ دینا
ہمارا حال اے قاصد نہین تحریر کے قابل

کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آئے
دہن کسکا ہے اُسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوے کربلا لیچل
یہ گلدستہ ہے نذرِ روضۂ شبیر کے قابل

کیون نہ نکیون مین ہو گرم نالہاے زار دل
سو رہے ہین سیکڑون زیرِ زمین بیدار دل

دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل
لا مجھی کو پھیر دے پھر میرے ہی سر مارا دل

ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ و الم
حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل

خواہشِ دولت اگر ہے ہو درِ دل پر مکین
فی الحقیقۃ ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار دل

ہوگیا جب سامنا اُس زلفِ آفت خیز کا
پھر کے آنکھون نے کہا ہشیار دل ہشیار دل

چار ابرو پر ترے اے بت کرون قربان ابھی
ایک کے بدلے جو دے اللہ مجبکو چار دل

لے خیالاتِ جہان کیسی خرابی لاے تم
کُنجِ خلوت پہلے تھا اب ہوگیا بازار دل

حسرتین تھین جسقدر وہ ساری مردہ ہوگئین
بیٹھے کِس کِس کے لیے بن بنکے ماتمدار دل

منزلِ دنیا نہین ہے یہ مقامِ امتحان
جیت لے میدان مشقت سے نہ ہمت ہار دل

جان مدت سے ہی ہونٹون پر مگر مرتا نہین
کِس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آنیوالی گر نہین ہے آفتِ تازہ امیر
کیون اُلجھتا ہے مرے سینے مین بہر بار دل

گل سنتے ہین کب صداے بلبل
رنگ اپنا اگر جماے بلبل

اپنی سی ہزار گاے بلبل
ہو خندۂ گل صداے بلبل

گلچین وہ صحن باغ جو تھا
توڑا گلچین نے جب کوئی پھول
گلزار میں آگ سی لگی ہے
ہے حسن سے قدر عشق والا
آیا جب نظر نہ وہ جو وہ گل
آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان

مقبول ہوئی دعائے بلبل
آئی آواز ہائے بلبل
کیا گرم ہیں نالہ ہائے بلبل
گل سے ہو بلند جائے بلبل
ہے بلبلوں میں صدائے بلبل
دیکھی اس نے گل وفائے بلبل

پھولوں سے بھرا ہوا ہے گلشن
لوٹی ہے امیر جائے بلبل

باتیں حکمت کی کہیں سب بولے پھولوں پہ [illegible]
کی ہے جب غور سے تخت میں علم کی سیر
دانش سے [illegible] میں [illegible]
کون [illegible] میں [illegible] سے ہوا
باغ اور [illegible] [illegible] نہ تھے کی بہار
[illegible] جنت سے بہار
[illegible] سے [illegible] دل [illegible] کی [illegible]
[illegible] سب [illegible] کی
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کا سب [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] کی جب [illegible] گئے
[illegible] بلبل [illegible] میں [illegible]

آج [illegible] جو [illegible] پھول [illegible]
[illegible] سے [illegible] پھول
[illegible] جنت [illegible] سے پھول
[illegible] میں [illegible] پھول
[illegible] سے [illegible] پھول
[illegible] میں [illegible] پھول
[illegible] پھول
[illegible] میں [illegible] پھول
[illegible] پھول
[illegible] سے [illegible] پھول
[illegible] پھول
[illegible] میں [illegible] پھول
[illegible] پھول

واہ رے فیض کہ بالے مین جو ڈالی اُسنے — قیمتی ہو گئے سونے کے کرن پھول سی پھول

گردِ عصیان سے بری دامن بلبل ہے امیر
رسیّان ایسی تو ناحق نہ بٹین ڈہول سی پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل — کھائے نہ چوٹ یاس کی اُمیدوار دل

دکھلا رہا ہے سیر مرا داغدار دل — پایا خزان سے مین نے یہ باغ و بہار دل

اُس گلبدن کے عشق مین ہے داغدار دل — کیا شوخ رنگ پھولون کا پہنے ہے ہار دل

ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی — اے ترک اس ادا سے ہوگا شکار دل

گرمِ خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو — کس کا پڑا ہوا ہے سرِ رہگزار دل

بزمِ وصال ہے کہ کوئی صیدگاہ ہے — میرا شکار تم ہو تمہارا شکار دل

جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر — رویا لپٹ کے تیر سے بے اختیار دل

ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان — پتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل

کام آئے گا ضرور کسی دن حضور کے — پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل

بجلی جو کوہِ طور پہ چمکی تھی ایکدن — عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل

گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور — لائے ہین پیشکش کے لیے جان نثار دل

موسیٰ کو برقِ طور کا جلوہ دکھا دیا — پہنچا تڑپ کے دور مرا بیقرار دل

دیکھی وہ چشمِ مست تو آنکھین سی کھل گئین — جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل

ایفائے عہدِ وصل نہ ایفائے عہدِ قتل — کس بات کا تمہاری کرے اعتبار دل

عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیے — ہو دل کا قدردان تو ستر ہزار دل

تسکین دے تصورِ جانان کسے کسے — بیتاب ادھر ہے جان اُدھر بیقرار دل

آیا خیال کشتۂ سیماب دیکھکر — یہ خاک ہو گیا ہے کوئی بیقرار دل

آتے ہین فاتحے کے لیے روز درد و غم — ہے آرزوے مردہ کا گویا مزار دل

خاک آرزوے وصل کرون ابتک ای امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
ہے عاشق بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کہ الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اسپہ اُٹھاتا ہے کڑی دل

جھپکے گی یہ تیغ نگہ کیا پلک اُس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہے بڑی دل

رُلواتی ہے ہمچشم کو ہمچشم کی رقت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہو ہاتھ تک اُس غیرت گلشن کے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی چھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آیا ہے کہین دیکھ کے مستی کی دھڑی دل

ردیف میم

کرین پھولون کی کیونکر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بُو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جو خورشید
ٹھہر سکتے ہین اُسکے روبرو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پائین دل بے آرزو ہم

ملا جب وہ کھلا تب یہ معما
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوئی کچھ کرتا ہو باتین
سُنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہدینگے خدا کے روبرو ہم

مرے مُنہ پر یہ کہتے ہین مرے اشک
مٹا دینگے تمہاری آبرو ہم

وہ میکش ہین کہ مرکر میکدے سے
چلینگے دوش پر مثل سبو ہم

امیر اُس بے نشان کہول ہین پایا
جسے ڈھونڈا کیے تھے چارسو ہم

یہ روے وصل مین مُنہ رکھ کے روے یار پہ ہم
کہ لگ گئے سبقت ابر نو بہار پہ ہم

چمن مین دھوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی
کہ دو ہی نالون مین غالب ہوئے ہزار پہ ہم

جو انکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ
اُدھر بہار پہ وہ ہین اِدھر بہار پہ ہم

جنون مین پاس یہ پامالیِ ضعیف کا ہے
کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاؤن خار پہ ہم

وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہے جان کا خوف
کہین گے کلمۂ حق منہ سے چڑھکے دار پہ ہم

نہین جہان مین محسن کشی سے بد کوئی کام
لگائین سنگ نہ اشجارِ سایہ دار پہ ہم

یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین
وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار پہ ہم

یہ کس کے گھنگرون کی کان مین صدا آئی
کہ وجد کرنے لگے شورِ آبشار پہ ہم

ہوئی ہے رات جو تکیے مین فرش کیا درکار
امیر لیٹ رہین گے کسی مزار پہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگر جا بجا کریم
حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم

لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین یہ دس
بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم

بے مانگے دے رہی ہو زمانے کو گالیان
تم سا کہان جہان مین کوئی دوسرا کریم

دُر ریز سائلون پہ دو رُویہ ہین مٹھیان
چھترا مری طرف بھی کوئی زر کا یا کریم

سبزنگیان ہین کیا چمنِ روزگار کی
خوشبو تو گل نے دی ہے بنی ہے صبا کریم

اے پیر میفروش کوئی جامِ خم کی خیر
حاتم ہے تو کہان کوئی تجھ سے سوا کریم

ہے شوق شرط ذکرِ خدا ہو کسیطرح
یکسان ہے یا کریم کہے کوئی یا کریم

دو بوسے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو
تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نامِ خدا کریم

بحرِ جہان مین دیکھہ دُر افشانیان امیر
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا روز رہے پامالِ خطر ہم
صرصرِ غم سے دفترِ دل کے سارے ورق ہین برہم و درہم

شاد ہوا ایسا دل جو کسی دن زاغ سے پائین اسکی خبر ہم
چیر کے پہلو سامنے رکھدین نذر کو اُسکی اپنا جگر ہم

ساری جوانی رنج مین گزری ہو گئی رخصت آئی جو پیری
شام کو آئے جانبِ زندان باغ مین پہنچے وقتِ سحر ہم

ہجر مین ہین ہم موت کے خواہان زیست سے ہی بیزار دل اپنا
درد کو ہے کیا کام دوا سے داغ کو ہی کب خواہشِ مرہم

چرخ مخالف بخت ہی واژون کوئی نہین امید کی صورت
ہاتھ اُٹھائین خاک دعا کو بند جو پائین بابِ اثر ہم

باغِ جہان مین سیر کو آئی ساتھ ہے لیکن قسمتِ بد بھی
ہاتھ ہی کوتہ شاخ ہی اونچی پائین گی کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سے نکالا رنج مین ڈالا ظلم کیا غواصِ فلک نی
چین سے کیسے بحرِ جہان مین گوشہ نشین تھی مثلِ گہر ہم

دہر مین تھے وہ طائرِ قیدی کچھ بھی نہ گزرا وقفۂ ہستی
کھولتے ہی پرواز کی شہپر میت ہوے مانندِ شرر ہم

دل کی صفا نے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئنہ ساں ہین بزمِ جہان مین ہر کہ و مہ کے دست نگر ہم

وقتِ سحر ہے شورِ سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھ بیٹھے ہین اب تک کھولی کمر ہم

غیر ہی حالت ضعف ہی طاری ہی وہی گردش اب بھی ہماری
زار ہین مثلِ سوزنِ ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھ پہر ہم

شوقِ شہادت دل پہ ہی غالب ڈھونڈ رہے ہین کوچۂ قاتل
دور سے دیکھین اُسکو جو آتے دوڑ کی رکھدین پانو پہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشقِ کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئی لاغر
سبکی نظر سے اب تو ہین غائب بنگئے گویا تارِ نظر ہم

شکر کی جا ہے شکر کی جا ہی یار امیر آیا سرِ بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اُٹھکے کدھر ہم

ردیف نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
دو ہنستے ہین چار رو رہے ہین

دُنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین مزے سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا تہِ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

اربابِ کمال چل بسے سب
سو مین کہین ایک دو رہے ہین

پلکون کی جھپک دکھا کے یہ بُت
دل مین نشتر چبھو رہے ہین

مجھ داغ نصیب کی لحد پر
لالے کا وہ بیج بو رہے ہین

پیری مین بھی ہم ہزار افسوس
بچپن کی نیند سو رہے ہین

دامن سے ہم اپنے داغِ ہستی
آبِ خنجر سے دہو رہے ہین

مین جاگ رہا ہون اے شبِ غم
پر میرے نصیب سو رہے ہین

روئین گے ہمین رُلانے والے
ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین

اے حشر مدینے مین نہ کر شور
چُپ چُپ سرکار سو رہے ہین

آئینے پہ بھی کڑی نگا حسین
کس پر یہ عتاب ہو رہے ہین

بھاری ہے جو موتیون کا مالا
آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین

دل چھین کے ہو گئے ہین غافل
فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین

ہے غیر کے گھر جو اُن کی دعوت
ہم جان سے ہاتھ دہو رہے ہین

صد شکر خیال ہے اُسی کا
ہم جس سے لپٹ کر سو رہے ہین

ہو جائین نہ خشک داغ کے پھول
آنسو انکو بھگو رہے ہین

پوچھے کوئی دیدہائے تر سے
کیون نامِ وفا ڈبو رہے ہین

آئیگی نہ پھر کے عمرِ رفتہ
ہم مفت مین جان کھو رہے ہین

کیا گریۂ بے اثر سے حاصل
اس رونے پہ ہم تو رو رہے ہین

فریاد کہ ناخدا ہے کشتی
کشتی کو مری ڈبو رہے ہین

کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف
آنسو مرے منہ کو دھو رہے ہین

محفل برخاست ہے پتنگے
رخصت شمعون سے ہو رہے ہین

ہے کوچ کا وقت آسمان پر
تارے کہین نام کو رہے ہین

اُنکی بھی نمود ہے کوئی دم
وہ بھی نہ رہین گے جو رہے ہین

دُنیا کا یہ رنگ اور ہمکو
کچھ ہوش نہین ہے سو رہے ہین
ٹھہرو دمِ نزع دو گھڑی اور
دو چار نفس ہی تو رہے ہین
پھول اُن کو پہنا پہنا کے اغیار
کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین
زانو پہ امیر سر کو رکھے
پہرون گزرے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون
ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون

کون مانع ہے کہ در پر ترے آ بھی نہ سکون
کیا قدم نقشِ قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون

آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین
کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون

اُنکے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین
لاگ کی آگ یہ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون

چٹکیان لینے سے دل مین وہ کرین تو انکار
داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون

دل مرا دزدِ حنا مجھ سے چھپا کر بولا
کیا یہ جوبن ہے کسیکا کہ چرا بھی نہ سکون

مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہی اداس
کیا دمِ بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوقِ وصال
کہ وہ روٹھے تو کسیطرح منا بھی نہ سکون

ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا
کچھ یہ منہدی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون

ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین
پر نہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون

ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے
کہ اُسے حال سناؤن تو سنا بھی نہ سکون

کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف
وہ مجھے دل سے بھلا دے مین بھلا بھی نہ سکون

مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدۂ وصل
رازِ الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون

ہاے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگین جو حسین
دل بچا بھی نہ سکون جان چھڑا بھی نہ سکون

شکوے تو شوق سے کر وصل مین لیکن ای دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون

نقشِ ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون
خطِ تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کردون — کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون
رعب کو ساتھ لگا لائے ہین اپنے شب وصل — کہ جو اُٹھین تو خوشامد سے بٹھا بھی نہ سکون
مُنہ پہ قاضی کے مین کہدون گا ہون حُسن پرست — عشق کچھ کفر نہین ہے کہ جتا بھی نہ سکون
اُسکے پہلو مین جو لیجا کے سُلادون دل کو — نیند ایسی اُسے آئے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل ہے کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑھا بھی نہ سکون

ہاے وہ دن کہ گزر جاتی تھی شب باتون مین — اَب نہ باتون مین مزہ ہے نہ ملاقاتون مین
لطف کیا آئے تکلف کی ملاقاتون مین — کچھ رُکھائی کے سوا بات نہین باتون مین
آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین — اور کچھ ہو گئے تم بیٹھ کے بدذاتون مین
گھر کیا جب سے کھنچاوٹ نے ملاقاتون مین — بیٹھکا تیری رُکاوٹ کا ہوا باتون مین
جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے — بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین
چار ہی دن مین وہ بت دیکھیے کیا چل نکلا — کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین
مسجدون مین ہین یہ ہو حق کے کہان ہنگامے — رنگ توحید اُچھلتا ہے خراباتون مین
نازؔ اَداؔ آنؔ حیاؔ غمزہؔ کرشمہؔ شوخیؔ — لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی ان ساتون مین
دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم پھوٹی ہے — دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین
عمر رفتہ کو عبث شیخ حرم روتا ہے — ڈھونڈ لے آکے جوانی کو خراباتون مین
یہ سمجھ کر کبھی ناصح کی بھی سُن لیتا ہون — اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین
التجا ٹوٹے ہوے دل کی وہان ہے مقبول — درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین
انجمن ہو کہ چمن سب ہین اُسی کے سرمست — ایک ساقی ہے ہزارون ہی خراباتون مین
کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا — تم رہا کرتے ہو دن رات اِنہین گھاتون مین
مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے — آج کی رات بھی کیا ٹالیے گا باتون مین

چار ادھر لوٹتے ہین چار ادھر اے ساقی
مے کھینچی یا کوئی شمشیر خراباتون مین

واعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتی ہین
کچھ مزہ ملنے لگا ہے انہین صلواتون مین

وصل مین زلفِ سیہ نے جو کیا ہے اندھیر
یہ اندھیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی راتون مین

بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے مُنہ ظالم نے
کہ زبان کٹتی ہے انسان کی انہین باتون مین

دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفونکی لٹین
دیکھو دن بھرتے ہین چورونکے انہین راتون مین

بت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے امیر
اپنے اللہ سے باتین ہین مناجاتون مین

یہ تو مین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون
تو سراپا ناز ہے مین ناز بردارون مین ہون

وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون
واہ ری قسمت کہ اسیر بھی گنہگارون مین ہون

حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محرومِ وصل
پاکدامن تو ہے مین کیون کر گنہگارون مین ہون

ناتوانی سے ہی طاقت ناز اُٹھانے کی کہان
کہہ سکون کیونکر کہ تیرے ناز بردارون مین ہون

جان پر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار
گھر کا گھر بیمار کس کسکے پرستارون مین ہون

ہاے ری غفلت نہین ہے آج تک اتنی خبر
کون ہے مطلوب مین کسکے طلبگارون مین ہون

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر
چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون

وہ مجھے روتا ہی مین روتا ہون اُسکی جان کو
دل مرے ماتم مین مین دل کی عزادارون مین ہون

صبح سے مطلب نہ گل سے کام کیا جانون انہین
مین تمہارے سینہ چاکون مین دل افگارون مین ہون

دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین مین سامنے
مین کبھی اس کے کبھی اُسکی عزادارون مین ہون

مین کسی قالب مین ہون خالی اُداسی سے نہین
رنگ ہون یا بُو ہون مرجھائی ہوئی ہارون مین ہون

چھیڑ دیکھو میری میت پر جو آئے یہ کہا
تم وفادارون مین ہو یا مین وفادارون مین ہون

زاہدو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیے
اُسکو شوقِ مغفرت ہے مین گنہگارون مین ہون

کسطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس مین نو گرفتارون مین ہون

حالِ زار اپنا دکھا کر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی مُنہ پر یہ کہتے تھے مین دلدارون مین ہون

بیگناہ ہون مین چلا زاہد جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدھر آ مین گنہگارون مین ہون

خال کہتا ہے دکھا کر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اِس سرکار کی اُن نمکخوارون مین ہون

اد بچے او بچے مجرمون کی ہوگی پرسش حشر مین
کون پوچھیگا مجھے مین کِن گنہگارون مین ہون

وقتِ آرائش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اَب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتارون مین ہون

بیگناہی کا تو دعوے اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگارون مین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین اَب مریضِ دردِ غم
کہتے ہین عیسیٰ کہ مین بھی اُن کے بیمارون مین ہون

پوچھتا ہون وجہ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِ موزون کے گرفتارون مین ہون

آچکا تھا رحم اُسکو سُن کے میری بیکسی
دردِ ظالم بول اُٹھا مین اُسکے غمخوارون مین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر ناسورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزارون مین ہون

شرم و شوخی دونون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنسِ بے حقیقت دو خریدارون مین ہون

پھول مین پھولون مین ہون کانٹا ہون کانٹون مین امیر
یار مین یارون مین ہون عیار عیارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مجھسے
دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھ سُن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہائے کچھ وقتِ واپسین نہ کہین

دل سی شئے لیکے اب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اِسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

میرے عیسیٰ کے دلمین چُھبجائے
نگہ وقتِ واپسین نہ کہین

چلین مردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تہ زمین نہ کہین

آگ ہو جائے گا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہ آتشین نہ کہین

اِس شان سے ہم آئے تری جلوہ گاہ مین
مشعل دکھائی برقِ تجلی نے راہ مین

اندھیر کر رہی ہے یہ چشمِ سیاہ مین
شوخی کو قید کیجیے پہنچی نگاہ مین

کیا دخل جا سکے کوئی اُس جلوہ گاہ مین
غمزہ چُھری لیے ہوئے بیٹھا ہے راہ مین

خنجر کچھ اس ادا سے کھنچا قتلگاہ مین
لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ مین

توبہ بھی کچھ بھروسے کے قابل ہے زاہدو
پہنچی ہے ہم سے ٹوٹ کے اب خانقاہ مین

وہ دشمنی سے دیکھتے ہین دیکھتے تو ہین
مین شاد ہون کہ ہون تو کسی کی نگاہ مین

گھر سے مرے بلائے شبِ غم گئی کہان
بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روزِ سیاہ مین

ہم مستِ مے بھی پیتے ہین تو کانپتے ہوئے
توبہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ مین

قالب مین دل ہے دل مین ہے وہ قدردانِ دل
یوسف گرا ہے لیکے زلیخا کو چاہ مین

اُفتادگی مین بھی مجھے معراج ہے نصیب
ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ مین

پھونکا اِدھر عدو کو اُدھر آسمان کو
دو ظالمون کی لی ہے خبر ایک آہ مین

وہ دیکھتے ہین خونِ تمنا جہاں کے آنکھ
منہدی لگائی جاتی ہے پائے نگاہ مین

اہلِ نظر کو وسعتِ امکان بہت ہے تنگ
گردون نہین گرہ ہے یہ تارِ نگاہ مین

جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے آفتاب
کمبخت گم ہون مین ترے روزِ سیاہ مین

ڈرتا ہون جذبِ شیخ کا سُن سُنکے غلغلہ
کھینچ جائے دختِ رز نہ کہین خانقاہ مین

آنکھ اپنی فتنہ ہائے قیامت پہ کیا پڑے
جسکے یہ فتنے ہین وہ ہے اپنی نگاہ مین

دل مین صمد ہو زبان پہ صنم صنم
حُسنِ عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ مین

بتابیان جو مانگین تو دینا نہ تو ہمین
اے صبر اب ہم آئے ہین تیری پناہ مین

اُٹھتا نہین ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑ کے لے مجکو راہ مین

قدرت خدا کی ہے کہ ملین خاک مین تو ہم
اور سرمہ گھر کرے تری چشمِ سیاہ مین

شاعر کو مست کرتی ہے تعریفِ شعر امیر
سو بوتلون کا نشہ ہے اس واہ واہ مین

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ مین
پس پس گیا ہون دب کے مین گردِ نگاہ مین

ہے اس غضب کی آگ دلِ دادخواہ مین
اُف کرکے بھاگے آئے جو تاثیر آہ مین

دل ہے تباہ قافلۂ اشک و آہ مین
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ مین

آفت کی شوخیان ہین تمہاری نگاہ مین
محشر کے فتنے کھیلتے ہین جلوہ گاہ مین

بھاگا گا خیالِ یار یہ کہکر شبِ فراق
دشمن مرے شریک ہون حالِ تباہ مین

محشر خرام تم جو نہین ہو تو کون ہے
فتنون کے پہرے کتنے بٹھائے ہین راہ مین

تیرے جلال مین بھی مزہ ہے جمال کا
چشمِ کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ مین

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ مین یوسف ہون چاہ مین

اُفتادگی مین بال برابر نہین ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ مین

تیری نکیلی پلکون سے اللہ کی پناہ
گیا دل مین پھیر جاتی ہین چبھ کر نگاہ مین

قالب کو بھی قیام نہین روح کیطرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ مین

مانندِ شمع تاج ہی سے ہے بقائے شاہ
ہے اس کلاہ پوش کی جان اس کلاہ مین

ہم ہین سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہین تو سایۂ ابرِ سیاہ مین

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہان
آئے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ مین

غمزے کا بانکپن صفِ مژگان مین دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ مین

اللہ رے رشک جمع نہین ہوتے دو حسین
روزِ ازل سے چھوٹ ہے خورشید و ماہ مین

آنسو ہمارے دیکھ کے خوش ہو رہے ہین وہ
پازیب موتیون کی ہے پائے نگاہ مین

لے تیغ ناز ہاتھ جو تو نے اٹھا لیا
لیتا نہین کوئی مجھے اپنی پناہ مین

چشم سیہ کے عشق مین یادِ مژہ جو کی
ماتم کی صف بچھی مرے روزِ سیاہ مین

قاصد کو اُسنے قتل کیا نامہ دیکھکر
مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین

آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا
یوسف مرا اُبھر نہ سکا گِر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میری غمگسارون مین
فقط اک دل ہی سو وہ بھی تمہاری جان نثارون مین

تو ے کی بوند بدلی ہی نہین ان اشکبارون مین
شرارِ مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرارون مین

کہو زاہد سے یہی رنگ تو برسات کا دیکھے
تماشا اودی اُودی بدلیان ہین سبزہ زارون مین

حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین

نگاہِ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی
وہ دشمن جان کے ہین تھے جو آگے جان نثارون مین

اُڑا پارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی
ہمین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرارون مین

شبِ وصلت تمہاری شرم سے کس کسکو شرم آئی
لجالوین کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہارون مین

فرشتون سے کہو اپنی قیامت مین خبر رکھین
کہین چھپ چھپ کے زاہد مل نجائین بادہ خوارون مین

جُدا ہے دخترِ رز کا نام ہر صحبت مین اے ساقی
پری ہی میکشون مین حور ہے پرہیزگارون مین

بہت سے تھے جلوہ گاہِ یار مین دیدار کے طالب
کلیم اللہ آگے بڑھ گئے امیدوارون مین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بتایہ خونِ ناحق چلو چلو گلعذارون مین

خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہے اپنی
بظاہر بُت بنے بیٹھے ہین ہم ہر چند یارون مین

سوے گورِ غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتے کی تربت کونسی ہے ان مزارون مین

ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین ماری ہنسی کی پھول ہارون مین

قبا کے بند کھولو پردہ اُلٹو کچھ ہنسو بولو
جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کے یارون مین

ادھر بھی اک نگاہِ ناز اپنے حُسن کا صدقہ
کہ روزِ حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

امیر اُن سے نہ بچتی دخترِ رز آنکھوں مین پی جاتے
جوانی کا گزر شاید نہین پرہیزگارون مین

چلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی ہے یارون مین
دُلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خوارون مین

بہار آئی لُنڈھاتے خم کے خم ہم بادہ خوارون مین
کہو توبہ سے چندے جا رہے پرہیزگارون مین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مزے مرکر بھی اُٹھین چاندنی آئی مزارون مین

بہار آئی گھٹا چھائی کُھلے بوتل چلے ساغر
نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین

شبِ فرقت سمٹ کر میرے گھر مین آرہی شاید
سیاہی جس قدر تھی گبر و ترسا کے مزارون مین

اُڑائے پرزے میرے دلکے خوش چشمون نے یون ملکر
تبرک جیسے ہو دستارِ قاضی بادہ خوارون مین

ہماری کشتیِ مے جا لگی جنت مین کوثر پر
ہوائے بادہ خواری لے اُڑی پرہیزگارون مین

جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوارو نہین وہ اسکے سوگوارون مین

یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے
مرے پھولون کے چرچے ہو رہے ہین گلعذارون مین

نہ نکلے آرزوے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو
یہی سُن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین

بہار آتے ہی کھولا مغبچون نے کیا درِ ہمت
قدح لٹتے ہین بیلا بٹ رہا ہے لالہ زارون مین

ادہر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارون مین

اسیکا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ
ہمارا خونِ ناحق رنگ لایا گلعذارون مین

نظر ہے آئنے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے درِ دولت پہ ہین امیدوارون مین

عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرِ ناز کے کشتے
کہ حورین دن کو پریان شب کو آتی ہین مزارون مین

دمِ زینت یہ ہے وسواس اُنکو بدگمانی سے
کسیکی روح مثلِ بُو نہ ہو پھولون کی ہارون مین

کِھلائے گل یہ ساقی زاہدون کی رُو سیاہی نے
انہین کے داغ یہ پھیلے ہوئے ہین لالہ زارون مین

شگوفہ کوئی پھولے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہین ہی بیٹھنا ان گلعذارون مین

الجھ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین
وہ پھول ہون جو کسی کے گلے کا ہار نہین

کسی شہید کا ہے رنگِ خون بہار نہین
کسی لحد پہ چراغان سے ہے لالہ زار نہین

نصیب دولتِ دُنیا جو ہو تو اور جلاون
شرارہ ہے مجھے یاقوتِ آبدار نہین

نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی الفت کا
زمینِ شور سزاوارِ لالہ زار نہین

ہماری خاک بھی کرتی شکایت اُس بت کی
خدا کا شکر ہے گویا لبِ مزار نہین

زمینِ شعر مین ہم دفن ہون تو بہتر ہے
یہان سوالِ ملائک نہین فشار نہین

امیر وصل مین اُس شوخ نے تلون سے
ہزار بار کہی ہان ہزار بار نہین

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہین
ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہین

غم سے چھوٹون تو مین کچھ عیش کا سامان کرون
اتنی اس غمکدۂ دہر مین فرصت ہی نہین

اب کس امید پہ ہم یار کا دربار کرین
پیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہین

طلبِ جام عبث کرتے ہو منہ پھوڑ کے تم
میکشو آنکھ مین ساقی کی مروت ہی نہین

دھوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین
کون روکے گا اُنہین گھر مین مری چھت ہی نہین

ہاتھ مین شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام
اُن سے الفت ہی نہین جن مین محبت ہی نہین

دین کی فکر کرون ہائے مین کس وقت امیر
کبھی دنیا کے بکھیڑون سے فراغت ہی نہین

مثلِ تارِ نظر نظر مین نہین
اسطرح گھر مین ہون کہ گھر مین نہین

جلوہ خالق کا کس بشر مین نہین
غیر عکس آئنے کے گھر مین نہین

ہوش تک راہِ بیخودی مین ہین گم
کوئی ساتھی مرا سفر مین نہین

ورقِ گُل کو لے اُڑی ہے نسیم
خط مرا دستِ نامہ بر مین نہین

دیکھ لی آج آنکھ اُس گُل کی
ابتو نرگس بھی کچھ نظر مین نہین

عجز بندون کا کیون پسند نہو
کہ یہی تو خدا کے گھر مین نہین

کسکے سر بار ہے یہ بارِ سفر
راھزن کوئی رہگزر مین نہین

دیکھیے تو اسی مین ہے سب کچھ
کون کہتا ہے کچھ بشر مین نہین

اسقدر بھر گیا ہے داغون سے
کہ جگہ درد کی جگر مین نہین

دیکھکر اُن کو سب یہ کہتے ہین
کیا پری مین ہے جو بشر مین نہین

سارے عالم کے داغ بھر لیتا
کیا کرون ہین جگہ جگر مین نہین

کیجیے تر زبان نشتر کو
خون اتنا بھی اب جگر مین نہین

قربِ منعم مین پیچ و تاب کہان
کہ گرہ رشتۂ گہر مین نہین

کون لیجاے نامہ قاتل تک
خوف سے جان نامہ بر مین نہین

رھروِ راہ عشق ہون جز درد
کوئی توشہ مری کمر مین نہین

ہو سکے خاک میہمانیِ غم
ایک قطرہ لہو جگر مین نہین

مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

رشتۂ کہکشان مین بجلی ہے
تیغ اُس ترک کی کمر مین نہین

عیش کا نام ہی سُنا ہے امیر
ڈھونڈ مارا جہان بھر مین نہین

غضب کی آنکھ سے یہ کجکلاہ دیکھتے ہین
کہ عاشق آنکھ سے پہلے نگاہ دیکھتے ہین

بُت اِس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہین
کہ لوٹ جاتے ہین جو وہ نگاہ دیکھتے ہین

کھڑے ہین ہاتھ مین ساغر لیے چمن مین جو گل
یہ کسکی نرگسی آنکھون کی راہ دیکھتے ہین

چلو بھی گورِ غریبان مین ہو چکے غمزے
شہیدِ ناز قیامت کی راہ دیکھتے ہین

اب آپ مین سمجھے آنے دے بیخودی للہ
وہ دیر سے مری مقتل مین راہ دیکھتے ہین

سفر مین اہل وطن یاد آتے ہین ہمکو
کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے ہین

وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ مین ہو
ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین

وہ اس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر
کہ جیسے سوے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانبِ میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتیِ مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین
ہاے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجران مین نہین

میرے پہلو مین نہ دل ہے نہ تری مٹھی مین
پھر ہوا کیا جو تری زلفِ پریشان مین نہین

بیکسی دیر سے چلاتی ہے دے کون جواب
کہدے عبرت ہی کوئی گورِ غریبان مین نہین

ہے حیاتِ ابدی دونون مین لیکن اے خضر
آبِ خنجر کا مزہ چشمۂ حیوان مین نہین

غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گزرتی ہے بہار
مسکرا لینے کی فرصت بھی گلستان مین نہین

بڑھکے بجلی سے تڑپ مین سہی پر کیا حاصل
شوخیِ جنبشِ مژگان تو رگِ جان مین نہین

اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے
کانٹے ان پھولون سے اچھے جو گریبان مین نہین

پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا
رنگ پھولون مین نہین پھول گلستان مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آئے ہین امیر
ایک تو یہ ہے کہ وہ صحبتِ رندان مین نہین

دھوم ہے چرخِ برین کی کس قدر افواہ مین
ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین

جوشِ وحشت نے دکھایا اسم اعظم کا اثر
سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین

بے نیازی اسطرف سے اسطرف بالکل نیاز
حدِ فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین

حکمِ رب سے جب ملا اسبابِ راحت خلق کو
تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین

شمع کی مانند سطے کی راہِ ہستی اسطرح
پائمال اپنے ہوے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

تیر سے زخمی کے جو کام آیا نہ پایا مرتبہ
مُور کے پَر نے جگہ پائی کلام اللہ میں

کہتے ہیں وہ کیا چلیں ہم خارِ مژگاں چُبھ جائیں
آنکھیں جب عاشق بچھا دیتے ہیں انکی راہ میں

جب چلے ہم منزلِ الفت میں مثلِ اشک امیر
ہر قدم پر لغزشِ پا نے گرایا راہ میں

کلیاں یہ سُرخ سُرخ نہیں لالہ زار میں
مہندی لگی ہے دستِ عروسِ بہار میں

لوٹیں گے اب کے سال مزے ہم بہار میں
مشتاقِ نمک بھریں گے دلِ داغدار میں

جو آبلہ ہے اپنے دلِ داغدار میں
گنبد کسی شہید کا ہے لالہ زار میں

اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُنکی شکل
مُنہ دیکھتا ہوں آئنۂ روے یار میں

آئینہ دیکھ دیکھ کے اُسنے بنائی زلف
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار میں

آنے دے آپ میں مجھے اکدم تو بیخودی
بیٹھے ہیں کب سے لوگ مرے انتظار میں

گردِ نگاہِ یار سے دل ہے مرا تباہ
رہرو کو سوجھتی نہیں منزل غبار میں

آئے گا کون ادھر کہ تصدق کیواسطے
موتی ہیں اشک دامنِ شمعِ مزار میں

بدلی ہے رُت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
کیا کیا بھرے ہیں گال گلوں کے بہار میں

جو شوخ طبع ہیں وہ چھپکتے نہیں کہیں
بجلی کٹار کھینچ کے آئی ہزار میں

کس پردے میں کدورتِ دل کا اشارہ ہے
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خطِ غبار میں

جالی کے پردے میں رخِ گلگوں نہیں ترا
ہیں جالیاں نقابِ عروسِ بہار میں

کس گل کا سوے گورِ غریباں گزر ہوا
پھولے نہیں سماتے ہیں مردے مزار میں

کیا بے ثبات باغ تھا گل ہو گئے ہوا
جب تک کروں میں چاک گریباں بہار میں

دنیا ہی میں جو بات نہیں پوچھتا کوئی
روزِ حساب آئینگے ہم کس شمار میں

جی لوٹتا ہے تڑپنے پر اب تک اگر امیر
اَب جان ہی نہیں ہے دلِ بیقرار میں

شرم آتی ہے کہ یار کو مین بیوفا کہون
اچھا کہا ہے جسکو اُسے کیا بُرا کہون

ہر بار اُسکی تیغ کے کھنچنے کو کیا کہون
اُس شوخ کی ادا کہ مین اپنی قضا کہون

کیونکر بیان کرون جو مزہ خامشی مین ہے
کہنے کی ہو نہ بات تو مین اُسکو کیا کہون

ممکن نہین ہے عمرِ دوروزہ مین وصفِ زلف
تھوڑی سی شب دراز فسانہ ہے کیا کہون

مین قصہ گو نہین کہ کہے جاؤن داستان
دل سے جو تو سُنے تو کچھ اے دلربا کہون

مجھ سے تو ایک نے بھی نباہی نہ دوستی
پھر آشنا کسے کسے نا آشنا کہون

یہ کہہ کے وہ چلے گئے ہم کل پھر آئین گے
آج اُنسے کچھ بھی کہہ نہ سکا ہاے کیا کہون

وہ خوش رہین مجھے حق و باطل سے کام کیا
بیجا بھی وہ کہین تو مین اُسکو بجا کہون

دونون طرف تھا ایک سا عالم وصال کا
اپنا کہون لحاظ کہ اُسکی حیا کہون

ایسا ہون عشقِ عارض و گیسو مین محو اُس
بجلی چمک کے آئے تو اُسکو گھٹا کہون

وہ خوب جانتا ہے جو ہے میری آرزو
مُنہ سے امیر کچھ نہ مین وقتِ دعا کہون

لچک ہے شاخون مین جنبش ہوا سے پھولون مین
بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولون مین

وہ گلعذار کہ تُلتے تھے روز پھولون مین
اُنہین کی خاک شریک آج ہے بگولون مین

رقیب ساتھ ہے اُن کے یہ خوف ہی ہمکو
کوئی شگوفہ نہ چھوڑے ہمارے پھولون مین

نظر جو آئے ترے بال بال مین موتی
گمان ہوا کہ حسین جھولتے ہین جھولون مین

محمدِ عربی سا کہان سے کوئی امیر
خدا کے فضل سے سرتاج ہین رسولون مین

کیا عارف مجھے پیرِ مغان نے اک پیالے مین
کرامت یہ نہین دیکھی کسی اللہ والے مین

نئی شاید نکلوائی ہے اُسنے گونج بالے مین
کھٹک ہر روز سے بڑھکر ہے میری دلکے چھالے مین

لگاؤن منہ نہ ہجرِ یار مین واعظ کے سر مارون
جو لائے حور بھی بھر کر مئے کوثر پیالے مین

مرنے جتنے تھے باغِ دہر مین سب چُن لیے دل نے — نہ ایسا زخم ہے گل مین نہ ایسا داغ لالے مین

خط اُس عارض کا جب سے چھپ گیا ہے میری نظرون سے — نگہ یون آنکھ مین چبھتی ہے کانٹا جیسے چھالے مین

ہی ہے شرم تو وہ آ چکے آغوش مین میرے — جھکا لیتے ہین آنکھین چاند ہوتا ہے جو ہالے مین

ہزارون خار پیاسے وادیِ الفت مین ہین یارب — پلاؤن کسکو کسکو بوند بھر پانی ہے چھالے مین

ادھر بھی اک نگاہِ لطف خُم کی خیر اے ساقی — ہمین بھی ایک چُلّو مے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گزری یار آئے یا اجل آئے — خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین

چمن سے خانۂ صیّاد تک زندہ نہ پہنچون گا — کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہے لالے مین

امیر اُس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پرو کر پھول جوہی کے وہ بالے مین

پستیِ بخت سے یہ خاک برابر مین ہون — سایہ بستر نہین سائے کا بھی بستر مین ہون

زینتِ گوشِ حسینان ہون وہ گوہر مین ہون — جامہ زیبون ہی کا زیور ہون اگر زر مین ہون

کوئی کہتا ہے بڑا کوئی بھلا کہتا ہے — بختِ منعم ہون کہ مفلس کا مقدر مین ہون

گر کے رتبے سے بھی نظرون سے کسیکی نہ گرون — ظلِ سلطان ہون اگر خاک برابر مین ہون

سب ہین حیرت مین نہین کوئی شناسا میرا — مقتلِ دہر مین گویا تنِ بے سر مین ہون

لوگ ہر شہر سے آتے ہین زیارت کے لیے — ناتوانی سے مگر موے پیمبر مین ہون

رنج ہوتا جو کوئی میرے برابر ہوتا — شکر کرتا ہون کہ ہر ایک سے کمتر مین ہون

سایہ پروردۂ توحید ہے عزلت میری — پردہ اُٹھ جائے اگر جامے باہر مین ہون

نہین وحدت کے سوا رنگ دوئی مجکو پسند — بیتِ کونین مین مصراعِ مکرر مین ہون

بے صدا دل جو مرا ہو مرے سینے مین دونیم — کہ شگافِ قلمِ قدرتِ داور مین ہون

بوسہ لینے کا نہ مجرم نہ گنہگارِ وصال — پھر سزاوارِ سزا واے مقدر مین ہون

بیخودی مین بھی مری رنگ ہے نیرنگی کا — کبھی صہبا کبھی مینا کبھی ساغر مین ہون

ہین کہان ربطِ گل ولالہ کہان مثلِ نسیم
اور گلزارِ جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑجاے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھ
اِس عنایت کا سزاوار ستمگر مین ہون

آبروِ اشک کی مانند جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچونگا وہ گوہر مین ہون

جلوۂ حسن پہ اُس شوخ کا کہتا ہے امیر
بزم مین شمع ہون گلشن مین گلِ تر مین ہون

دل جُدا مال جُدا جان جُدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو میرے تلوار
اپنی چالین اُسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دمبدم ہے وہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتۂ شمشیرِ ادا لیتے ہین

مجلسِ وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دخترِ رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

درد آگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُلٹو تو حقیقت کھلجائے
دُون کی شمس و قمر صبح و مسا لیتے ہین

جی اکیلے شبِ فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دہیان مین لا کے ترا سلسلۂ زلفِ دراز
ہم شبِ ہجر کو کچھ اور بڑھا لیتے ہین

خانۂ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغِ قاتل رہے آباد کہ کشتے اُس کے
دہنِ زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہو ہی رہتا ہے کسی بت کا نظارہ تا شام
صبح کو اُٹھ کے جو ہم نامِ خدا لیتے ہین

تم تو انسان ہو آؤ گے نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریونکو لگا لیتے ہین

عیدِ قربان کی حقیقت مین اُنہین کو ہے خوشی
تیغِ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جا چکا قافلۂ ملکِ عدم دُور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
دیر مین شیخ کو کعبے سے بُلا لیتے ہین

ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

چھوتے ہین مصحف رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اُٹھاتے ہین عبث ہمکو حضور
چُپکے بیٹھے ہین الگ آپ کا کیا لیتے ہین

بُت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخِ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین امیر
کبھی انگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اُسکی صبح نہین ہے تو اسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کرکے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین شکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمال تواضع وہان کمال غرور
اِدہر ہین سجدے پہ سجدے اُدہر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے درباری
کسی امیر کا مُجرا نہین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا ہے جسنے کہ حاتم کو اُسکا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رُخ سے کبھی نقاب اُلٹو
تو ہنسکے بولے کہ منظور قتلِ عام نہین

یہ داغ کیون ہے رخِ ماہتاب پر ای چرخ
جو میرے یار کا بھاگا ہوا غلام نہین

کریم جان کے تجکو خطائین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو میکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زلف کی کالی ناگن
واہ کیا حُسنِ فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
گُنڈلی مارے ہوے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑہے زلف کی جانب تو کہا
دیکھہ نازک ہے بہت نازون کی پالی ناگن

یادِ گیسو مین مرے داغِ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھہ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

اپنے دیوانون سے پریون کی طرح اُڑتی ہو
ناگنون مین ہے یہ دُنیا بھی نرالی ناگن

آگیا پیار تری زلف کے دھوکے مین مجھے
جب نظر آگئی بے خوف اُٹھالی ناگن

عشقِ گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین
جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین

قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میر فرش
روغن کی جا ہے خونِ کبوتر چراغ مین

بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیاے بزم
گویا ہے بُرّشِ دمِ خنجر چراغ مین

لالے مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم
جلوہ تمہارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین

عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم
پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین

کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز سے ہی ساز
پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین

زائل شباب ہو تو کہان حُسن مین نمک
روغن نہو تو نور ہو کیونکر چراغ مین

ہے جلوہ گاہِ یار چمن ہو کہ بزم ہو
ہر پھول مین وہ بُو ہے ضیا ہر چراغ مین

پروانے ایسے نشۂ الفت سے ہین جو مست
کیا مے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین

دل عاشقون کے کیون نہون قربانِ رُوی یار
پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین

اے دل وہ میرزا منش آتا ہے بزم مین
روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین

ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے
ہو ہر فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعلِ شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین
ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدِّ نظر نہین

آہِ شررفشان مین ہماری اثر نہین
پھولا پھلا درخت ہے لیکن ثمر نہین

ایسے ہین مست بادۂ حُسن وجمال سے
میری خبر کہان انہین اپنی خبر نہین

ہم بیقرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تمہین کچھ خبر نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پر ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ میرے دردِ دل کی چمک ہے سحر نہین

شیخِ حرم حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسیکو کسی کی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل و طوطی کی زبانبندی کیا
ہم تو دونون کو اڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑھین آپ نماز
کہ چھری بنکے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دامن کے اڑینگے پرزے
کھچ گئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر باڑھ جو رکھوائی ہی قاتل نے امیر
عیدِ قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑ گئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

شوخیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین
بجلیان بھر دی ہین میرے نالۂ و فریاد مین

بال و پر اپنے کہان اس گلشنِ ایجاد مین
رہ گئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین

ہو گئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین
یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین

دیکھکر تصویرِ شیرین نے یہ حسرت سے کہا
ہائے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین

دیر مین غافل نہین اس سے صنم بھی ایک دم
زاہد و بت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین

پر مرے ٹوٹے ہوئے اڑ جائین سب سوئے چمن
ایسی آندھی آئے یارب خانۂ صیاد مین

سُنکے حالِ دل ہمارا کیا کسیکا دل دُکھے
جلگیا ہے سوزشِ دل سے اثر فریاد مین

چوکھٹا ہو انکی مطلق نہین ہے احتیاج
آپکی تصویر کا گھر ہی دلِ بہزاد مین

بلبلو خوشیان کرو آئی ہے گھر بیٹھے مراد
پھول والون کا ہے میلا کوچۂ صیاد مین

جرم کیا نکلا انا الحق گر لبِ منصور سے
تھی اُسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

واے قسمت کٹ گئی قیدِ قفس مین اپنی عمر
نکلے بھی گر بھی گئے پر خانۂ صیاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسمِ زار
خون کیا لکھتے فرشتے نامۂ جلاد مین

بیقراری اس قدر تڑپا نہ مجھکو زیرِ تیغ
دیکھ ظالم دل نہ اُچھلے سینۂ جلاد مین

اپنے اپنے ہین نصیب اے ہمصفیرانِ چمن
پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوِ صیاد مین

بلبلین بھی آئین گی جلنے کو پروانون کے ساتھ
روغنِ گل ہے چراغِ خانۂ صیاد مین

ایک دن برباد ہوگا تندبادِ مرگ سے
جلتی ہین اس غم سے شمعین خانۂ آباد مین

فی الحقیقت دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر
ہم ہین اُنکی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بوئے گل چمن مین ڈھونڈتے ہین
مسافر کو وطن مین ڈھونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہِ نیستی ہم
کمر مین یا دہن مین ڈھونڈتے ہین

مین زار ایسا بڑے نادان ہین فصّاد
لہو میرے بدن مین ڈھونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے ساقی
ترے چاہِ ذقن مین ڈھونڈتے ہین

پتا پاتے ہین یوسف کا وہی لوگ
جو اپنے پیرہن مین ڈھونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل
فرشتے آکے رن مین ڈھونڈتے ہین

ہمین اے باغبان غنچون سے کیا کام
ہم اپنا دل چمن مین ڈھونڈتے ہین

امیر اہلِ حسد کب ہین ہنرمند
عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین

فرق بعدِ مرگ کچھ دل کی جلن مین کیون نہین
چین یارب سایۂ ابرِ کفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوشِ بدن مین کیون نہین
یا خدا اخلاص اس دُولہا دلہن مین کیون نہین

مرگیا جب مین تو کس پردے مین اُس بت نے کہا
آج وہ کل کی سی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑ گئین روحین شہادتگاہِ الفت سے کہان
آشیانے اِن غریبون کے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولہا بنائی ہے انہین اے تیغِ ناز
بدھیان زخمون کی کشتون کے بدن مین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوڑا کو آتا ہے خیال
ہاے یہ بھی چاک میرے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گورمین
کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدن مین کیون نہین

صورتین ظاہر ہین صورت آفرین پوشیدہ ہے
انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کسکے دلِ پُرداغ کا اے گلبدن
وہ بہار افشان کی زلفِ پرشکن مین کیون نہین

ہاتھ مین تیرے تو دینے کو ہزارون اے کریم
سیکڑون دامن ہمارے پیرہن مین کیون نہین

جامہ زیبو وہ نمایش بعد مردن کیا ہوئی
پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ
پھر جو خلوت مین مزہ ہے انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو رات دن
میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لُوٹتی ہے ساری دنیا بزمِ جانان کے مزے
میرا حصّہ اس پھلے پھولے چمن مین کیون نہین

اس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین امیرؔ
ہو اگر فرصت تو گنجایش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کی یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہون مین

غریب جانے والون مین تیرے یار ہون مین
دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو
مرا قصور ہے جھوٹا اُمیدوار ہون مین

پڑا ہے دستِ اجل مجھ پہ لاکھ بار مگر
نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

کچھ آج مین نے نئی پی ہے حضرتِ واعظ
ازل کا مست پُرانا شرابخوار ہون مین

نگاہِ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ
خبر نہین تجھے کسکا گناہگار ہون مین

زمینِ قصرِ سلاطین سے آرہی ہے صدا
کہ آج منزلِ عشرت ہون کل مزار ہون مین

پھر اُسکی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے
گناہگار یہ کہدے کہ گناہگار ہون مین

جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے
پکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین

وہ کشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری
زمین پکار اُٹھی قابلِ مزار ہون مین

حضور وصل کی حسرت ازل سے ہے مجکو
خیال کیجیے کب سے اُمیدوار ہون مین

خبر نہین اُسے روتا ہون حال پر جسکے
اُداس صورتِ شمعِ سرِ مزار ہون مین

شبِ فراق مری جان دل سے کہتی ہے
تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین

بلائین لیتی ہے پھر پھر کے گرد نومیدی
یہ کسکے در پر الٰہی اُمیدوار ہون مین

وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری
قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین

پکارتا ہے یہ موباف اُسکی چوٹی کا
کہ سب سے پیچھے ہون پر چوٹی کا سنگار ہون مین

بڑے مزے مین گزرتی ہی بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہو اشکبار ہون مین
اگر کسی کے دل مین اُٹھے درد بیقرار ہون مین

گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جانِ پُرغم سے
کہ وقتِ آخرِ ایامِ روزگار ہون مین

کسیکا دل نہین دکھتا مرے تڑپنے پر
سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین

پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پسِ مرگ
سرِ مزار مرا دل تہِ مزار ہون مین

شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہے عیان
شرارِ سنگِ لحد ہون اگر شرار ہون مین

نہ محتسب کا مجھے خوف ہے نہ ساقی کا
گدائے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین

فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو
تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین

وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون
عزیز کیون نہون بے فصل کے بہار ہون مین

کفن کا پاس نہ مجھکو مزار کا ہے لحاظ
بُرا طپش کا ہو دونون سی شرمسار ہون مین

کسی سے کھونٹ نہین میری دلمین دوست تو کیا
عدو بھی یار بنائے مجھے تو یار ہون مین

شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا
شریکِ قسمتِ گیسوے تابدار ہون مین

شراب غیب سے میرے لیے اُترتی ہے
خدا کی گھر مین ہے حرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگی نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جسکا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین
غمزہ چھُری لیے ہے وہ چینِ جبین نہین

خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین
کیا سیر ہے دہان کہ ہمین ہین ہمین نہین

مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حسن
تکیہ بنے فقیر کا جسمے وہ زمین نہین

کیا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر
افشان چُنی ہوئی یہ کسیکی جبین نہین

سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ
جو آئے جھُک کے جائے کسی کی نہین نہین

حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ
دشمن مری کوئی نگہِ واپسین نہین

کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون
مین نازنین ہون دل تو مرا نازنین نہین

عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہی روزِ وصل
چھُو جائے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین

غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دھوپ چھانون
مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین

روتا ہے دردِ عشق مین اُس دلنواز کے
کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین

بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز
اِسوقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین

پیکانِ تیرِ یار سے کہتی ہین حسرتین
تو دلنواز تو ہے مگر دل نشین نہین

نزدیک جاکے اُنکو جو دیکھا تو بول اُٹھے
چل دُور ہو نگاہ تری دُوربین نہین

دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گذر
اے آہ ہوشیار یہ عرشِ برین نہین

ہون مستِ شوق وہ تو کہون ان سے چھیڑ کر
کیون میری جان اب نہین کہتے نہین نہین

شبو کا پھول دیکھکے بولا وہ جامہ زیب
واہ ایک آستین تو ہے ایک آستین نہین

جس بے نشان کو ڈھونڈتے ہین ہم جہان مین
کہتا ہے دل کہ تجھ مین نہین تو کہین نہین

بولے جو عذرِ ضعف سے اُن کو طلب کیا
کیا آپ ناتوان ہین تو مین نازنین نہین

یہ پچھلا کلام بھی ہے جو اس مین شریک امیر
دیوان مین اب کا رنگ کہین ہی کہین نہین

مشتاق وصل کون ترا نازنین نہین
کُرتی پھنسی کہ لپٹی ہوئی آستین نہین

شکوہ جفا کا تم سے کچھ اب اے نازنین نہین
ایسے ہی تم مین ہوتے ہین سب اک کہین نہین

عالم سے اُن کی انجمنِ ناز ہے الگ
چھت جسکی آسمان ہے یہ وہ زمین نہین

گزرا ہوا زمانہ پھر آتا نہین کبھی
وہ کونسا ہے دم جو دمِ واپسین نہین

بوسہ لپٹ کے لے ہی لیا ہمنے بزم مین
ہان ہان سُنی کسی کی نہ اُنکی نہین نہین

نقشِ سجود سے درِ دلدار ہے چمن
اک پھول اُسی چمن کا ہے داغِ جبین نہین

دیکھے تجھے زمانہ سب مجھے دیکھتا ہے کیا
اے جان ناتوان ہون مین نازنین نہین

مقتل مین ہاتھ اُٹھاتے وہ شرمائے جاتے ہین
نکلی ہوئی تو دیکھو کہین آستین نہین

غش مین پڑے ہین جلوہ گہِ نازمین کلیم
تحسین نہین سپاس نہین آفرین نہین

کہتے ہین ہیچ فانی کا رونا نہ رو یہان
سارے جہان مین ہے یہی کچھ یہین نہین

تڑپا رہا ہے اُٹھکے مرے دل کو دردِ عشق
تجھسے ملا ہوا تو مرا ہمنشین نہین

گھبراتے کیون ہو دم مری آنکھون مین ہے ابھی
پھیرو نہ آنکھ یہ نگہِ واپسین نہین

اللہ رے ناز دیکھکے کہتے ہین آئنہ
ہم نازنین نہین تو کوئی نازنین نہین

کہتے ہین سنگِ در پہ مرے سجدے تاکجا
کچھ زیرِ مشق یہ پے خطِ جبین نہین

اک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار
خیر آج تیری اے فلکِ ہفتمین نہین

نسبت ہے ایک عاشق و معشوق سے اُسے
ناز آفرین ہے کیا وہ نیاز آفرین نہین

شادی کی انجمن مین بھی روتا ہون مثلِ شمع
مجھسا جہان مین کوئی اندوھگین نہین

جو کھٹ سے تیری سر نہ ہٹے گا امیر کا
سجدے سے گر کے اُٹھے یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دخترِ رز سا حسین نہین — شیشے مین اک پری ہی مے آتشین نہین
وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین — اور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین
یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تھا اُن کی بزم مین — یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین
اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا — بیدرد تیرے دلپہ یہ چھریان چلین نہین
ایسا ہی جوشِ گریہ ہے تو ہجرِ یار مین — یا ہم نہین زمین پہ یا یہ زمین نہین
پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان — یہ بجلیان ابھی کسی دل پر گرین نہین
تو قابلِ سجود ہے اے میرے بے نیاز — پر قابلِ سجود کسی کی جبین نہین
فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس — ہم اُن کی توبہ توڑنے کو نازنین نہین
شوخی کا ہاتھ اُٹھکے پکڑ لے شبِ وصال — اتنی بھی کام کی نگہِ شرمگین نہین
اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ — پہلی نظر ہے یہ نگہِ واپسین نہین
تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین — اس بوجھ اُٹھانیکے لیے تم نازنین نہین
رویا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ — آنسو کسی کے پونچھے یہ وہ آستین نہین
رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہون گا مین — بندون مین تیرے کیا مین جہان آفرین نہین
آنسو سے آشنا نہین شمعِ مزار بھی — اب کوئی میرے حال پر اندوہگین نہین
دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑہین — ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو اِن بزرگ کی تم نے سُنین نہین

یادِ قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین — بنگئین طائرِ مذبوح کی شہپر پلکین
کھینچتی ہین دلِ بیمار پہ خنجر پلکین — ناتوان پا کے چڑھا لاتی ہین لشکر پلکین

مومیو اس سے ہی انسان کی شرافت ثابت
مردمک آنکھ میں ہے آنکھ کے باہر پلکیں

گور میں بھی خلشِ خارِ محبت ہے وہی
آج تک دل میں کھٹکتی ہیں برابر پلکیں

نرگسی آنکھیں دکھاتے نہیں یہ لالہ عذار
کھینچتے ہیں مجھے کانٹوں میں دکھا کر پلکیں

اثرِ سوزِ محبت نے دکھایا اعجاز
بہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئیں تر پلکیں

اہلِ بینش کو بہت سیرِ جہان خوب نہیں
مردمِ چشم سے کہتی ہیں یہ جھککر پلکیں

قتلِ عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہیں قسم
طاقِ ابرو کی طرف ہاتھ اُٹھا کر پلکیں

چشمِ بد دُور ہے کیا ظلم کی رسی بھی دراز
صاف بڑھکر ہوئیں گیسو کے برابر پلکیں

چشمِ مخمور سے اُٹھتے کہیں انکا بھی خمار
ہیں اذیت کشِ خمیازہ برابر پلکیں

عیب اپنوں کا نہیں ہے سببِ کلفتِ دل
لاکھ اُڑے گردِ نظر ہوں نہ مکدر پلکیں

کیا ہی ہمسائے کو ہمسائے کی ایذا ہے وبال
آنکھیں روئیں جو کھنچیں بال برابر پلکیں

ناتوانوں کو ترے دیگا فلک کیا گردش
گردشِ چشم سے کھاتی نہیں چکر پلکیں

آج آنکھوں کو جوانی میں یہ زیور ہیں امیر
گر کے ہو جائینگی کل خس کے برابر پلکیں

عالم شگفتہ ہو جو میں آفت رسیدہ ہوں
صبحِ بہار ہوں جو گریبان دریدہ ہوں

مطلب کی سمت رُخ ہے مراد رسیدہ ہوں
گویا قصیدے میں میں گریزِ قصیدہ ہوں

راغب مری طرف ہے کوئی دل نہ کوئی گوش
بزمِ جہان میں حرفِ مکرر شنیدہ ہوں

میرے صفائے دل نے جو کھولی ہیں میرے عیب
شرمندہ مثلِ زنگیِ آئینہ دیدہ ہوں

ماہی کی طرح ہے مجھے مرہم وہ آبِ تیغ
کیا مبتلائے دردِ گلوئے بریدہ ہوں

ضبطِ فغاں سکھاؤں میں اوروں کو ہوں جو خاک
سرمہ پئے صدائے گلوئے بریدہ ہوں

چہرے پہ اُسکے مطلعِ ابرو کا ہے یہ قول
دیوانِ انوری کا میں مضمونِ چیدہ ہوں

ظلمِ جہان نہ دورِ فلک کا ہے مجھے خیال
دریا کے جوش میں تہِ پل آرمیدہ ہوں

اے اہلِ بزم مجھکو اُٹھاؤ نہ بزم سے
شمع سحر ہون عمر بپایان رسیدہ ہون

مین اور جم ہین پیرِ مغان دو ترے مرید
لیکن وہ بدعقیدہ ہے مین خوش عقیدہ ہون

مجروحِ تیغ حُسن ہوا کب خبر نہین
یوسف کی جلوہ گاہ مین دست بریدہ ہون

مارا ہے اہل کبر نے پردے مین عجز کے
مین بیخبر تو کشتۂ تیغ خمیدہ ہون

اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کہلی
حرفِ نگفتہ ہون سخن ناشنیدہ ہون

پیدا کیے کی شرم الہی ضرور ہے
تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون

صحرا کو کپڑے پہاڑ کے چلتا ہون ای جنون
پائے شکستہ ہون نہ مین دست بریدہ ہون

ہون دشمنون مین پہ نہین فریاد کی مجال
بتیس دانتون مین مین زبانِ بریدہ ہون

بہتا ہے یادِ رخ مین تو کہتا ہے طفلِ اشک
یوسف کے خاندان کا مین نورِ دیدہ ہون

مطلب خزان سے کچھہ نہ غرض ہی بہار سے
دونون سے مثلِ سرو مین دامن کشیدہ ہون

دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہہ سکون
ہان غم سے آئینے کی طرح آبدیدہ ہون

کہتا ہے مرغ روح اجل سے ڈرا ہوا
صیاد میرے پیچھے مین صیدِ رمیدہ ہون

بلبل ہون مین نہ گل ہون گلستانِ دہر مین
ہان اک پر شکستۂ رنگِ پریدہ ہون

شبنم کے ای امیر ملے ہین مجھے نصیب
گل ہنس پڑین چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کسکے چمکے چاند سے رخسار قیصر باغ مین
چاندنی ہے سایۂ دیوار قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ کیسا آگیا جو خفتہ بخت
اُسکے طالع ہو گئے بیدار قیصر باغ مین

فی الحقیقۃ یہ بھی کم گلزارِ جنت سے نہین
حورین پھرتی ہین سر بازار قیصر باغ مین

ہر روش پر چل رہی ہے ایسی صحت کی ہوا
چشمِ نرگس تک نہین بیمار قیصر باغ مین

پاؤن کا یان ذکر کیسا صاف ہے ایسی زمین
دل پھسلتے ہین دمِ رفتار قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکست توبہ کی آئے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

لوٹتا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کے صبح و شام
یہ اشارہ نہر مین کرتی ہے ہر انگشتِ موج
پیار نغمون مین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
زیرِ شاخِ گل اگر سبزہ کبھی سونے لگا
اتنے پتے بھی نہونگے گلشنِ فردوس مین
تشنگانِ شوق ہین شیرین لبونکے میہمان
قطرے شبنم کے رگِ گل پر دکھاتے ہین بہار
کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آتے آتے لب تلک بنجائے بکّا نور کا
نخلِ گل ہے ہر تماشائی زہے فیضِ بہار
موجۂ مے کی نسیمِ صبح مین تاثیر ہے
ایدلِ مایوس بے برگی سے افسردہ نہو
دور ہونگی کلفتین مٹ جائین گی سب کاہشین

وجد مین ہے سایۂ دیوارِ قیصر باغ مین
سب کا ہو جائے گا بیڑا پار قیصر باغ مین
بلبلین کھولین اگر منقار قیصر باغ مین
شورِ بلبل نے کیا بیدار قیصر باغ مین
جس قدر پھولون کے ہین انبار قیصر باغ مین
بٹ رہا ہے شربتِ دیدار قیصر باغ مین
گندھ رہے ہین موتیونکے ہار قیصر باغ مین
آؤ بھی بہرِ علمبردار قیصر باغ مین
کھینچیے گر آہِ آتشبار قیصر باغ مین
پھول جھڑتے ہین دمِ گفتار قیصر باغ مین
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین
لائے گا نخلِ تمنا بار قیصر باغ مین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بالِ ہما کیا ڈھونڈتا ہے اے امیر
بیٹھ زیرِ سایۂ دیوارِ قیصر باغ مین

داغ اے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
نالہ ذرا کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
شیخِ حرم سے ملکے ہوا سخت انفعال
سینون مین عاشقون کے کہان عاشقون کے دل
اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہو گئی
یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر

اس رنگ و بو کے پھول بھی تیرے چمن مین ہین
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین
کتنے ذلیل ہم نگہِ برہمن مین ہین
کچھ زلف مین ہین کچھ تری چاہِ ذقن مین ہین
کیا جانے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

تھوڑا سا لطف اور بھی اے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیرہن مین ہین

آئے ہین سب سمٹ کے تری صید گاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سُن کے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آب خنجر قاتل کی دیر سے
جتنی رگین امیر ہماری بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھی دم کے ہین پھر چھوٹ جاتی ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتی ہین
قدیمی ساتھ یارونکے یہین تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ جب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اے شہِ خوبی
ترے کشور مین ہی اندھیر لوٹا لُوٹ جاتے ہین

عجب کہ ٹھاٹ ہے ساقی محتسب جب آنکلتا ہے
تو سب جام و سبو چھالونکی صورت پھوٹ جاتے ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوانِ یوسف کا
طمع دنیا کی وہ ہے جس سے بازو ٹوٹ جاتے ہین

امیر زار کی تربت کو چھت سمجھے ہین کیا گھر کی
یہ ماتم دار آ کر چھاتیان کیون کُٹ جاتے ہین

منگا کر آئنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اُترتے ہین

شہید عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدایا موت دے سبکو ہم اس مرنے پہ مرتے ہین

مقام شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سی ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھون مین دم ہے اب کوئی ساعت مین مرتے ہین
قضا کہتی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرہ و خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اسپر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اے جراح کیا جانین
اگر بھرتے ہین تو دم خنجر قاتل کا بھرتے ہین

رہے بیدار دل جو عمر بھر مردہ نہ جان اُنکو
برابر رات دن جاگے تھے اب آرام کرتے ہین

دلِ پر آرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزم امید کے کس گھاٹ اُترتے ہین

پھڑکتا اُن سے بسمل کا کبھی دیکھا نہین جاتا
چھُری دیتے ہین جسکو پہلے اُسکے پر کترتے ہین

خزان غافل نہین ہی ای جوانان چمن تم سے
نہین اُڑتے ہین پتے یہ اُسی پرچے گزرتے ہین

کسے ہے ہوش فصل گل مین رخصت لو بدلنے کا
بدن سے مثل گل پھٹکر یہان کپڑے اُترتے ہین

نہین چلتی ہی قینچی یہ چھُری پھرتی ہے گلچین پہ
پر بلبل نہین صیاد برگ گل کترتے ہین

تفاوت اس قدر ہی زاہدون مین اور رندون مین
کہ وہ کچھ دلمین ڈرتے ہین یہ سب کہہ گزرتے ہین

نہ اتنی چاہ کر آب دم شمشیر قاتل کی
کڑا پانی ہے دو گہونٹ اسکی مشکل سی اُترتے ہین

نئے گل پھولتے ہین اپنی آہ سرد سے ہر دم
جگر کے داغ دلکی چوٹ بن بنکر اُبھرتے ہین

یہان نہلا کے ہمکو دفن بھی احباب کر آئے
وہان حمام سے فرصت نہین ابتک نکھرتے ہین

شمیم گل ہین ہم بھی تم اگر باد بہاری ہو
جدھر چلتے ہو چلتے ہین جہان ٹھہرو ٹھہرتے ہین

خضر کو ڈہونڈتا پھرتا ہے کیا مجنون بیابان مین
ادہر آئے کہ ہم نے یہ طریقے خوب برتے ہین

غضب ہے سامنا غصے مین اُن خونخوار آنکھونکا
شکار شیر کرتے ہین جو یہ آہو بپھرتے ہین

کہان انگور شیرازی کہان یہ میکش ہندی
پہنچ رہتے ہین وہ دانے جو قسمت مین اُترتے ہین

برنگ طائر تصویر **امیر** اُڑنا کہان ممکن
ہم اپنے آشیانے سے چمن مین کب اُترتے ہین

پھڑک کر مرغ بسمل کی طرح عاشق جو مرتے ہین
یہ مقتل مین عروس تیغ کے صدقے اُترتے ہین

نکلجاتے ہین وہ جس راہ سے بیچین کرتے ہین
ہزارون چٹکیان لیتے ہین جس دلمین گزرتے ہین

لبون پر آکے ہجر یار مین دم ضبط سے بولا
سلامت بیقراری ہم کہین گھُٹ گھُٹکے مرتے ہین

لیا تو مین نے بوسہ خنجر قاتل کا مقتل مین
اجل شرما گئی سمجھی کہ مجکو پیار کرتے ہین

مین اس شوخی پہ صدقے ہون کہ مجہسے بزم مین پوچھا
یہ سب تو غش ہین مجہپر آپ کہیے کسپہ مرتے ہین

تسلی خاک ہو وعدون سے انکی جیتے نہین ظالم
اشارون سے یہ کہتی ہین کہ دیکھو لب مکرتے ہین

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہین ہم اس لیے دشمن سے ڈرتے ہین

مین کہتا ہون تمہین نے دل لیا میرا تو کہتے ہین — کہ ہان ہان سے لیا اچھا کیا ہم کب مکرتے ہین
حسینون کی تعلی ہے سبب محبوب ہونے کا — جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اُترتے ہین
بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے — نہ خنجر سے جھجکتے ہین نہ وہ قاتل سے ڈرتے ہین
بتون کے چاہنے والون مین بھی ہے شانِ محبوبی — قضا مرتی ہے اُنپر جو ادا پر اُن کی مرتے ہین
نہ رحم آجائے قاتل کو نہ رک جائے کہین خنجر — نگاہ حسرت آگین ہم اسی سے تیرے ڈرتے ہین
خبر ہم سخت جانون کی وہ سُنکر طنز سے بولے — کوئی مرنے کی حد بھی مر نہین چکتے ہین کتنے ہین
سلیمان ہمکو یادِ چشم و گیسو نے بنایا ہے — ہمارے گھر مین شب بھر تخت پریون کے اُترتے ہین
ہمین بیتابیان خط یار کو لکھنے نہین دیتین — جگر سے جب اُٹھاتے ہین تو دل پر ہاتھ دھرتے ہین
شباب اُنکا غضب ہے ہاتھ پڑتا ہے جو سینے پر — نکل جاتا ہے منہ سے مار ڈالا ہائے مرتے ہین
شبِ وصلت بھی یہ عالم ہے میری بیقراری کا — تڑپ جاتے ہین وہ دل پر جو میرے ہاتھ دھرتے ہین
کبھی مدِ نظر گر عاشقون کا قتل ہو تمکو — ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تمکو پیار کرتے ہین
برنگِ نبض چلنے سے ہین اپنے دست و پا چلتے — ٹھہر جاتا ہے سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین
بڑی ہین باکہا زانِ محبت رشک سے دیکھو — جو تمکو پیار کرتے ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین

امیر اُس جان کے دشمن سے ہمکو ڈر نہین لگتا
دھڑلے سے تم اُسکے منہ پہ کہتے ہو کہ مرتے ہین

دبا پایا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین — ہماری قبر کے تختے بھی اب ہم سی بر رتے ہین
عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتے ہین — جہان یہ نکلی گھر سے جا کی منزل پر اُترتے ہین
پھرون مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتے ہین — مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اُترتے ہین
عجب پردہ ہے پردہ شرمِ عصیان کا دمِ آخر — اسی پردے مین ساری عمر کی بگڑی سنورتے ہین
مریضِ عشق سے پہلو تہی طرفہ تماشا ہے — ہوئے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین
خیالِ یادِ ابرو مین جو یادِ چشمِ ساقی ہے — حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

لڑی ہین اُنکی آنکھین آئینے مین خطِ عارض سی
غزالانِ حرم فردوس کے سبزی مین چرتے ہین

مرا خط پھینک کر قاصد کے منہ پر طنز سے بولی
خلاصہ سارے اس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابروون پر بل یہ کیون مدِ نظر کیا ہے
یہ دُہرے دُہرے خنجر آپ کسپر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیفِ چشمِ ساقی سے
شرابِ حُسن لیکر عشق کے ساغر مین بھرتے ہین

مدد اے آبِ خنجر رحم کر ان تشنہ کامون پر
نہ اُنکی پیاس مرتی ہے یہ پیاسی ہی مرتے ہین

نہ مہر اُس گل کا ہمسر ہے نہ ماہ اُسکے برابر ہے
ہین دونون ایک ہی سی کچھ ذرا چڑھتے اُترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین یک یک نفس اِک عمر گزری ہے
نہ منزل ہے کہین اُنکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

مین کسنکی دید کا طالب ہون کسکی وصل کا خواہان
یہ کسکی حسرتین ہین آپ جنکا خون کرتے ہین

نہ اتنا محتسب کا خوف ہے ہمکو نہ قاضی کا
کہین توبہ نہ میخانے مین آئی اُس سی ڈرتے ہین

اُنہین کا مال تھا اچھا کیا دل سے لیا میرا
کوئی پہ چھینے نہین لیتا ہی اُن سی کیون مکرتے ہین

بھرا ہے حسرتون سے دل کہان داغونگی گنجایش
یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر اُبھرتے ہین

مُغنی کی نہ میخانے مین حاجت ہے نہ مطرب کی
شکستِ توبہ کی آواز پر ہم وجد کرتے ہین

ابھی اے جان تو نے مرنیوالونکو نہین دیکھا
جیے ہم تو دکھا دینگے کہ دیکھ اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جن کا ایک عالم ہے
ستارے ڈوبتے ہین ذکو راتو ن کو اُبھرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی
سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑنی سے سنورتے ہین

رہِ آرائش آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے
اُدہر یہ کون میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دورِ تنہائی کا عالم روح پر صدمہ
ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکھدیتی ہے شانہ آئنہ تنگ آکے مشاطہ
ادائین بول اُٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال آتا ہے پیری مین جوانی خواب تھی گویا
پلک پہ جھپکی جھپکتی ہے یہ دن یہ پہلے گزرتے ہین

کیا ہی نام کیا اُستاد کا روشن خدا رکھے
امیر اُستادزادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

حباب آسا محیطِ عشق سے جو پار اُترتے ہین
گزر جاتے ہین یہ پہلے سر سے پیچھے پاؤن دھرتے ہین

لگاتے ہین جو سرمہ آئینے کو دور دھرتے ہین
ستم دیکھو وہ اپنی چتونون سے آپ ڈرتے ہین

تصور مین اڑا کر رنگِ رخ نیرنگ کرتے ہین
کہ تصویرِ خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین

بتو اہلِ حرم بیجا نہین تم کو برا کہتے
برہمن ہی کا گھر بھرتے ہو جب صدقے اترتے ہین

نہین ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہے دھوپ کا منہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین

پسند آیا اُنہین مجکو اسیکا شکر کیا کم ہے
کہ شکوہ لیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین

مرے سینے پہ مقناطیس تیرا ہاتھ ہوا ہے ثبت
کہ جتنے دل مین پیکان جمع ہین وہ سب اُبھرتے ہین

شبِ غم مین رہے جیتے برا ہو سخت جانی کا
نہ آئی موت اس غیرت کے مارے ہم تو مرتے ہین

جواب اعضا نہین دیتے ہین کیونکے ضعفِ پیری مین
جوانی کی تو ہم ان سے نہین درخواست کرتے ہین

چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل
گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین

چل اے بادِ بہاری اک ذرا آہستہ آہستہ
کہ وہ مجھسے اُلجھتے ہین جو بال انکے بکھرتے ہین

لب ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اس قہر کی آنکھین
مسیح و خضر و عزرائیل تینون ہم پہ مرتے ہین

تصور مین بھی منہ جو موڑ تو اڑ جاتا ہے رنگ انکا
بلائین خواب مین بھی لون تو بال اُنکی بکھرتے ہین

قیام اس بحرِ طوفان خیزِ دنیا مین کہان ہمدم
حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین

جھجک جاتے ہین وہ سایہ سے اپنے روزِ روشن مین
اندھیری رات مین زلفون کے لہرانے سی ڈرتے ہین

دکھایا انقلاب تازہ عالم کے حوادث نے
جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین

بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے
کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اول ہر شکر ہدف سے تیر آفت کا
شکار انداز یہ پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین

بخت ایسے کہان ہین جو کرون یار سے باتین
کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین

کیا سمجھین ہم اس آنکھ کا ایما سوئے نرگس
بیمار نے کین راز کی بیمار سے باتین

اقبال سکندر سے مرے لڑ گئے طالع — جسدن ہوئین اُس آئنہ رخسار سے باتین
ٹھیک اُنکے نہ دعوی ہین نہ ٹھیک اُنکی مدارات — دو چار سے گھاتین ہین تو دو چار سی باتین
ڈرتا ہی یہ وحشی ابھی آواز سے تیری — صیاد نہ کر مرغ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیر آیا کہ وہ ہٹ گئے پیچھے
جھک جھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سی باتین

شوخی تھی قیامت تری مستانہ ادا مین — فتنون نے قدم چوم لیے لغزش پا مین
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا مین — اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین
شرمائی ہوئی چتونون پر اُسکی نہ جانا — شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین
بیمار محبت نے کبھی منہ نہ لگایا — تاثیر گھلی جاتی ہے اِس غم سے دوا مین
اس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجکو — ملجاے نہ دل پس کے کہین رنگ حنا مین
کہتی ہے شب وصل یہ چتون کی شرارت — آج آگ لگا دونگی مین دامان حیا مین
جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوئے تقسیم — کچھ میری قضا مین گئے کچھ تیری ادا مین
دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب — چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین
کہتا ہے جوانی مین یہ اُس شوخ کا جوبن — ہمسے نہ رہا جائیگا اس تنگ قبا مین
مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا — نکلی ہے قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین
کسطرح نہو ناز مجھے عجز پر اپنے — وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہ خدا مین
آنے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا — کیا حورونکے جھرمٹ ہین مزار شہدا مین
احباب کے ماتم مین کٹی عمر ہماری — ہم ساتھیون کی روئے کو اُترے تھے سرا مین
عکس آئنے مین اُن سے یہ کہتا ہی کہ اے شوخ — پورا اترا شاگرد ہون مین جور و جفا مین
شرماتے ہین جب وصل مین وہ مجھ سے تو شوخی — لے لیتی ہے چٹکی وہین پہلوے حیا مین
مانگی جو دعا مین نے ندا عرش سے آئی — تاثیرین گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

کیونکر نہ امیر اس سے تر و تازہ ہون روحین
پھولون کی ہے بُو دامنِ گلچین کی ہوا مین

قابلِ عفو مین آلودۂ عصیان ہو لون
پھر وہی مین ہون وہی جامہ دری وحشت مین
پھر کے پُتلی نے دمِ نزع کہا قاتل سے
آنے دیگی سبھی مجھے پھر کا ہیکو وحشت سوئے شہر
ابھی بلبل نہ گلستان سے پھنسا کر صیاد
مرہمِ زخم جو لائی وہ زبانِ شمشیر مین
نیمجان کر کے مجھے چھوڑ دے دم بھر قاتل

اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیمان ہو لون
پہلے واعظ سے ذرا دست و گریبان ہو لون
مرتے مرتے ترے ہاتھون پہ مین قربان ہو لون
رخصت احباب سے اے شوقِ بیابان ہو لون
ہمصفیرون مین ذرا رہ کے خوش الحان ہو لون
لبِ خندان نے کہا مین نمک افشان ہو لون
خاک مین خون مین جی کھول کے غلطان ہو لون

قدر راحت کی پسِ رنج ہے دنیا مین امیر
تب چلون باغ کو جب قیدیٔ زندان ہو لون

باعث تڑپ کا سوچ ستمگر سے کیا کہین
اُس بت کے جور خالقِ اکبر سے کیا کہین
غم نے ترے نچوڑ لیا سر سے پاؤن تک
شرم آتی ہے گناہون سے اے پردہ پوشِ خلق
خالق ہی جب نہ دے تو گلا آسمان سے کیا
واقف دلون کے بھید سے ہے آفریدگار
بگڑا ہوا وہ آپ ہے اُس کا قصور کیا
سارے بدن مین اب تو لہو بوند بھر نہین
ٹھہرا ہے روزِ حشر پہ دیدارِ یار کا
دل پیچ و تاب مین ہے تو قسمت کے پیچ سے

دل تو ہی کچھ بتا دے کہ دلبر سے کیا کہین
اُس کی چھیڑ داورِ محشر سے کیا کہین
رگ رگ پکارتی ہے کہ نشتر سے کیا کہین
محشر مین جا کے شافعِ محشر سے کیا کہین
ساقی نہ منھ لگائے تو ساغر سے کیا کہین
آئینے اپنا حال سکندر سے کیا کہین
بگڑین بھی ہم اگر تو مقدر سے کیا کہین
سوکھی زبان دکھائے تو خنجر سے کیا کہین
اللہ حشر تک دلِ مضطر سے کیا کہین
وہ بے خطا ہے زلفِ معنبر سے کیا کہین

ملتا نہین مکان سے تا لامکان پتا
ہم کیا ہوے نکل کے ترے گھر سے کیا کہین

کہنے کی بات ہو تو کسی سے کہے کوئی
دل تم نے لے لیا ہے یہ دلبر سے کیا کہین

کعبہ نشین سُنتے تو کہین اُس سے دردِ دل
کعبے مین اینٹ چونے سے پتھر ہی کیا کہین

قسمت سے سامنا کبھی ہوتا بھی ہے اگر
پہرون ہی سوچتے ہین کہ دلبر سے کیا کہین

پیاسے شرابِ وصل کے ہین ہم تو اے امیر
شرم آتی ہے کہ ساقیِ کوثر سے کیا کہین

محبت کے جو داغ ڈالے ہوے ہین
اُبھر کر وہی دل مین چھالے ہوے ہین

یہ بت سب سے دیکھے بھالے ہوے ہین
تصور کے سانچے مین ڈھلے ہوے ہین

خوشامد جو کی مین نے جوبن کی بولا
ارے یار ہم بھی نکالے ہوے ہین

نہ کر بے نیازی سے تو خونِ ارمان
کہ سب تیرے نازو نکے پالے ہوے ہین

کبھی خون سودائیون کا گرا تھا
اُچھل کر وہی قطرے لالے ہوے ہین

ہرن کب ہین غصے مین آنکھین تمہاری
یہ دو شیر آنکھین نکالے ہوے ہین

بلا کا بلانوش ہے دل ہمارا
غمِ دو جہان دو نوالے ہوے ہین

زمانہ قضا کے حوالے ہے اور ہم
تمہاری ادا کے حوالے ہوے ہین

بتون کا تصور جو ان کو نہین ہے
تو بت کیون یہ اللہ والے ہوے ہین

گراتے ہین کیا بجلیان بھر کے سسکی
تڑپ کر وہ تڑپانے والے ہوے ہین

یوہین توڑ ہوا مے کے ہاتھہ لوٹین
بہت دل شکستہ پیالے ہوے ہین

لپٹے ہین چوٹی مین ہار اُس پری نے
جو کالے تھے اب کوڑیالے ہوے ہین

جو آنا ہے تو نزع مین جلد آؤ
سنبھالے ابھی کچھ سنبھالے ہوے ہین

نہ تھی کوچہ گردی نہ صحرا نوردی
یہ رستے ہمارے نکالے ہوے ہین

پیالے کہان وصل کے مے کدے مین
کفِ دستِ ساقی پیالے ہوے ہین

یہ لپٹے ہین گیسو کہ اے بت کنہیا
کمر ہین تری ہاتھہ ڈالے ہوے ہین

چلی ہے دلہن بنکے کیا تیغ قاتل
عروس اجل کے یہ جالے ہوے ہین

امیر ایسے روے ہین ہم میکدے مین
لہو سے لبالب پیالے ہوے ہین

ستارے مرے دیکھے بھالے ہوے ہین
یہ سب گیند اُن کے اُچھالے ہوے ہین

یہ موے مژہ بھی ہین جادو کے پتلے
کہ جب دیکھین آئی ہین بھالے ہوے ہین

مرا ضبط کہتا ہے مجھسے کہ کہدو
اُٹھے درد ہم دل سنبھالے ہوے ہین

یہ تلوارین کس کے گلے پر چلین گی
کہ پلکین یون پردہ ڈالے ہوے ہین

اِدہر ضعف اُدہر ضبط تڑپون مین کیونکر
یہ شہ زور دونون سنبھالے ہوے ہین

اِدہر یار سے ہم اُدھر آسمان پر
اثر سے ہم آغوش نالے ہوے ہین

زہے ضبط سینے مین دم گھٹ رہا ہے
مگر دل ہم ابتک سنبھالے ہوے ہین

ہرن چوٹ کرتے ہین شیرون پہ دیکھو
حسین ہمپر آنکھین نکالے ہوے ہین

عجب بیخودی صحبتِ وصل مین ہے
وہ ہم کو ہم اُن کو سنبھالے ہوے ہین

چمن مین یہ پھولون نے کیا گل کھلایا
کہ بلبل کو جینے کے لالے ہوے ہین

الٰہی یہ کس کے لہو کے ہین پیاسے
کہ خنجر زبانین نکالے ہوے ہین

کوئی کیچلی مین ہے ناگن کہ یارب
وہ لچکے کا موباف ڈالے ہوے ہین

سُنا ہے جو بلے آب دشتِ جنون کو
تو چھاگل لیے ساتھہ چھالے ہوے ہین

جگر دل کو دل روکتا ہے جگر کو
یہ بسمل کو بسمل سنبھالے ہوے ہین

ہین شیخ جی بیدھڑک ان مین بانی
یہ سب جام مے سے کنہگالے ہوے ہین

ہوا مین عجب حسن ہے گیسوون کا
پری اڑکے برزار کالے ہوے ہین

امیر اُن سے کیا کیا لپٹتے ہین شب بھر

رقابت مین یکتا دوشالے ہوے ہین

ذرا چلمن تک آئین گھر مین وہ کیا بنکے بیٹھے ہین
ہزارون سر بکف مشتاق اک چتون کی بیٹھے ہین

اُٹھین وہ مجمعِ اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہین
وہان دشمن ہی سب اُٹھتی ہوی جوبن کی بیٹھے ہین

عجب برسات ہے کیا کیا نئے گھر بنکی بیٹھے ہین
کہین بھادونکی فریادی کہین ساونکی بیٹھے ہین

ملا کر خاک مین بھی ہاے شرم اُنکی نہین جاتی
نگہ نیچی کیے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

ہمارے دوست کے پہلو مین جب بیٹھا ہی وہ جگر
تو خنجر کی طرح پہلو مین ہم دشمن کی بیٹھے ہین

نمودِ حسن دونی ہوگئی ہے خودنمائی سے
اُبھر آیا ہے جوبن اور جب وہ تنکے بیٹھے ہین

بگاڑینگے ہزارون گھر بناوٹ کی اداؤن سی
بنالین گے بہت کچھ آج وہ بھی بنکے بیٹھے ہین

وہ میرا مال لیکر کیا مرے دشمن کو دیدینگے
مرا دل لیکے کیون پہلو مین وہ دشمن کی بیٹھے ہین

کسیکو تونے تاکا چوٹ آئی میرے ہی دل پر
نشانے ہی پہ سب ناوک تری چتون کی بیٹھے ہین

اُڑا لیجاتے ہین عاشق کے دلکو سینہ زوری سے
غضب کے دو اُچکّے بھیس مین جوبنکی بیٹھے ہین

نگاہِ شوق ایسی پردہ در ہے کچھ نہین کھلتا
کہ چلمن کے اِدھر یا وہ اُدھر چلمن کے بیٹھے ہین

تری دُھن مین جو آیا آفتابِ حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ سایہ مین تری دامن کے بیٹھے ہین

علاقہ میرے دشمن سے نہین جاتا نہین جاتا
نہین دشمن تو اب وہ سوگ مین دشمن کی بیٹھے ہین

یہ کہتے آئینہ خانے سے اُٹھ بھاگے وہ گھبرا کر
یہان سب لوٹنے والے مرے جوبنکی بیٹھے ہین

رہے ہین وصل مین کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھکر اُٹھے کبھی وہ من کی بیٹھے ہین

دکھاتے ہین عدم کی راہ اُن کے مردمِ دیدہ
حقیقت مین ہین رہبر بھیس مین رہزنکی بیٹھے ہین

بگڑ کر جب وہ اُٹھے ہین تو دل بیٹھے ہین لاکھونکے
ہزارون فتنے اُٹھے ہین جہان وہ بنکی بیٹھے ہین

بڑے ہی قدردان کانٹے ہین صحرائے محبت کے
کہین گاہک گریبان کی کہین دامن کی بیٹھے ہین

ترے دروازے پر غنچہ نہین نظارہ بازون کا
یہ گلچین پھول چننے کو تری گلشن کے بیٹھے ہین

چھڑانا جان کا مشکل ہے کانٹون سے علائق کے
یہان سب کھینچنے والے مرے دامن کی بیٹھے ہین

کبھی ابھرے ہوی اُن جوبنوں پر یہ نئی پھبتی
کہ دو مالی یہ دو غنچے لیے سوسن کے بیٹھے ہین

امیر آتی ہے مجکو شرم اس محفل مین کچھ پڑھتی
کہ مین ناقص ہون اور کامل یہان ہر فن کے بیٹھے ہین

وہ دل کی تاک مین جب شوق سے بن ٹھن کے بیٹھے ہین
تو سو غمزون سے دل پر تیر اُس چتون کے بیٹھے ہین

اُدہر ہے عکس اِدہر وہ دونون بانکے بنکے بیٹھے ہین
غضب جوبن ہی دو دو گرز تو لے تنکے بیٹھے ہین

یہ آہو چشم جتنے کمر ڈ کیون مین بن کے بیٹھے ہین
وہ سب مارنے ہوی ظالم تری چتونکے بیٹھے ہین

وہ آمادہ سنورنے پر ہم آمادہ ہین مرنے پر
اُدہر وہ بنکے بیٹھے ہین ادہر ہم تنکے بیٹھے ہین

عداوت ہم سے کی جاتی ہے پردے مین محبت کے
اُٹھا کر ہمکو خود وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

اذیت سے نہین خالی کوئی فعل اپنا فرقت مین
اُٹھے ہین درد بنکر نقشِ حسرت بنکے بیٹھے ہین

یہ کیا بیہودہ فرمائش ہے اُس سے اے دلِ نادان
بھلا پردہ نشین باہر کہین چلمن کے بیٹھے ہین

اشارہ کرکے آئینے کی جانب کہتے ہین مجھسے
وہ دیکھو دیکھنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہین

جو میرا دل دُکھانا ہے مرے پہلو مین آبیٹھین
الگ پھر مجھسے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

وہ کہتے ہین اِدہر عاشق اُدہر عاشق کدہر جاؤن
دو طرفہ کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہین

بڑی سے آنکھ تیری بھی تو رونا تجکو آیا ہے
تری محفل مین ہم تصویرِ حسرت بنکے بیٹھے ہین

وہی انصاف سے کہدین کہ ہے کسکی جگہ اچھی
بغل مین آنکی ہم پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا بے پردہ کوئی جلوہ اُس کا دیکھ سکتا ہے
یہ کیا کم ہے کہ ہم نزدیک اُس چلمن کے بیٹھے ہین

وہ آئینے مین پیاری شکل اپنی دیکھ کر بولے
کہ یہ ہین کون میرے گھر مین جو بن ٹھن کے بیٹھے ہین

دل آغاز و شبابِ عمر کے بھولے مزے کیونکر
جوانی کے وہ سکتے نقش پر بچپن کے بیٹھے ہین

وہ رُخ غارتگرِ جان ہے تو خطِ سبز پھر کیسا
تماشا ہے کہ خضر آغوش مین راہزن کے بیٹھے ہین

لگے جھکنے نہ آہِ آتشین کا دل دہلتا ہے
وہ رکھکر ہاتھ پتھر پر مرے مدفن کے بیٹھے ہین

نکال آنکو جو غیرت ہو کہ اے قاتل تری ارمان
ترے کشتے کی تربت پر مجاور بن کے بیٹھے ہین

نہین انے ماہ وش یہ آسمان پر جا بجا تارے
یہ کیا بے وقت کی اے حضرتِ دل آپکو سوجھی
کڑی منزل ہی بڑھاپا ہون کی جو موت آئی تو یہ سطے ہو

پتنگے کچھ تری شمعِ رخِ روشن کے بیٹھے ہین
اُٹھے ہین روٹھکر اب آپ جب وہ منکے بیٹھے ہین
تھکے ماندے مسافر منتظر راہ رنکے بیٹھے ہین

امیر اچھی غزل ہے داغ کی جسکا یہ مصرع ہے
بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھہ مین ہے تنکے بیٹھے ہین

مفت وہ کس کی جان لیتے ہین　　دے کے منہ مین زبان لیتے ہین
آزمایش مین جان لیتے ہین　　خوب آپ امتحان لیتے ہین
ناتوانی سے ہم حسینون بین　　چھانٹ کر دہان پان لیتے ہین
فقرے فقرے مین دل پہ ہین چوٹین　　باتون باتون مین جان لیتے ہین
وصل مین کچھ نہین نہین ہی نہین　　مانتے ہین تو مان لیتے ہین
پیر ہوتے ہین جو شباب کے بعد　　تیر وے کرکمان لیتے ہین
طعنے دیتے ہین عشق مین بے مہر　　چٹکیان مہربان لیتے ہین
سوزِ دل اُس پری سے کہنے کو　　شمع سے ہم زبان لیتے ہین
دختِ رز کی جو بات آتی ہے　　مغبچے خوب چھان لیتے ہین
کس سے سیکھے ہین ظلم پوچھو تو　　کس کا نام آسمان لیتے ہین
ساتھہ مستون کے مفت مین تاسنی　　دخترِ رز کو سان لیتے ہین
لبِ میگون و خطِ سبز کے مست　　مے مین سبزی بھی چھان لیتے ہین
ہر قدم پر برنگِ نقشِ قدم　　دم ترے ناتوان لیتے ہین
وصل مین بھی جھجک نہین جاتی　　پھیر کر منہ وہ پان لیتے ہین
کیون سراپا نہ جان ہون معشوق　　سارے عالم کی جان لیتے ہین
میکشون کو عروجِ مستی مین　　ہاتھون ہاتھہ آسمان لیتے ہین

ہم سند کے لیے لغت مین امیر
فصحا کی زبان لیتے ہین

وصل مین یون وہ جان لیتے ہین
ضبط کا امتحان لیتے ہین

دل تو لیتے ہین جان بوجھ کے پھر
بن کے انجان جان لیتے ہین

دل بچے کس طرح حسینون سے
ملکے سب چھین چھان لیتے ہین

نہین ساقی یہ قلقل مینا
ہچکیان میجبان لیتے ہین

میری ہر بات پر ہین سو سو عذر
غیر کی خوب مان لیتے ہین

ہو کے برباد تیرے خانہ خراب
لامکان مین مکان لیتے ہین

ہاے کیا دلبری کی ہین گھاتین
دم دلاسے مین جان لیتے ہین

یہ ملا اوج خاکساری سے
کہ قدم آسمان لیتے ہین

نقد دل دے کے منہ حسن سے ہم
کیا اُنکیلا جوان لیتے ہین

چھوڑتے ہین وہ سینے مین پیکان
دلدہی کر کے جان لیتے ہین

ہر گھڑی یہ چھیڑ ہے شب وصل
ہم یہ رخصت کا پان لیتے ہین

دہن زخم چوستے ہین وہ تیغ
کیا مزے بے زبان لیتے ہین

پھیر دین دل نہین جو اُن کو پسند
کیون عبث ہونکی جان لیتے ہین

چوم کر خط و رخ کو اُس گل سے
اُلٹے ہم پھول پان لیتے ہین

مردم دیدہ پہلے گرو نظر
ق
سات پردون مین جہان لیتے ہین

تب مزہ دیکھ جمال کا تیری
دور سے میری جان لیتے ہین

تاک کر دل مرا کہا کہ امیر
ہم تو ایسا جوان لیتے ہین

غش مین گر لخلخہ زلف سنگھاتے بھی نہین
جائیے جائیے ہم آپ مین آتے بھی نہین

بت بنے بیٹھے ہین کچھ بات بتاتے بھی نہین
اور یہ غصہ کہ مین روٹھا تو مناتے بھی نہین

کچھ وفا کچھ ہے حیا جان ہے کس مشکل مین
دل سے جاتے بھی نہین آنکھ مین آتے بھی نہین

نیمجان کرکے مجھے سر پہ کھڑی ہین چپکے
ہاتھ اُٹھاتے بھی نہین ہاتھ لگاتے بھی نہین

روٹھنا روز کا ٹھہرا ہے تو یہ سن رکھیے
روز کے روٹھنے والے کو مناتے بھی نہین

آگے آئینے کے بیٹھے ہین جھکائے آنکھین
چوٹ کھاتے بھی نہین چوٹ لگاتے بھی نہین

اپنے پہلو مین بٹھاتے نہین عاشق کو مگر
بیٹھ جائے تو مروت سے اُٹھاتے بھی نہین

اُن نگاہون سے جوانی مین حیا کہتی ہے
جاؤ اب پردے مین ہم تمکو بٹھاتے بھی نہین

نکلے ہی پڑتے ہین محرم سے اُچھلتے دیکھو
شرم کی بات ہے تم ان کو دباتے بھی نہین

جی دھڑکتا ہے کہ چوری نہو دل کی ثابت
منھ سے انکار بھی ہے آنکھ ملاتے بھی نہین

پرسشِ حشر مین جو کی تو وہ مجھ سے بولی
تم کھڑے دیکھتے ہو اور بتاتے بھی نہین

ہیچ ہین حور و پری لیلی و شیرین سے کیسے
ایسے دلبرون کو تو وہ دھیان مین لاتے بھی نہین

ہنس ہی دین دیکھ کے رونا نہ کرین ہمدردی
مجکو رونا تو یہی ہے کہ رلاتے بھی نہین

آکے تربت پہ مری کہتے ہین لو اُٹھ بیٹھو
ابتو مدت ہوئی ہم تمکو ستاتے بھی نہین

پھیر دو دل جو نہین دیتے ہو بوسہ یہ کیا
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہین

ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اُٹھے
مارے اس ڈر کے جنازے پہ وہ آتے بھی نہین

زاہد وحق تو یہ ہے تم ہو بڑے بے توفیق
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہین

جب سے عاشق بنے ہوے پھول پہنا کیسا
کپڑے وسواس سے پھولون مین بساتے بھی نہین

لطف مرنیکا دکھائین کسے فرقت مین امیر
نہین آتے وہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہین

اے خوشا غم ہوئی الجھن جو سر مو دل مین
بڑھتے بڑھتے وہی آخر ہوئی گیسو دل مین

انکھڑیان تیری ہین نظرون مین مری تو دل مین
سیر ہے آنکھون مین پریان ہین پریرو دل مین

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہِ ابرو دل مین
جال لائے ہین بچھانے کو وہ گیسو دل مین

ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا
کوئی پہلو کے بدلنے کا بھی پہلو دل مین

گرمیان کر کے رلاتے ہو مجھے یاد رہے
چھالے ڈالین گے یہ جلتے ہوے آنسو دل مین

جوڑ پورا دلِ صد چاک کا ہو اچھا ہے
ساتھ شانے کو بھی رکھئین وہ گیسو دل مین

ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین
اُٹھ بھی اے دردِ دل اب کیون ہے پڑا تو دل مین

کرتی ہے آنکھ تری داغِ محبت پیدا
گُل کھلاتی ہے تری نرگسِ جادو دل مین

طرفہ سانچا ہے غم و دردِ محبت جس سے
ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین

ہو گئے مست سب اُٹھی جو تری رُخ سے نقاب
رنگ اس پھول کا آنکھون مین گیا بو دل مین

ہے نگہ تیر ادا تیر بلا تیر قضا
دل ہے پہلو مین مرے تیر سے پہلو دل مین

ناوکِ ناز ہے آواز تری چھاگل کی
اے پری بن گئے پیکان تری گھنگرو دل مین

کرتے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت
دو دو آئینے لیے آئے ہین زانو دل مین

دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو مانگا پانی
ضبطِ الفت نے کہا قید ہین آنسو دل مین

کھینچکر سرمے کا دنبالہ دکھائی مجھے آنکھ
پھر گئی کوکبِ دمدار کی جھاڑو دل مین

ناز انداز ادا غمزہ کرشمہ شوخی
لیکے آیا ہے پریخانہ پریرو دل مین

کہتے ہین تیر و کمان دونون ہین میری مری ایں
جھوٹی باتین ہین نہ مژگان ہی نہ ابرو دل مین

اب خدا حافظ و ناصر مرے ارمانون کا
پھانسیان لیتے ہوئے آئے ہین گیسو دل مین

پر لگی جان جو آیا تری افشان کا خیال
سارے آہون کو شرر بن گئے جگنو دل مین

ناوکِ ناز و ادا کا ترے اندر سے ادب
حسرتین جتنی ہین بیٹھی ہین زانو دل مین

کونسی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز
مردہ دل مین نہ ہے نگہ دلمین ہی ابرو دل مین

آنکھ اس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہو امیر
اسی کھڑکی سے اُتر آتا ہے جادو دل مین

طرفہ آیا ہے پہنچنے کا یہ پہلو دل مین
تیر جاتے ہین چھری بنکے وہ ابرو دل مین

جھوٹے موتی جو سمجھتا ہے انہین تو دل مین
اور اس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دل مین

غمزہ اُس شوخ کا کہتا ہے ادا سے اُسکی
چٹکیان لو مین کلیجے مین تو لے تو دل مین

حکم ہے ضبطِ محبت کا کہ ہو راز نہ فاش
آکے آنکھون مین پلٹ جاتی ہین آنسو دل مین

شوخی اُس شوخ کی آنکھون کے تصور مین بھی ہے
بھرتے ہین چوکڑیان آکے یہ آہو دل مین

ڈیوڑھی سے شاہ نشین تک ہو مہک پھولونکی
آنکھون مین وہ گلِ رخسار ہون خوشبو دل مین

سلسلہ دیکھنے اشکون کا یہان آبیٹھو
خوب آتی ہے نظر سیر لبِ جو دل مین

خالی معشوق سے عشاق کہین رہتے ہین
دہیان تیرا ہے جو اے یار نہین تو دل مین

سروِ گلزار سے فردوس سے طوبیٰ اُکھڑے
پر جما ہی رہا ہے وہ قامتِ دلجو دل مین

طفلِ اشک اُٹھکے جو دوڑین تو سنبھالے اُنکو
اب تو اتنا بھی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے قاتل
کسیر اب کھینچے ہین چھریان تری ابرو دل مین

نکل اے یاس کہ ہے وصل مین ارمان کا ہجوم
اب جگہ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دل مین

ایک ایک ان مین شرارہ تھا جہنم کا امیرؔ
آگ لگجاتی جو رہجاتے یہ آنسو دل مین

وہ رخ و زلف نہ تڑپائین یہ ممکن ہی نہین
ہاے راتین بھی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین
پھولنے پھلنے کی اب دن ہی نہین سن ہی نہین

دیکھیے محکمۂ حسن سے کیونکر ہو نجات
مجرمِ عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذب دل اُن سے یہ کہتا ہے کہ اب کیون آئی
تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین

یون تو سلجھیگا نہ اُلجھا ہوا بوسون کا حساب
سہل سا گر نہین تعداد دن تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین مرے محبوب کی ہے لاکھ بناؤ
سُرمے مسّی سے سنورنیکے ابھی دن ہی نہین

اُن سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے
بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

دار فانی میں پتا اُس کا میں کس سے پوچھوں
سب ہیں پردیسی یہاں کا کوئی ساکن ہی نہیں

میرے آغوش میں آنیکو جو وہ اُٹھتے ہیں
ناز کی کہتی ہے بیٹھو بھی یہ ممکن ہی نہیں

نالہ کش دل کو نہ دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہاں کوئی موذن ہی نہیں

جب کہا میں نے کہ اب رحم ہے واجب بولے
آپ واجب کہیں یا فرض یہ ممکن ہی نہیں

اے صنم وصل میں کیا قید کہ ٹھہرے کسدن
سب دن اللہ کے ہیں کوئی بُرا دن ہی نہیں

وہ جفا کو ابھی جب آتیں نہ وفا کو سمجھیں
بارہویں سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہیں

تیغ قاتل ہے کبھی مجھسے اجل روٹھی ہے
کس کا احسان اُٹھاؤں کوئی محسن ہی نہیں

غیر کے پاس سے اُٹھکر جو میں اُن سے لپٹا
بولے پریاں بھی بنی آگ کی ہیں جن ہی نہیں

اُن سے ہر وصل کی درخواست وہ جو چاہیں کہیں
غمزہ کیوں بیچ میں بول اُٹھتا ہے ممکن ہی نہیں

صنعتِ کاتبِ قدرت ہیں رُخ و خط دونوں
وہی اس متن کا شارح بھی ہے ماتن ہی نہیں

بے جگہ شام ہوئی جاتی ہے جنگل میں امیر
ہائے کیا پہنچیں گے منزل پہ کہ اب دن ہی نہیں

ردیف واو

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات میں لذت ہی اگر دل میں مزا ہو

ہم تم ہوں شبِ وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہو ادب دُور حیا تم سے جدا ہو

آئے جو مری لاش پہ وہ طنز سے بولے
اب میں ہوں خفا تم سے کہ تم مجھسے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہی کہتا ہی مرا دل
اس پردے میں اللہ کرے میری قضا ہو

مہمانِ چمن آج ہے میرا گُلِ نازک
کہدو کہ دبے پاؤں روان بادِ صبا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سنا شورِ قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دمِ نزع کہا ہنسکے سرہانے
پریوں کو تو چاہا بہت اب حور و نکو چاہو

کیا شوق تہا مرقد سے قیامت میں میں پہنچا
کہتا ہوا اب وعدۂ دیدار وفا ہو

جھنجھلا کے سزا دین وہ مجھے ہاتھ سے اپنے
ایسی کوئی اے دل جو خطا ہو تو مزا ہو

ہر رنگ مین ہو یار نیا رنگ تمہارا
بے پردہ جو شوخی ہو تو در پردہ حیا ہو

وحشت کو مرے ساتھ مری دفن نہ کرنا
گھر خانہ خرابی کا مری گھر سے جدا ہو

تو صورتِ دریا ہے حباب اہل جہان ہین
تیرا ہے تری راہ مین سر جسکا فدا ہو

ہنس ہنسکے چھری پھیر گلے پر مری قاتل
آخر کی تڑپ ہے یہ کچھ اسمین تو مزا ہو

نیرنگیِ حسن انکی یہ کہتی ہے شبِ وصل
چتون مین شرارت ہو تو آنکھونمین حیا ہو

رحم اس دلِ پر داغ پر اے الفتِ مژگان
کانٹونمین نہ کھینچ اسکو جو پھولونمین تُلا ہو

اس وہم سے گندھوائی مین چوٹی کو وہ جھٹکر
مشاطہ کا بہروپ نہ عاشق نے بھرا ہو

اُٹھ جاتی ہین محفل سے جو ہو جاتی ہے گل شمع
ڈرتے ہین کہ مجھسے نہ ملی بادِ صبا ہو

کیا ربط ہے سینے سے کھنچے تیر تو پیکان
ناوک سے جدا ہو مری دل سے نہ جدا ہو

لایا مہِ نو بدر کا آئینہ بغل مین
اتنا بھی نہ اپنا کوئی مشتاقِ لقا ہو

کیا ہاتھ مین درکار امیر انکو ہے مہندی
چھو لین گلِ عارض تو وہی رنگ حنا ہو

بھولے وہ آئے جو ناصح مری سمجھانیکو
کون ہو تم نہ ستاؤ مرے دیوانے کو

گھر سے ہم نکلے تھے مسجد کی طرف جانیکو
رند بہکا کے ہمین لیگئے میخانے کو

تو نے کمبخت کبھی پی ہی نہین کیا تجھے قدر
محتسب دیکھ مری آنکھ سے پیمانے کو

زلفین آتی نہ بڑھا ہے وہ بہت زار و نحیف
بیڑیان چاہیے ہلکی ترے دیوانے کو

یہ زبان چلتی ہے ناصح کہ چھری چلتی ہے
ذبح کرنے مجھے آیا ہے کہ سمجھانے کو

ہٹ گئی عارضِ روشن سے تمہارے جو نقاب
رات بھر شمع سے نفرت رہی پروانے کو

شمعِ دولت ہے جہان آپ ہی آ رہتے ہین لوگ
بزم مین کون طلب کرتا ہے پروانے کو

چشمِ ساقی کی ادا نے مجھے مے نوش کیا
دخترِ رز آکے لگا لیگئی میخانے کو

مے کہان فرقت ساقی مین میسّر ہم کو
رکھکے ہم سینے پہ سو رہتی ہین پیمانے کو

گو رمین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
ناصح آپہنچے یہان بھی مرا سر کھانے کو

شور ہو حق ہے یہان بڑہ کے دہانِ زاہد سے
اپنی مسجد سے لڑا لے مرے میخانے کو

آج کچھ اور بھی پی لون کہ سنا ہے مین نے
آتے ہین حضرت واعظ مرے سمجھانے کو

باغبان ہاتھ لگاتا نہین پھولونکو ترے
آنکلتا ہون کبھی دل کی مین بہلانے کو

وہ کہان دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر
آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھکے پیمانے کو

رات دن خال و خط و زلف کا رہتا ہی خیال
گھیرے رہتی ہین بلائین تری دیوانے کو

جابجا گل نہین چھلے کے بدن پر یہ امیر
کیاریان پھولون کی ہین جی مرا بہلانے کو

بولے وہ مین نے کہا جی کے جو بہلانے کو
منہ لگاتے نہین دشمن مرے دیوانے کو

ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رتبہ ہے
لیے وضو مین کبھی چھوتا نہین پیمانے کو

موے مژگان یہ نہین گرد تری آنکھون کے
غول پریون کے ہین گھیرے ہوئے میخانے کو

چھیڑ ہر بات مین اچھی نہین اے ناصح
چٹکیان لینے کو آیا ہے کہ سمجھانے کو

دل مین تیرا جو تصور ہے تو اے رشکِ پری
دیکھنے آتی ہین پریان ترے دیوانے کو

بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا بھی پائی
آگ مین پھونکدیا شمع نے پروانے کو

مے پلانے کو جو ہوتی ہے رقیبون کی طلب
زہر تھوڑا سا عنایت ہو مجھے کھانے کو

آگئے نزع مین تم راہ سفر کی کھوٹی
رک رہے تھم گیے تیار تھے ہم جانے کو

بخت وا ژون کو کرا اے ساقیِ دوران سیدھا
کیا کرون لیکے مین اُلٹے ہوے پیمانے کو

خونِ الفت مین وہ ہے کونسی نعمت جو نہین
خونِ دل پینے کو ہے لختِ جگر کھانے کو

میری آتش قدمی سے نہین واقف حداد
کیون ڈالے گی یہ زنجیر کے ہر دانے کو

بجلیان جان پہ توبہ کی گرانے کے لیے
بدلیان گھیرے ہوے ہین مرے میخانے کو

اب خدا چاہے تو مقتل مین اٹھین جوبن ہے
زاہد ظلمت سب جسے سمجھے ہو سحاب رحمت

برق دم تیغ ہوئی ہو مرے تڑپانے کو
سے اُڑی ہے یہ صبا دو شبہ پہنچانے کو

یار کو محفلِ خوبان سے اُڑا لائے امیر
لیچلے لوٹ کے ہم آج پری خانے کو

صدقے مین مُرغِ دل کو ہمارے رہا کرو
عصمت یہ اُنسے کہتی ہے اب تم حیا کرو
چلتے ہو ساتھ میری جناری کے ہے یہ خوف
شوخی یہ ہے کہ دیکے وہ عاشق کو گالیان
لوہم تو آگے جاتے ہین صحرائے عشق مین
جب پوچھتا ہون مین کوئی تدبیر وصل کی
پردے مین تم ہو اُسپہ یہ عالم ہے حُسن کا
ہم مانگتے ہین بوسہ تو جھنجھلا کے بدزبان
کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر
جب پوچھتا ہون اُنسے دوا دردِ عشق کی
مشکل ہے اُس سے حضرتِ دل یون تو رسم و راہ
کہتے ہین بزم مین تو تمہارا یہ رنگ ہے

تم بادشاہِ حسن ہو اسکو ہما کرو
نامِ خدا جوان ہوے ہو حیا کرو
ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو
کہتے ہین شاہ جی مری حق مین دعا کرو
یارو تم اپنے پانون سے کانٹے جدا کرو
کہتے ہین بت کہ اپنے خدا سے دعا کرو
پردے سے باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو
کہتا ہے اپنے منہ سے جو چاہو بکا کرو
اپنی طرف خیال تم اے مہ لقا کرو
کہتے ہین پہلے ہوش کی اپنے دوا کرو
پہلے تم اپنے درد سے دل آشنا کرو
تنہا جو مجکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ الفت کی وان امیر
کہتے ہین ہم سنین نہ سُنین تم کہا کرو

اے تیغِ یار ملکے گلے سے جُدا نہو
وہ کیا خرامِ ناز ہے جو فتنہ زا نہو
حُسن و وفا کا ساتھ تو اے دل ہوا نہو

اب روٹھنے کا وقت نہین ہے خفا نہو
وہ فتنہ کیا ہے جس سے قیامت بپا نہو
معشوق نام اسیکا ہے جس مین وفا نہو

میری نگاہِ یاس کی اک چوٹ کھا تو لے
بیدرد پھر مین دیکھون کہ درد آشنا نہو

چٹکا چمن مین غنچہ تو بولا جھجک کے یار
ٹوٹا کہین مرا ہی یہ بندِ قبا نہو

موسیٰ پڑے ہین غش مین تڑپتی ہی برقِ طور
پردہ تمہارے رخ سے کہین ہٹ گیا نہو

ہنستے ہین اوچھی زخم تو خوش ہو کے تو بھی ہنس
یہ تو ہنسی کی بات ہے ظالم خفا نہو

اے ضعف اسقدر تو گھلا میرے جسم کو
آئینے مین بھی شکل مری رونما نہو

ہر وار مین نمک کی بھی چٹکی چلی ہی جائے
کس کام کی تڑپ ہے وہ جس مین مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہون جو اُنکی طرف امیر
کہتے ہین دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکم دربان کا ہے عشاق سے سر کو سر کو
ہائے جائین یہ کہان چھوڑ کے تیرے در کو

بدشگونی دمِ رخصت نہ کرو گرم نہو
ٹھنڈے ٹھنڈے مری جان جاؤ سدھارو گھر کو

ہند مین آکے ہے آئینہ مصاحب اُن کا
مژدہ دے روم مین جاکر کوئی اسکندر کو

تھا وہ پیاسا جو گیا خلد مین دل نے پوچھا
پہلے تسنیم کو پی جاؤن کہ مین کوثر کو

معتکف حجرون مین بن بنکے جو بت بیٹھے ہین
کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو

کون میخوار ہے ذی رتبہ جہان مین مجہسا
تاک دیتا ہے کنیزی مین مجھے دختر کو

ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا
پھینکدے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو

محتسب نے تو کیا دونون کا خون اے ساقی
روئین میخوار نہ ہے شیشے کو یا ساغر کو

ملکے بیٹھا ہین شبِ وصل تو جھنجھلا کے کہا
دم گھٹا جاتا ہے گرمی سے ذرا تو سر کو

پھیر کر گردنِ بسمل پہ جو رک جاتے ہین
ذبح کرنے کا سکھاتے ہین چلن خنجر کو

سیر ہی ایذا کا ہے کب وادیِ وحشت خواہان
پاؤن سے کہتی ہین کانٹون کی زبانین سر کو

پھیرنا آنکھ کا اچھا نہین مجھسے قاتل
پھیر دے اس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اس قدر ہے ادب پیرِ مغان مجکو امیر

سب بے وضو ہاتھ لگاتا نہین مین ساغر کو

آج وہ چھاؤن مین تارونکی سدہارے گھر کو
لگ گئی آگ دھندلکے مین ہمارے گھر کو

ہاے برسات کی رُت مین وہ سدہارے گھر کو
پھونکدے پھونکدے ای برق ہمارے گھر کو

کوسے قاتل کو چلین ہم تو عدم کو پہنچین
راہ جاتی ہے اُدہر ہوکے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دلِ خانہ خراب
پوچھتا تم سے ہے رستے مین تمہارے گھر کو

راہ میخانے کی رسم بھول گئے ہین زاہد
لے تو اب اُٹھکے جو پہنچا دے ہمارے گھر کو

دل جو پھنکجاے تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا
خوش ہون مین آگ لگادے کوئی سارے گھر کو

دیکھو اب خانہ خرابی سے مجھے لیجاے کہان
نگھرا کرکے تو ہین آپ سدہارے گھر کو

گھر سے ہم وادیِ وحشت کی طرف چل نکلے
چھوڑکر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

ڈوبتا دل کا جو اشکون مین ہمین یاد آیا
رو دیے دیکھکے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہے یادِ وطن مجھ سے نہ رُوٹھ اب مَن جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

مین نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑکر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بر دوش ہین ایسے کہ بگولے کی طرح
بادِ صرصر لیے پھرتی ہے ہمارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جو ایسی دوبھر
کیا ہوئی ہمسے محبت تھی جو سارے گھر کو

جب اُترتی ہین فلک سے تو یہین آتی ہین
تاک رکھا ہے بلاؤن نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گران ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

خیر دل کی نہین افشان کے تصور مین امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

مسجدون مین نہ بے محل بیٹھو
زاہدو میکدے مین چل بیٹھو

یارو پڑھتا ہون مین غزل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر مین مستو نہ آج کل بیٹھو
فصلِ گل ہے چمن مین چل بیٹھو

دیکھو نکلی شہید ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو

کہہ رہی ہے یہ سوزن ساعت
چلنے والو نہ ایک پل بیٹھو

جب مین اُٹھتا ہون کوے قاتل سے
روک کر کہتی ہے اَجل بیٹھو

شوق دیدار کا تقاضا ہے
حشر مین سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھ سے رہ رہ کر
دیکھو اُٹھتا ہون مین سنبھل بیٹھو

وہ جو اُٹھتے ہین فتنے کہتے ہین
ہے تمھین سے چہل پہل بیٹھو

بزم ماتم کسی کی سونی ہے
دو قدم پر تو گھر ہے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئنہ آیا
چوٹ پڑ جاے گی سنبھل بیٹھو

یاد احباب رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے مین اب تو چل بیٹھو

دونون ہاتھون سے تھام لو دل کو
آہ کرتا ہون مین سنبھل بیٹھو

بیقرارون کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی چلمن سے تم نکل بیٹھو

کشتۂ ناز کے ہین پھول ابھی جان
جی مین آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد مین دل گرفتہ امیر
کسی بھٹی پہ کیون نہ چل بیٹھو

راز توحید کا جو ظاہر ہو
ایک منظور اور ناظر ہو

کوس رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شب فرقت دراز ہے دیکھین
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو

سخت منزل ہے امتحان کی جگہ
ٹھہرے ایوب سا جو صابر ہو

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
ہاے قاتل پہ لوٹتا سر ہو

اپنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر بیگانہ تم مسافر ہو

اوّل عشق مین یہ حال امیر

تم تو آغاز ہی مین آخر ہو

نہ آؤ تم تو مزاجِ چمن بحال نہو / شجر نہال نہو گل کا چہرہ لال نہو

ہے ایک عمر سے مہمان اسی ملال نہو / شبِ فراق مین ذکرِ شبِ وصال نہو

نکل چلی ہے بہت تیغِ ناز دیکھ ای یار / کوئی غریب کہین بے چھُری حلال نہو

یہ غیر سے ہے محبت کہ مین جو ہون بیمار / وہ دیکھنے کو نہ آئین جو غیر حال نہو

جو اوچھی زخم بھی ہنستے ہین مین یہ ڈرتا ہون / ہنسی ہنسی مین کسیکو کہین ملال نہو

یہ چاہتا ہے تحیّر کہ دونون ہون تصویر / اُدہر جواب نہو کچھ ادہر سوال نہو

دمِ خرام یہ کہتی ہے پاؤن کی چھاگل / وہ سرفراز نہین ہے جو پائمال نہو

خوشی کی دل مین تمنا بھی کر نہین سکتا / خیال ہے ترے غم کو کہین ملال نہو

کرو بناؤ سنوارو تم اپنے گیسو کو / پر اسقدر کہ پریشان کسی کا حال نہو

عروسِ مرگ سے بھی مین لپٹ نہین سکتا / خیال ہے کہ اُنہین اور کچھ خیال نہو

ہٹی جو زلف یہ چہرے کی روشنی پہلی / مین ڈر گیا کہین صبحِ شبِ وصال نہو

ترے مریضِ محبت کو کوئی کیا جانے / وہی بتاے گا یہ حال جسمین حال نہو

یہ ہمکو رہتا ہے اظہارِ دوستی مین بھی خوف / کہ دشمنون کو تمہارے کہین ملال نہو

بہت ہوئی ہین زمانے مین لوگ شادیٔ مرگ / شبِ وصال ہے اپنا کہین وصال نہو

نمودِ خطِ رخِ یار سے ہے خوف امیر
کہ خضر کو بھی کہین زندگی وبال نہو

مار ہی ڈالتے ہین گیسوون والے دل کو / پیچ پر پیچ ہین اللہ بچا لے دل کو

کیسے الفت مین پڑے جان کے لالے دل کو / اِس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو

ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا / درد ہی اُٹھکے سنبھالے تو سنبھالے دل کو

تاک کر تیر ہی سینے پہ لگائے ظالم / یون ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری — تجھسے روٹھا ہے مری جان منالے دل کو
ناوکِ ناز پر ایسا ہے بھروسا مجکو — مفت بھی لو تو کرون اُسکے حوالے دل کو
تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو — کس توقع پہ کوئی پیچ مین ڈالے دل کو
ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہین — ہاے چھلنی کیے دیتے ہین یہ چھالے دل کو
اُنکے گیسو تو بلا ہوکے پڑے ہین پیچھے — بے ڈسے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دل کو
کوئی پامال بھی کرنے کو نہین لیتا ہے — مجکو دو بھر ہے کرون کس کے حوالے دل کو
تیری خلخال کی آواز سے چیخ اُٹھتا ہے — تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتے ہین نالے دل کو
دل کیا نذر جو مین نے تو کہا اُٹھلا کر — جان اپنی بھی جسے دو بھر ہو وہ پالے دل کو
مغبچے دخترِ رز سے ہین لگاوٹ مین سوا — تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو
تم جو پوچھو تو کرے کون تمناے اجل — جان بھی دین نہ قضا کو جو ادا والے دل کو
ہوگیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہے ہے — کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو
اسکو زنجیر مین جکڑے گی گلے کی زنجیر — طوق پہنائین گے وہ کان کی بالے دل کو
اپنے مطلب کی انھین آتی ہین کیا کیا گھاتین — ناز سے مانگتے ہین نازونکے پالے دل کو
چکھ چکا خوب محبت کے مزے دل دے کر — لاؤ جاؤن مین کرو میرے حوالے دل کو
سخت نادان ہے کہ ملتا ہے وہ پاؤن کے تلے — کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگالے دل کو
وہ دمِ رقص جو ہر بار لگائین ٹھوکر — پھر کہان تک کوئی سینے مین سنبھالے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حسن کس کام کا جو آن نہو — کیا وہ معشوق جسمین شان نہو
اے جنون لیچل اب وہان کہ جہان — یہ زمین اور یہ آسمان نہو
اُسکی تصویر لیکے سوتا ہون — کہین وہ شوخ بدگمان نہو

یون مٹا الفت خدا مین خودی ۔ نام باقی رہے نشان نہو
ہم رہین تم رہو وصال رہے ۔ غم نہین ہے جو یہ جہان نہو
ہو رہین ہم تو اے صنم تیرے ۔ تو ہمارا خدا کی شان نہو
وہ بھی معشوق ہے کوئی معشوق ۔ جسمین جوبن ہو آن بان نہو
زلف مجھ زار کو دکھائی واہ ۔ اُسپہ سودا ترے جسمین جان نہو
مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ ۔ میفروشی کی یہ دُکان نہو
وہ اُٹھاتے نہین مرا مردہ ۔ کہتے ہین دیکھو ہمین جان نہو
ستیون کا عروج کیا جب تک ۔ پاؤن کے نیچے آسمان نہو

ہین جو آیا کہا یہ اُسنے امیر
دیکھنا یہ وہی جوان نہو

مُنہ دکھا دو جو ہم ندیدون کو ۔ تو جِلا لو اجل رسیدون کو
ملتے ہین تربتون مین عیدونکو ۔ کیا خوشی ہے ترے شہیدون کو
کہتے ہین رشک سے کہ لپٹی ہین ۔ حسرتین کیون مرے شہیدون کو
تو وہ بت ہے جو کعبے جا نکلے ۔ بت بنا دے خدا رسیدون کو
ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین ۔ کیا مزے ہین ستم کشیدون کو
نامہ بر لا مرے خطون کا جواب ۔ پھاڑ کر پھینکدے رسیدون کو
اِس ادا سے کیا شہید اُسنے ۔ خونبہا ملگیا شہیدون کو
دیکھ لے حال شمع و پروانہ ۔ گھر جہنم ہے زن مریدون کو
سیر فردوس و سایۂ طوبیٰ ۔ ہو مبارک ترے شہیدون کو
اور تو آسرا نہین کوئی ۔ یاس ہے آس ناامیدون کو
آئنہ خانے مین وہ کہتے ہین ۔ کوئی دیکھے تو ان ندیدون کو

چشم بد دور اب تو حورین بھی ۔۔۔ گھورتی ہین ترے شہیدون کو

جتنے بت ہین یہان وہ جنت مین ۔۔۔ سب ملین گے خدا رسیدون کو

قفل خاطر تو کیا کھلے گا امیر ۔۔۔ آزماتے ہین ہم کلیدون کو

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائین مجکو ۔۔۔ پہلے لے لینے دو جی بھر کے بلائین مجکو

دیکھے اُن زلفون کو دل جان مصیبت مین پڑی ۔۔۔ لپٹی جاتی ہین زمانے کی بلائین مجکو

حکم دے عفو کو یارب کہ کرے مطلع صاف ۔۔۔ مرگ کے بعد بھی گھیرے ہین خطائین مجکو

ہاے وہ لوگ جو رکھتے تھے مدام آنکھون مین ۔۔۔ اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نہ پائین مجکو

دلکو بند ہجاتا ہے جس شب ترے گیسو کا خیال ۔۔۔ نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جانان مین امیر ۔۔۔ کیا نگہبانون کی طاقت کہ اُٹھائین مجکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو ۔۔۔ جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو

عکس آئینہ سے وہ کہتے ہین ۔۔۔ تم بھی کیا مجکو پیار کرتے ہو

ہے جو نفرت امیدوارون سے ۔۔۔ کیون پھر اُمیدوار کرتے ہو

دل کے دو ٹکڑے اک نگہ مین کیے ۔۔۔ اور پھر آنکھ چار کرتے ہو

بنکے انجان مجھ سے کہتے ہین ۔۔۔ سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو

ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی ۔۔۔ منتین تم ہزار کرتے ہو

روز آنے کو جب کہا بولے ۔۔۔ اک تمھین مجکو پیار کرتے ہو

تم ہو خنجر ہے مین ہون قتل کرو ۔۔۔ کس کا اب انتظار کرتے ہو

مین نے تعریف حُسن کی تو کہا ۔۔۔ کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کس کو دل دیا ہے امیر

جان کس پر نثار کرتے ہو

میکشو الجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
منہ کی کھائیگا جو آئے تمپہ منہ آنے بھی دو

آنسو نکلے ایک چھینٹے میں بجھا دونگا مین آگ
آتش افروز انکو بھڑکاتے ہین تو بھڑکانے بھی دو

خوف کیا تنہا ہے وہ مجمع یہان ہے میکشو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو

وہ خطِ عارض وہ گیسو دیکھکر آیا خیال
غول پریون کا ہے اُسکی ساتھ دیوانے بھی دو

تحنتِ دل میرے جو دیکھے ہنسکے اُس گل نے کہا
پھول یہ بے فصل کے ہین انکو مرجھانے بھی دو

آؤ ہم تم میکشو مسجد سے میخانے چلین
یہ جو سر سجدون مین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو

کون پوچھے گا تمہاری نغمہ سنجی کے حضور
زُہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو

ابروون کو اور آنکھونکو تو اُنکی دیکھیے
ساتھ ہی دو مسجدونکے ہین یہ میخانے بھی دو

حضرتِ دل اب تو چندے ربط پریون سے رہے
حورین جنت مین جو گھبراتی ہین گھبرانے بھی دو

تنگ ہوکر کہتی ہے مشاطہ اُن سے بار بار
اسقدر الجھو نہ صاحب بال سُلجھانے بھی دو

بوسہ لب لیکے خود ہی بن گیا ہے بت امیر
بات کیا ہی تم بھی چپکے ہو رہو جانے بھی دو

دیکھ سکتے نہیں پیاسا مرے آنسو مجکو
روز دیجاتے ہین پانی کوئی چلّو مجکو

پھولونکی سیج سے آتی ہے تری بو مجکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجکو

آبرو دے نگہِ لطف سے گر تو مجکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورتِ ابرو مجکو

سُرمگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
گھورتے ہین یہ جگاے ہوے جادو مجکو

کشتہ ہون دہشتِ طرزِ نگہِ قاتل کا
خطِ شمشیر ہے موجِ رمِ آہو مجکو

ہون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
پھولون مین چھوڑ دیا توڑکے بازو مجکو

چتونین چلتی ہین لے لیکے نکیلی چھریان
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجکو

گھر سے کیون مجلسِ منعم مین لیے جاتی ہے حرص
یار زانو سے بٹھائے گی دو زانو مجکو

لوٹتا ہے دلِ دیوانہ لپٹنے کے لیے
ساونلے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

چوہکر آنکھون مین رکھہ لون انہین تیلی کیطرح
یاد دلواتے ہین جگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کیا ہے مجھے حاجتِ دریاے عرق
آپ لے ڈوبے گا میرا عرقِ رو مجکو

آرسی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
دیدے پھوٹین ترے کیون گھورتی ہی تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ جمکر بیٹھے
دردِ دل ایسا بتادے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمدِ پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنا دے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھہ کے روتا ہون ہنسی ہوتی ہے
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سمجھے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھکے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شرمِ عصیان نے بنایا ہے لبالو مجکو

میکشِ زار ہون بستر ہے مجھے چادرِ آب
ہے حبابِ لبِ جو تکیۂ پہلو مجکو

کون پہنچاے مجھے کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش بہاکر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اے درد نہ دے تو مجکو

عالمِ عرش مین بھی ہے الفتِ گیسو مجکو
چاہیے لخلخۂ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہی ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دباکر تہِ زانو مجکو

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اُسکی
شیر کے منہ پہ لگا لے گئے آہو مجکو

نگہِ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اُسکی
کہ اچھوتا مرا اپنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہرِ دندان کی لین
طبعِ سنجیدہ کی ہاتھہ آئی ترازو مجکو

عاشقِ چشم ہون دل لوٹ کے رہجاتا ہے
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہو جاتا ہے اُچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکتِ جم
ٹاٹ مسند ہے سبو تکیۂ پہلو مجکو

چشم و ابرو کے اشارون سے ہوا یہ ثابت
زیر شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجھکو

بار بار اُس گُلِ خوبی کا سمٹنا شبِ وصل
یاد دلواتے ہین سرما کے لحبالو مجھکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ ختن سے احباب
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجھکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہوا سنجیدہ
طالعِ بد نے کیا سنگِ ترازو مجھکو

آبرو جان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبو کر مرے آنسو مجھکو

اس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آے تری بو مجھکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کے مارے
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھکے آہو مجھکو

روح ہوتی ہے جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اسی دن کے لیے لائی تھی یہان تو مجھکو

پھونک ہی دیتی مجھے گرمیِ رخسار امیر
اپنے سایے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجھکو

حسرت آئی یہ انہین دیکھکے بسمل مجکو
چلئے بلا ایسا ہی ملجاے کوئی دل مجھکو

دیکھتا نیند جو آئی دمِ بسمل مجکو
اپنے زانو پہ سلا رکھے گا قاتل مجھکو

تو ہو کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا تجکو ملے اور ترا دل مجھکو

بوسے پر بوسے دمِ ذبح اشارون مین لیے
اچھی سوجھی یہ تہِ خنجرِ قاتل مجکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجھکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمیِ محفل مجکو

پھر مزہ تجکو چکھادون مین دل آزاری کا
چار دن کو بھی جو ملجاے ترا دل مجھکو

کچھ اس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہِ خنجرِ قاتل مجکو

شبِ غم کون ترس کھا کے ہے رونیوالا
کبھی رو لیتا ہون مین دل کو کبھی دل مجھکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقشِ قدم
پاؤن رکھتا ہون جہان ملتی ہی منزل مجکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنے گھر مین
گھر تلک آکے مرے لب گئی منزل مجکو

بن سنور کر جو نکلتے ہین ادہر سے وہ کبھی
گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو

دستِ بازو کی ہو خیر اور لگا دے اک ہاتھ
میرے بیدرد نہ جا چھوڑ کے بسمل مجکو

اُسکی رحمت سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
پھر ہے سب سہل کڑی ہے یہی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سے حاصل مجکو
پھیر دو پھیر دو اے جان مرا دل مجکو

غنچے حورون کے جو فردوسِ برین مین دیکھے
یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو

سانس کے ساتھ رگِ جان سے لہو آتا ہے
نیشتر بنکے نہ چھیڑا اے خلشِ دل مجکو

اُسکے خنجر نے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون
وجد مین آتے ہین کیون دیکھ کے بسمل مجکو

ہون وہ مجنون کہ جو لیلی کی طرف جاؤن
اُٹھکے تعظیم کو لے پردۂ محمل مجکو

اس تمنا مین کہ ملجائین مجھے اُٹھ نہ سکا
ہوے اُترے ہوے ہار اُنکے سلاسل مجکو

دشتِ وحشت مین یہ آنکھون مین بسی ہی لیلی
ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو

وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ
نکلی مین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو

وہ نزاکت سے یہ کہتی ہین نہ پہنونگا مین ہار
عکس دانتون کا پہنا دے گا حمائل مجکو

تشنہ لب دیکھکے کہینچا مجھے خنجر کیطرف
لیگیا پاس مین قاتل لبِ ساحل مجکو

شوقِ نظارۂ لیلی جو بنائے اندہا
سُرمہ دے دوڑ کے گردِ پسِ محمل مجکو

شوقِ پابوس کیکا ہے مجھے دشت مین
پاؤن چومے گی جو پائے گی سلاسل مجکو

گڑگڑا کر کچھہ انداز سے بوسہ مانگا
بھیک دینے وہ بڑھے جانکے سائل مجکو

ساری دنیا مجھے اس پردے مین اللہ نے دی
کر دیے آنکھون مین رکھ لینے کے دو تل مجکو

یاد اُس شوخ کی تڑپاتی ہے اسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

کم نہین ہوئے کمر سے جسمِ لاغر دیکھ لو
فرق کیا ہے ہوگئے ہم تم برابر دیکھ لو

میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
اک ذرا آئینہ اپنے آگے رکھکر دیکھ لو

دیدۂ بلبل سے نظارہ رخِ گل کا کرو
فاختہ کی آنکھہ سے قدِ صنوبر دیکھ لو

نزع مین ہچکی جو آئی اُسنے کوٹھے سے کہا
سر اُٹھا کر اک ذرا نیچے سے اوپر دیکھ لو

باغ مین تم نے کیا طاؤس کو تو پائمال
کوہ پر ہے کبک اب اُسکو بھی چلکر دیکھ لو

حسن مین بیجا ہے یکتائی کا دعویٰ جانِ من
اک حسین ہے اور آئینے کے اندر دیکھ لو

نزع مین جاتے تو ہو بالین سے مجھ بیمار کے
اک نظر آنکھون کا صدقہ اور پھر کر دیکھ لو

سوچ کیا نظارۂ برقِ تجلی مین اسیر
کھولدو آنکھین دکھائے جو مقدر دیکھ لو

ہو وصل پر دُوئی کی کہین اُس مین بو نہو
تو ہو تو مین نہون مین اگر ہون تو تو نہو

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو
قابل نماز پڑھنے کے مسجد مین تو نہو

پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہین مجھے
اے دردِ دل جدا مرے پہلو سے تو نہو

وہ گم شدہ ہون مین کہ اگر چاہون دیکھنا
آئینے مین بھی شکل مری رو برو نہو

قاتل لگا رہا ہے جو تیغِ نگہ سے زخم
منظور ہے کہ چاکِ جگر مین رفو نہو

ملنا تو کیا حنا کو لگا مین نہ ہاتھ وہ
جب تک شریکِ خونِ ہزار آرزو نہو

مسجد مین مین نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج
مے لاؤن میکدے سے جو آبِ وضو نہو

مہندی لگاتے ڈرتے ہین کہتے ہین باربار
شامل کسی شہید کا اِس مین لہو نہو

غش آگیا ہے مجکو گمان اور کچھ نکر
اچھا ہون مین اُداس مری جان تو نہو

شاخین اِسکی ہین یہی جڑ ہے فساد کی
پہلو مین دل نہو تو کوئی آرزو نہو

تو ہو تو بتکدہ مجھے کعبے سے کم نہین
کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے مین تو نہو

مین اُن کو دیکھتے ہی جو کل لوٹنے لگا
بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم
دوڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحنِ چمن ہو ابر ہو شیشہ ہو جام ہو
یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہاے مین نے جو محفل مین تو کہا
دیکھ اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو

کہتے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر
یہ شرط ہے کہ آگے کوئی آرزو نہو

ساری یہ چمک دمک تو انہین موتیون سے ہے
آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئنے کے یہ دل ہی امیر کا
پہچان لے جو وہ تو کبھی رو برو نہو

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہی دم لیلو
نہ چھیڑونگا مین جیسی چاہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہِ لطف ہی پر دلِ صنم لیلو
تمہارا مال ہے تم دیکے قیمت بیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے
کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مرے جاتی ہو دم لیلو

سوئے میخانہ آ نکلے جو قاضی دخترِ رز بولی
بڑے مرشد ہین حضرت میکشو اٹھو قدم لیلو

زمین گور ہی مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے
اُتر جائے تھکن آگے کڑی منزل ہی دم لیلو

خدا نے دن یہ دکھلایا کہ وہ بت میہمان آیا
ملے تو شیخ سے کہہ سُنکے دو دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرتِ مجنون کہ آئی نجد مین لیلی
نہ پہنچے ہاتھہ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراقِ یار کا دن کم نہین عاشور سے نالو
اُٹھاؤن تعزیہ مین اپنے دل کا تم علم لیلو

دکھانا ہے جو زورِ نشۂ بسم اللہ میخوارو
فلاطون سے نہ ہاتھہ آئے اگر خُم جامِ جم لیلو

نہ ملنے تک یہ لے شیخِ حرم سارا تقدس ہے
برہمن دے تو سجدے کرکے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسمانو خاک مین گر جاؤ تم ساتون
جو میرے سر سے اپنے سر پہ میرا بارِ غم لیلو

چمن سے پینے کو ہے میکشو برسات مین لازم
نہ بیچے تو کرایہ دیکے رضوان سے ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اُس ترک کے کشتون کی اے عیسیٰ
کہان تک تم کہو گے مُنہ سے تھک جاؤگے دم لیلو

غرض تو میکشو مستی سے ہے تکرار سی حاصل
ملے پیرِ مغان سے جسقدر مے بیش و کم لیلو

ہم اُسکے قد کے ہین عاشق ہمین کیا غیر سی مطلب
عبث کہتی ہی یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امیر اُس عیسیِ دوران کو خط لکھنا جو ہو ہمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سے قلم لیلو

جو وقت بوسہ ایذا ہو ذرا بھی لعلِ جانان کو
گہر کیطرح پیسون توڑ کر مین اپنے دندان کو

اُتارا دل مین آنکھین دیکھکر اُس شاہِ خوبان کو
جگہ پہلو مین دی پریون کی لالچ سے سلیمان کو

گلون سی جا کے مین نی داغ دل اپنے ملائی تھے
نہین شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو

خدا نے حسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے
یہ نعمت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہی مہمان کو

لہو رو رو کے ان آنکھون سی ایسے گل کھلائی ہین
چمن سے دیکھنے آتے ہین گلچین میرے زندان کو

اجل آئے کہین پیری مین ہم اس دردسی چھوٹین
شکستہ حال اب دیکھا نہین جاتا ہی دندان کو

مین اُٹھتا ہون تو کانٹے پاؤن پڑ پڑ کر یہ کہتے ہین
اجی بیٹھو بھی کیون ویران کرتے ہو بیابان کو

جب اگلی صحبتین یاد آتی ہین یارانِ رفتہ کی
نکلکر گہر سے دیکھہ آتا ہون مین گورِ غریبان کو

تسلی یادِ رخ مین جب کسی صورت نہین ہوتی
تو بوسہ دیکے آنکھون سے لگا لیتا ہون قرآن کو

وہ آنکھین تاکتی ہین اوٹ سی مژگان کی دل میرا
کہ پریان جھانکتی ہین ان جھرونکو نسے سلیمان کو

اگر یون ٹھنڈکی جیسے دل مین وہ مژگان کھٹکتی ہی
مژہ کی طرح رکھہ لون آنکھہ پر خارِ مغیلان کو

سوا اب خاک ہو نیکے نہین حسرت کوئی باقی
کہ مٹی ہو گیا جی دیکھکر گورِ غریبان کو

قیامت سے نہ دون تشبیہ اُسکی چال کو کیونکر
اُٹھا کر راہ مین چلتے ہین فتنے جسکے دامان کو

تڑپتا جاتا ہون لذتِ ناوک سے ای قاتل
نہ مین سوفار کو جانون نہ پہچانون مین پیکان کو

گیا مین بزمِ جانان تک تو بولے وہ سکندر ہی
اُٹھاؤ آئینے کو بیٹھنے دو میرے حیران کو

مین اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہون دیوانہ
چھپائے رکھتی ہی پردے مین عصمت جسکے دامان کو

عبث ترکش مین قاتل رکھہ رکھے زنگ لگتا ہی
مجھے دے چیر کر پہلو مین رکھہ لون تیر پیکان کو

تصور قید مین ہے ای امیر اک بت کی آنکھو کا

پریخانہ بنا رکھا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنے عیبون کا خیال آئے نہ انسانکو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھسے محبت مین تو بھوکا ہون محبت کا
اُٹھا رکھین یہ منعم اپنی نعمتہاے الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تہا مین بھی آتا ہون
مبارکباد دے آئے کوئی گورِ غریبان کو

نہ جانے دین نگہبان مجکو زندان سی نہین پروا
مری زنجیر کے نالے تو جاتے ہین بیابان کو

مین اے بُت مصحفِ رُخ کو ترے چھو کر ہوا مجرم
مسلمان رات دن بوسی دیا کرتے ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقتِ صید یاد آئی
دہانِ زخم نے چوسا مزے لے لیکے پیکان کو

خیال آسودگانِ خاک کا دل سے نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گورِ غریبان کو

پری کو بھی اُترتے یون نہین دیکھا ہے شیشے مین
عجب انداز سے تو نے اُتارا دل مین پیکان کو

اُن آنکھونکی نظر بازی مین دل کھویا گیا میرا
نگاہون مین اُڑا کر لیگئین پریان سلیمان کو

جو ملتا ہے یہ مہندی مین تو مہندی رنگ لاتی ہے
پسند اسواسطے کرتے ہین وہ خونِ شہیدان کو

جگر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تیغِ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ دُھن ہی اُسکی پیکانکو

دبا رکھا ہے اسنے ایک مدت سے گلا میرا
کوئی جھٹکا تو دے لے پنجۂ وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہے وصل کی شب کچھ تو بڑھ جائے
مری خاطر سے دم بھر کھول دو زلفِ پریشان کو

بہارِ گل مین کام آئے ترے اے پنجۂ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اِسلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر تیرے وحشی نے
ہلایا زلزلے نے صبح تک دیوارِ زندان کو

بہت ہی زور پر دستِ جنون ناصح الگ رہنا
ترا دامن نہ پکڑے چھوڑ کر میرے گریبان کو

ہوائے گل اسے کہتی ہین اے بلبل کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہے ہر طاؤس ساتھ اپنے گلستان کو

مین وہ بدست وحشی ہون جو میرا دسترس چلتا
بناتا بوتلون کی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

امیر ایسی کہان قسمت کہ پہنچون اُڑکے پھولون تک
کبھی چاکِ قفس سی جھانک لیتا ہون گلستان کو

گرد اغیار بیچ مین تو ہو
ہائے کیونکر قضا پہ قابو ہو

جام ہو شیشہ ہو لبِ جو ہو
یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو

بوسہ کب چاند سی جبین کا لیا
کیا سبب ہے کہ چین بابرو ہو

آئنہ اور وہ رُخِ روشن
شانہ ہو اور اُس کا گیسو ہو

عشقِ ابرو ہے عاشقو مشکل
تیغ باندہو جو زورِ بازو ہو

بات کہتے زبان کٹتی ہے
کس سے تعریفِ تیغِ ابرو ہو

کیا تمہارا ملے چمن مین نشان
رنگ مین رنگ بُو مین تم بُو ہو

عاشقِ چشم بھی شراب پئین
جائے ساغر جو چشمِ آہو ہو

پاس سے تم اُٹھو تو دل بیٹھے
کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو

قد ہے طوبے تو لب ترے کوثر
وہی فردوس ہے جہان تو ہو

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سر بزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو
شام ہی سے ہے یہ دہمکی کہ سحر ہونے دو

ناوکِ ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو
کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو

دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین
یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو

وصل ہو قتل ہو جو مدنظر ہو ہو جائے
یا ادہر ہونے دو یا مجکو اُدہر ہونے دو

جسنے یہ درد دیا ہے وہ دوا بھی دیگا
لا دوا ہے جو مرا دردِ جگر ہونے دو

مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے
ہونے دو سارے زمانے کو اُدہر ہونے دو

تلملانے مین تڑپنے مین کمی کی کس دن
ہے جو اُسپر بھی خفا دردِ جگر ہونے دو

کبر سب خاک مین ملجائے گا مغرورون کا
اک ذرا گورِ غریبان مین گزر ہونے دو

ذکر رخصت کا ابھی سے نہ کرو بیٹھو بھی
جانِ من رات گزرنے دو سحر ہونے دو

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہو گا ہم سے
لاکھ نازک سہی حسینون کی کمر ہونے دو

تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر جیجئے
میرے دل تک تو ذرا اُسکا گزر ہونے دو

شوق سے تم ہو در و بام پہ سر گرم خرام
دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو

وصل دشمن کی خبر مجھسے ابھی کچھ نہ کہو
ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو

ہاے وہ وصل کی شب اُنکا ادا سے کہنا
باندھنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو

جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین
رتجگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو

آنے دو آنے دو زلفونکو ذرا گالون پر
شاہد شب کو ہم آغوش سحر ہونے دو

خواب مین آکے وہ بولے مری ارمانون سے
بیخبر کو نہ خبردار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینون کو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیف ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دختر رز کی ادا تو دیکھ
واعظ ذرا سی چکھے تو اس کا مزا تو دیکھ

اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہی گھر مین کیا
بلبل کا سن نہ حال چمن کی فضا تو دیکھ

بت سنگ طور کے ہین نرے سنگ ہی نہین
زاہد کدھر خیال ہے نور خدا تو دیکھ

وہ رخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن
کعبے کا دیکھنا نہ سہی کا لکا تو دیکھ

اب تو نہ بند کر رہ میخانہ محتسب
نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھ

اُس بتستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پہنچا کہان رسائی ذہن رسا تو دیکھ

چمن مین غیر بھی آئے جو میرے یار کے ساتھ
ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھ

خزان مین کہیے نہ بلبل سے چہچہانے کو
کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھ

کیا وہ نالہ کہ دل سے نکل گئین بچانسین
ہوا مین اُڑتے ہین خس جسطرح غبار کے ساتھ

فراق سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا
ہمین تو روتے ہین شمعِ سرِ مزار کے ساتھ

چرائے رنج و مشقت سے جی نہ طالبِ عیش
کہ نوش نیش کے ہمراہ گُل ہے خار کے ساتھ

شبِ وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے
مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ

بجا ہے آنکھ جو ہے جوشِ گریہ سے بے نور
نظر بھی بہ گئی ہے آنسوؤن کے تار کے ساتھ

عدم کو روح گئی رہ گیا تنِ خاکی
پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

زرا ہوئے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر پھر گئین آنکھین نگاہِ یار کے ساتھ

رکھتے ہو رقص مین جو کمر پر اُٹھا کے ہاتھ
موئے کمر سے باندھو گے دُزدِ حنا کے ہاتھ؟

چھوئین جو اپنے ہاتھ سے اُس دلربا کے ہاتھ
سارے جہان سے بیٹھ رہین ہم اُٹھا کے ہاتھ

ڈھکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ
دے ڈال جام کھینچ نہ ساقی بڑھا کے ہاتھ

اب تک تو تیغِ یار سے موڑا نہین ہے منہ
آئندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ

کچھ بھی ہوئی جو دست درازی شبِ وصال
چینِ جبین سے اُسنے چھُری لی بڑھا کے ہاتھ

ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھکر وہ چھیپ جائے
سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اُٹھا کے ہاتھ

لین اُسنے ہاتھ اُٹھا کے جو انگڑائیان کبھی
جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑھا کے ہاتھ

کب سی ہے اُچھلتے ہین ڈوبے ہوئے نصیب
دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ

دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کر دیا
کتنون کو تمنے ہاتھ سے کھویا دکھا کے ہاتھ

دیکھی جو اُسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق
کیا چاندنی ہے توڑ لیے تارے بڑھا کے ہاتھ

وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسیکا بس
جلاد بیٹھ بیٹھ گئے سب تھکا کے ہاتھ

کہتا ہے قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار
بدنام ہائے مفت ہوئے ہم لگا کے ہاتھ

قاضی کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل
بنت العنب پڑی ہے عجب پارسا کے ہاتھ

بس مین مرے نہ موت ہے میری نہ زیست ہے
یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

بے کار عشق میں نہ گئیں میری ہڈیاں
بھیجا سگِ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ

خون اُسنے میرے دل کا کیا ہے یہ کون ہے
مہندی سے نے باندھو کیون ہین مرے دلربا کے ہاتھ

تارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے ؛؛
سورج یہ لے رہا ہے بلائین بڑھا کے ہاتھ

یہ دل چرا چرا کے گئے اسنے دیدیے
خالی ہین دیکھنے مین تو دزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اڑا رہا ہے تو کچہ غم نہین امیر
خط لکھ کے بھیجدونگا مین پیکِ صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اسے دھیان ہے کچھ
دل کو سمجھایئے کسطرح یہ انسان ہے کچھ

کرکے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے
کون تعظیم کرے اسکی یہ قرآن ہے کچھ

نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے
لاابالی ہین ترے رند نہین ارمان ہے کچھ

سبز عمامہ ہے بسنتی ہے عبا۔ ریش سپید۔
نو بنو رنگ مین واعظ کی عجب شان ہے کچھ

کرکے زخمی مجھے مقتل سے چلا ہے قاتل
دوڑ کر کوئی یہ کہدے کہ ابھی جان ہے کچھ

غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا
شیر کے منہ مین چلا ہے اے نادان ہے کچھ

ہو نہو آئی ہے اُس کوچۂ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہے امیر آج پریشان ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
طرفہ نکالا آپ نے جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

گُل رُخ نازک زلف ہے سنبل آنکھ ہے نرگس سیب زنخدان
حسن سے تم ہو غیرتِ گلشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ساقی بزمِ روز ازل نے بادۂ حسن بھرا ہے اسمین
آنکھین ہین پیمانہ شیشہ ہے گردن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

قہر غضب ظاہر کی رکاوٹ آفت جان درپردہ لگاوٹ
چاہ کے تیور پیار کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ

غمزہ اُچکا عشوہ ہے ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین
چور نگاہین تار ہے رہزن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

نور کا تن ہے نور کے کپڑے اسپر کیا زیور کی چمک ہے
چھلے کنگن آگے جوشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

جمع کیا ضدین کو تمنے سختی ایسی نرمی ایسی ؛؛
موم بدن ہے دل ہے آہن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر ہین یا معشوق کا گہنا
صاف ہی بندش مضمون روشن ماشاءاللہ ماشاءاللہ

ردیفِ یاے تحتانی

کیون وصل کی جب رخ کو خبر کی
آمد ہے جو شام سے سحر کی

کیسی اُڑتی دلن ترانی
تھی ایک صدا اِدھر اُدھر کی

اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا
پہچانین نہ چُھبین مرے جگر کی

خط لیتے ہی چل دیا عدم کو
اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی

نیرنگیِ چار باغ عالم
گدڑی ہے ترے گدای در کی

کچھہ میری سُنو کہو کچھہ اپنی
باتین نہ کرو اِدھر اُدھر کی

خط یار نے اُس طرف کیا چاک
یان اُڑ گئین دھجیان جگر کی

دن بھر مجھے رکھتی ہین پشیمان
شرمائی وہ چتونین سحر کی

ہر بات مین ہو زبان سے نکلا
جب ہمنے کہی کہی اُدھر کی

غفلت مین نہ کھو شباب اے دل
یہ رات ہے جان عمر بھر کی

سینے مین نہین ہے داغ ظالم
اُبھری ہین یہ چٹکیان جگر کی

چھاگل کا یہ شور ہو شبِ وصل
آواز سنون نہ مین گجر کی

عنقا جسے جانتا ہے عالم
پرچھائین ہے وہ تری کمر کی

آنکھین کھولین بھی بند بھی کین
وہ شکل نہ سامنے سے سرکی

ہنگامۂ حشر کو جو دیکھا
ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی

شام شبِ ہجر و عمر آخر
امید امیر کیا سحر کی

دوسرا کون ہے جہان تو ہے
کون جانے تجھے کہان تو ہے

لاکھہ پردون مین تو ہے بے پردہ
سو نشانون پہ بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت مین تو ہے جلوت مین — کہین پنہان کہین عیان تو ہے
نہین تیرے سوا یہان کوئی — میزبان تو ہے میہمان تو ہے
جسم کہتا ہے جان ہے تو ہی — جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے
نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھ — جلوہ فرما یہان وہان تو ہے
رنگ تیرا چمن مین بو تیری — خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرمِ راز تو بہت ہین امیر
جسکو کہتے ہین راز دان تو ہے

جتنی کمی کہ نامہ سیاہی مین رہگئی — اُتنی ہی دیر عفوِ الٰہی مین رہگئی
حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی — کچھ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی
صدشکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوے — حرمت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی
آنکھ اُسنے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست — آدھی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی
تھی زار کوے یار مین کیا جان اپنی خاک — اتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی
دی بھی تو قدِ یار کو طوبےٰ سے دی مثال — پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی
دیکھو تعلیان مری قندیلِ آہ کی — کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی
ڈوبے ہوے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح — کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی
بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس سے ہوئین دوچار — چونک چمک کے سیاہی مین رہگئی
ساحل پر آکے تمنے دکھائین وہ شوخیان — پُتلی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی
ابلیس اُدھر تھکا تو مرا دل ادھر تھکا — دو ہاتھ چل کے رہزن و راہی مین رہگئی
منہ روزِ حشر موڑ گئی تیغِ یار بھی — چلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی
صدشکر منہ سے نام محمد نکل گیا — بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی
غالب ہمارے فقر مین نالون کا اپنے رعب — آواز دب کے نوبتِ شاہی مین رہگئی

ابرو پر اُسکے آگئی اُڑ کر ہوا سے زلف
کیا رویتِ ہلال سیاہی مین رہگئی

اللہ رے انقلاب محل ہے نہ قصر ہے
تربت فقط عمارتِ شاہی مین رہگئی

صد شکر حق نے میری تواضع قبول کی
اچھی تھی شے خزانۂ شاہی مین رہگئی

امید ناخدا کی کہان بحرِ عشق مین
ہان اک خدا کی آس تباہی مین رہگئی

اظہارِ جرمِ عشق مین کی آہ نے کمی
ایسی زبان درازگواہی مین رہگئی

پردے سے اُسکی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپ کر صفاتِ نامتناہی مین رہگئی

آئینہ ترے حُسن کا دل بھی ہے جگر بھی
ہے ایک ہی صورت کہ اِدہر بھی ہے اُدہر بھی

خورشید بھی اُس نور کا مظہر ہے قمر بھی
اے بے بصرو کچھ تمھین آتا ہے نظر بھی؟

ساقی ہون تری بزم مین مین تشنہ جگر بھی
صدقے تری آنکھون کے کوئی جام اِدہر بھی

تو چشمِ سخنگو سے مجھے پوچھ دے اتنا
مین باتین ہی باتین کہ ہے کچھ مدِ نظر بھی

کُھلائے چلے جاتے ہین گُل کسکی ہے آمد
گھبرائی ہوئی پھرتی ہے کچھ بادِ سحر بھی

کیا پاس نہین میرے جو تم غیر سے مانگو
پہلو مین مرے دل بھی ہے سینے مین جگر بھی

اللہ رے ناطاقتی و ضعف کا عالم
مین کیا کہ پہنچتی نہین وان میری خبر بھی

مُنہ مہرِ فلک کا جو اِدہر کو نہین پھرتا
شاید کوئی معشوق تمھین سا ہے اُدہر بھی

کیا جانیے کیا حال ہے یارانِ عدم کا
اک عمر ہوی ہے نہین آئی ہے خبر بھی

وہ چہرۂ پُر نور ہے اک برقِ تجلی
کس آنکھ سے دیکھو مین ٹھہرتی ہے نظر بھی؟

بتخانے سے دل اپنا نہ کعبے سے پھرا ہے
کچھ سوچ کے انجام اِدہر بھی ہے اُدہر بھی

رُک رُک کے جو چلتا ہے گلے پر مرے خنجر
کچھ دل مین ہے قاتل کے ترحم کا اثر بھی

کِس کِس کا گلہ کیجیے یارب کہ شبِ وصل
دشمن ہے موذن کیطرح مرغِ سحر بھی

کیا تنگ ہی جلاد مری سختیِ جان سے
ہر وار پہ کہتا ہے کہ ظالم کہین مر بھی

جوبن مری آنکھون مین پھرا گنبدنون کا
گدرائے ہوے باغ مین دیکھے جو ثمر بھی

رفتار تری دیکھ کے کہتے ہین فرشتے
اللہ غنی ایک ہی فتنہ ہے بشر بھی

مقصود مزہ ہے تو امیر اور کہو شعر
ہونگے انھین پھولون انھین پتون مین ثمر بھی

خیرون سے ہین باتین بھی عنایت کی نظر بھی
پر دیکھتے جاتے ہین کنکھیون سے ادھر بھی

پیری مین بھی جائیگی جوانی کی نہ غفلت
اللہ ہے جو آنکھ کھلے وقت سحر بھی

سچ کہدو نکل بھاگے ہو تا بوسے یہ کیسے
لب خشک ہین ایجان پسینے مین ہو تر بھی

جانا ہے مجھے وعظ کی محفل مین نہ کر دیر
ساقی مے گلرنگ سے ساغر کہین بھر بھی

جب قتل کو آیا ہے مرے غمزۂ قاتل
کیا تیز چھری کھینچ کے نکلی ہے نظر بھی

کیا غم ہے خزان مین جو نہین طاقت پرواز
نکلین گی جو کلیان تو نکل آئین گے پر بھی

معلوم نہین کس کو کیا قتل کہ ڈر کر
غائب ہے دہن یار کا روپوش کمر بھی

جاتا ہے جو ہستی سے عدم کو نہین پھرتا
بے شبہہ کوئی شہر ہے دلچسپ ادھر بھی

ہے شوق جو بالونکے بڑھانے کا تو ایجان
پیدا کرو اس بوجھ اٹھانے کو کمر بھی

پہلو مین مرے رہتے ہین جی دیتے ہین انپر
دل ہو کہ جگر دونون ادھر بھی ہین ادھر بھی

بیمار مین کس کا ہون کہ آئے جو مسیحا
تعظیم کو اٹھا نہ مرا درد جگر بھی

ڈرتا ہون شب وصل کہ تقدیر بری ہے
آئے نہ کہین شام کے ہمراہ سحر بھی

ان آنکھونکی الفت مین ہوا ہو نہین یہ لاغر
کالی مرے دب جانیکو ہے گرد نظر بھی

ڈرتے ہین سیہ خانے سے میرے جو یہ دونون
منہ پھیرے ہوے شمس بھی جاتا ہی قمر بھی

رخ عرش کی قندیل ہے قد شمع تجلی
اللہ کی قدرت کا تماشا ہے بشر بھی

فرقت مین امیر ایسی برستی ہے اداسی
روتے ہین مرے حال پہ دیوار بھی در بھی

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا بھی اُمید بر آئے

آمد ہو شبِ وصل کی سُن لے مرے گھر مین
اللہ رے ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دمِ نزع
ہچکی ہی آلہی کوئی وقتِ سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودیِ عشق کے ہم پر
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدہر آئے

عاشق کی طرف خود نہین جاتے ہو تو کہدو
کچھ ناوکِ دلدوز ہی تسکین کر آئے

آئے وہ دمِ بازپسین یون مرے گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے پلین مری کیونکر اُتر آئے

ہمسائے ہی کے کوٹھے پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اونکے گھر چاندنی ہی میرے گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری اُمید بر آئے

یاد آئے اگر مجکو چمن کنجِ قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیمِ سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخمِ جگر چھیڑ رہی ہین
قاتل وہ لگا ہاتھ کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیر اُسنے بنا ہے کوئی الفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغِ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملائے چراغ محفل کے

شرمِ لیلےٰ تو مانعِ دیدار
مفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکھین جو طرزِ نالہ کشی
پھول مُنھ چوم لین عنادل کے

دل مین آکر نہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بن گئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیے مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین لیلےٰ مجنون کا
بیچ مین پڑ کے پردے محمل کے

غم کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہی دل کے

اب تو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے / چھاپے دے دیکر خونِ بسمل کے

ہون جو واقف جزاے احسان سے / ہاتھ چومین کریم سائل کے

کیسے مجنون کے بنگئے ہین رقیب / پاکے لیلی کو پردے محمل کے

حالِ دل درد و داغ سے پوچھو / یہ بڑے راز دار ہین دل کے

موت سے وہ جھجک کے کہتا ہے / ہٹ نہ آ پاس میرے بسمل کے

پوچھتے ہین وہ مجھسے عید کے دن / کہو کیا مل گیا گلے مل کے

تیر آتے ہی دل کو لے نکلے / آ چھپے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے تو لگا کہ **امیر** / آڑے آئیگی وقتِ مشکل کے

وہ بن سنور کے ادہر آتے ہین جفا کے لیے / مزے ہین آج دلِ درد آشنا کے لیے

خیال ہی ہین مزے وصل دلربا کے لیے / لیے ہین جو بوسے تو ہونٹون نے بھی چھپا کے لیے

مجاز مین بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر / بتون کی راہ مین پھرتے ہین ہم خدا کے لیے

خدا کی شان جو شوخی سے آشنا ہی نہ تھین / ترس رہی تھین وہی آنکھین اب حیا کے لیے

دہانِ زخم مین خنجر وہ رکھکے کہتے ہین / کہ لے زبان تجھے دیتے ہین مرحبا کے لیے

دکھاؤن گا شب وصل اُنکو پھول داغون کے / لگا رہا ہون یہ ڈالی اک آشنا کے لیے

یہ ہچکیان نہین آتی ہین نزع مین ہمدم / بٹھائی جاتی ہے ڈاک آمدِ قضا کے لیے

وہ آئین نزع مین چلتی نہین زبان نہ چلے / نگاہ پاس تو ہے عرضِ مدعا کے لیے

دمِ آخر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو / مسافرون پہ ترس کہا ذرا خدا کے لیے

نگاہ لطف بھی خالی نہین ہے شوخی سے / کسی ادا کو تو رکھہ چھوڑیے حیا کے لیے

یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاس بھی اب / دعائین مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے

دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہین / نشانے خوب ہین یہ ناوکِ جفا کے لیے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت
درست کرتی ہے کیون بار بار مشاطہ

یہ سب زبانین ہین اظہارِ مدعا کے لیے
شکست عیب نہین گیسوِ دوتا کے لیے

امیر کعبے کو جاتا ہون مین تو دیر سے بُت
پکارتے ہین اِدہر بھی ذرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل مین رُسوائی ہوئی

ٹھوکرین کھلوائے گی یہ چال اُٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پر اترائی ہوئی

آئنے مین ہر ادا کو دیکھ کر کہتے ہین وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان بلب حسرت بین پاتی ہے جو مجھ ناشاد کو
کیا ہنسی پھرتی ہے اُن ہونٹھون پر اترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یہ کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونو کی رسوائی ہوئی

کہہ تو اے گلچین اسیرانِ قفس کے واسطے
توڑ لون دو چار کلیان مین بھی مرجھائی ہوئی

مین تو رازِ دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیفِ مستی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ
اُنکو انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی

موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام
اک نگاہِ واپسین پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

کیون ترے لب پر تبسم مجلسِ ماتم مین ہے
یہ ہنسی بھی کیا مرے پھولون مین ہے آئی ہوئی

آنکھ اُٹھے پردہ ہٹے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ مین گھونگٹ کے آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ ری بیتابیِ شوقِ وصال
شرم بھی نیچی نگاہون سے تماشائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاو
ہائے رے بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھون نے کہا
ہین یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی

وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم بھی جائے تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی

اُٹھ گیا پردہ تکلف کا اُٹھے جب اُنکے ہاتھ
اُنکے حُسن و عشق مین شاید انگڑائی ہوئی

کیا پھلے پھولے گی امیدِ دلِ پُر آرزو
یاس کے دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اڑی عاشق کی تربت سی تو جھنجلا کر کہا۔
واہ سر چڑھنے لگی پاؤن کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے مین مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامنِ گلچین مین کچھ کلیان ہین مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہون ضبطِ نفس پاسِ ادب کے
پس پس گئی فریاد مرے ہونٹھون دب کے

وہ آکے تصور مین جدا ہو گئے کب کے
ہم لے رہے ہین بوسے ابھی تک رُخ و لب کے

غمزے رمضان مین ہین وہی بنتِ عنب کے
شعبان کے کام آے نہ اعمال رجب کے

ٹھہرین کہین محشر مین بھی بے جرم نہ مجرم
کشتے تری آزردگیِ غیر سبب کے

جس نخل کے سایے کے تلے راہ مین ٹھہرے
ہم راہروِ زار وہین رہ گئے دب کے

دیوانو گلستان کو چلو بادِ بہاری
پتے جو اُڑا لائی ہے خط ہین یہ طلب کے

اُٹھین تو وہ محشر مین ذرا چہرے سے پردہ
آگے ابھی ہو جائینگے پیچھے ہین جو سب کے

ایک ایک گھڑی روزِ قیامت سے بڑی ہے
کسطرح کٹین چار پہر ہجر کی شب کے

لین ساتھ مجھے ڈرتے ہین کیون حضرتِ موسیٰ
طالب ہین وہ خود دیدۂ دیدار طلب کے

بتلائین گے کیا مجکو یہ دربار کا آئین؛
خود ہوش ٹھکانے نہین خدّامِ ادب کے

آئینے حسینون تلک آنے بھی نہ پاتے
افسوس یہ ہے ہم ہوے حاکم نہ حلب کے

کس مے کے ہین سائل یہ حبابِ لبِ دریا
خالی ہے جو ایک ایک قدح ہاتھ مین سب کے

معشوقِ حقیقی مین بھی گرمی کی ہین باتین
قرآن مین بھی آئے ہین آیات غضب کے

واعظ کا کسے ڈر ہے جو ساقی ہے سلامت
ہم مست تو ملتے نہین گردون سے بھی دب کے

گھر بیٹھے ہمین ہاتھ لگی منزلِ مقصود
جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤن طلب کے

جب تیغ تری آکے گلے ملتی ہے قاتل
آتے ہین ہمین یاد مزے وصل کی شب کے

ہر ماہ مین دیکھا کیے وہ مصحفِ رُخسار
اس سال مین سب چاند ہوے ہمکو رجب کے

سُنتے ہین کہ آئینگے حسین فاتحہ پڑھنے
دن پھرتے نظر آتے ہین کچھ گور کی شب کے

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین / مین گو کہ تمہاری ہون نہ تم ہو مرے ڈھب کے
وہ فتنہ ہے تو تم ہو مین ترے چار عناصر / ہین قہر کے آفت کے قیامت کے غضب کے

باقی ہے امیر اتنو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رندو جو ملو حضرت قاضی سے تو دب کے / سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بنت عنب کے
دیوانو پری بن کے بہار آئی ہے اب کے / غمزے ہین قیامت کی تو عشوے ہین غضب کے
کیا دھب جنون وادیِ وحشت مین ہوا اب کے / کانٹے بھی مرے چھالون سے ملتے ہین تو دب کے
بتخانے مین آؤ کبھی اے حضرت زاہد / دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرت رب کے
سو لینے دے اے قبر ہم اٹھ لین تو دبانا / آئے ہین بھرے نیند مین جاگے ہوے شب کے
اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے او بت / جو بیٹھنے والے تھے تری بزم ادب کے
ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات / دو جام مرے پاس ہین یہ آپکے ڈھب کے
افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا / نقشے یہ اڑائے ہین تری بزم طرب کے
دل ہی مین رہے جاتے ہین سب حوصلے افسوس / کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے
ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ / دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے
معلوم نہین خونِ شہیدان کی تمہین قدر / مہندی بھی ہے یان باندھی ہوئی ہاتھ ادب کے
جی بھر کے تڑپتے انہین چھاتی سے لگاتے / دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے
جی چاہے جہان جائین حسین کون ہے مانع / ہمزاد نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے
ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو / سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے
ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خطِ شعاعی / لوگون کو خط آتے ہین اُدھر سے یہ طلب کے
زلفِ سیہ حور ہو یا تیرگیِ گور / دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے
زاہد انہین لوگون کو وہان چاہین گی حورین / جو چاہنے والے ہین یہان بنتِ عنب کے

شاخون پہ نہین پھول یہ تختون پہ ہین پر بان
ماتم مین مرے خاک ہوا نے یہ اڑائی

دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے اب کے
جو گاڑنے آئے تھے وہ خود رہ گئے دب کے

قرآن مین امیر آئے ہین حورون کے جو اوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حسنِ طلب کے

نازکی کہتی ہے تسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ درد نہین ہے کہ چھپا رہنے دے

خلشِ نوکِ مژہ کا نگرا ہے دل سے شکوہ
کیا مزے کی ہے یہ پھانس اسکو چبھا رہنے دے

ایدل اس دور مین ایسی نہین سنتا کوئی
تہ کر اس قصے کو اب ذکرِ وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اڑنے کی صبا
اک ذرا شاخِ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سرِ محشر نہ بلا داورِ حشر
مجکو تو خاک کے پردے مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چٹکی نہ رکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شبِ وصل
لے اڑین اور ادائین جو حیا رہنے دے

درد بیہودہ مرے دل کو ستاتا کیون ہے
چپ پڑا ہے یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اٹھاتی ہے مجھے اس در سے
ضعف کہتا ہے نہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مری اے دزدِ حنا رہنے دے

کثرتِ رنج سے [illegible] نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کھا اے یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گورِ غریبان کو تو برباد نہ کر
اس لٹے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہے مزے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامنِ گلچین پر امیر

ذکر پھولون کا یہان بادِ صبا رہنے دے

لوٹ ہو جس پہ تبسم وہ دہن کسکا ہے
باتین مُنہ چومین وہ اندازِ سخن کسکا ہے

فتنے پستے ہین یہ بے ساختہ پن کسکا ہے
حشر کی کچھ نہین چلتی یہ چلن کسکا ہے

پوچھ اے تیغِ ادا تیغ قضا سے چل کر
تیرے چلتے ہوے فقرونمین چلن کسکا ہے

تو اُسے لاے مرے گھر نہین باور آتا
یہ نیا شعبدہ اے چرخِ کہن کسکا ہے

پھونک دیتی ہے دو عالم کو ہوائے دامن
تجھ مین اے گرمیِ رفتار چلن کسکا ہے

بات پھنس پھنس کے نکلتی ہے ہنسی پس پس کر
اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کسکا ہے

چُبھ رہی ہین دلِ پُرداغ مین پلکین کس کی
تُلتے ہین پھولونمین کانٹے یہ چمن کسکا ہے

گھر اُجڑتے بھی ہین بستے بھی ہین لیکن ای روح
جو اُجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کسکا ہے

دیر سے ہم گئے کعبے کو تو کعبے نے کہا
آئیے رہیے یہ گھر قبضۂ من کسکا ہے

تیر چُٹکی مین کمان ہاتھ مین نخچیر قریب
انتظار اب تجھے اے تیرفگن کسکا ہے

مین تو ہون غش مین وہ کہتے ہین سُنگھا کر مجھے
بُوجھ تو جاؤ کہ یہ سیبِ ذقن کسکا ہے

نظر آتی ہے کہین جب نئی چادر کوئی
دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کسکا ہے

دیکھکر خط ترے گالون پہ یہ کہتی ہے بہار
کانٹے پھولونسے ہین نازک یہ چمن کسکا ہے

بُولے مجھ زار کی تربت مین نکیرین امیر
لاش تو ہے نہین خالی یہ کفن کسکا ہے

نہ سُنے دردِ دل مرا نہ سُنے
مین کہون گا سُنے وہ یا نہ سُنے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سُنے
ایسی حسرت بھری صدا نہ سُنے

یون وہان چل کہ پاؤن کی آہٹ
پاسبان کیا ہے نقشِ پا نہ سُنے

کسی نا آشنا کا کیا شکوہ
آشنا کی جب آشنا نہ سُنے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصّہ
مگر اُسنے کبھی سُنا نہ سُنے

جو کسیکو بُرا بھلا نہ کہے
وہ کسی سے بُرا بھلا نہ سُنے

دل وہان ٹھنڈی سانسین لیتا ہے
کوئی فقرہ جلا بُھنا نہ سُنے

خواہش وصل پر وہ شوخی سے
بولے بس جانے دو حیا نہ سُنے

وائے قسمت جو سب کی سُنتا ہے
وہ بھی عاشق کی التجا نہ سُنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہے دوا
درد کہتا ہے چُپ دوا نہ سُنے

پھول آہستہ توڑ اے گلچین
دیکھ ظالم کہین صبا نہ سُنے

وعدۂ وصل چُپکے چُپکے ہو
غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سُنے

حال پھولون کا جو خزان نے کہا
کہین بلبل وہ ماجرا نہ سُنے

میری فریاد رائگان تو نہو
بُت ہی سُن لین اگر خدا نہ سُنے

درد پر دل نثار دل پر درد
ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سُنے

نالے میرے سُنے وہ اور تڑپے
مین سُناؤن اگر تو کیا نہ سُنے

بہت اسے دل وفا وفا نہ پکار
کہین وہ دشمن وفا نہ سُنے

مین جو سُنتا ہون تو جو کہتا ہے
اے ستمگر مگر خدا نہ سُنے

رات تھوڑی سی حسرتین بیحد
کیا کرے کیا سُنے وہ کیا نہ سُنے

ناز اُٹھواتی ہے قضا مجھ سے
کہین اُس شوخ کی ادا نہ سُنے

جو کوئی درد آشنا ہو **امیر**
اِدھر آئے مرا فسانہ سُنے

مُنہ پہ کہدین گے ہم قیامت کے
ہین نہ فتنے کسی کے قامت کے

پھر وہ چمکے نصیب فرقت کے
تم چلے دن پھرے قیامت کے

چھپتی پھرتی ہین حسرتین پس مرگ
گوشے گوشے مین میری تربت کے

اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن
فتنے پس پس گئے قیامت کے

مچلے جاتے ہین روٹھے بیٹھے ہین / کیا گلے ہین میری شکایت کے
عیش کرلو نئی جوانی ہے / یہی دو چار دن ہین فرصت کے
ہجر کی ایک شب نے دکھلائے / سیکڑون دن مجھے قیامت کے
جلوۂ بزمِ عیش و سیرِ چمن / ہین ترارے سمندِ دولت کے
دیکھکر دختِ رز کو پگھلے شیخ / اب تو ٹھنڈے وضو ہین حضرت کے
رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا / کنگرے ہین قصورِ جنت کے
کیا کیا کوہکن سے شیرین نے / بھاگ سائے سے بے مروت کے
نازکی طرح اُٹھے گا تابوت / ہم ہین کشتے تری نزاکت کے
داغ لوگون کو ہم کو داغ ملے / تھے یہی پھول اپنی قسمت کے
دل کی افسردگی ہے مرکے وہی / جھلملے ہین چراغِ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے امیر
گرم فقرے تری شرارت کے

دلمین جو داغ ہین ندامت کے / پھول ہین سب یہ باغ جنت کے
سوکھے جب پھول میری تربت کے / دوڑے سقّے سحابِ رحمت کے
وصل کے دن قریب آتے ہی / جوڑ چلنے لگے نزاکت کے
کہتے ہین عاشقون سے اب اُٹھیے / مزے جاتے ہین پان رخصت کے
دل مرا اور آرزو تیری / جان صدقے ہو ایسی حسرت کے
تیری صورت بنا کے بیٹھ رہے / کارکن کارگاہِ صنعت کے
کیون لہو رنگ آنسوؤن کا سیاہ / ہین عزادار دل کی حسرت کے
ہوگئے سرخ ہونٹھ باتون مین / واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے
دونون عالم ہوئے تہ و بالا / تم تھے پرزے ہین کیا قیامت کے

تیرے تشنون کے حق مین یہ قاتل
گر گئے خنجر کے گھونٹ شربت کے

کٹتے ہین تمکو دیکھ کر یوسف
صدقے اس پیاری پیاری صورت کے

جسکو دیکھا حسین ہوتے گئے
ہم تو عاشق ہین اس طبیعت کے

وصل کیونکر ہو دونون تنہی مین
ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے

اسکو نقش کھچے تو اے نقاش
رنگ بھرنا مری طبیعت کے

اُسنے تلوون سے میرے دل کو ملا
آج ارمان نکلے حسرت کے

قتل کو دوڑ کر چلے آئے
وصل مین عذر تھے نزاکت کے

رکھکے خنجر گلے پہ کہتے ہین
کیون چکھاؤن مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی جو اے دلربا ٹل رہی ہے
دعا دی تھی جسکی بدل رہی ہے

نہ چاہتی ہے کوئی آگ تازہ
شرارت سے انکی حیا ٹل رہی ہے

بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین
مریضون کو جیسی دوا مل رہی ہے

گلے پر جو رگ رگ کے چلتا ہے خنجر
یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے

ابھی تم نہین بس آئے یہ زینت
لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے

مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن
گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے

بہار آئی ہے چہچہاتے مین بلبل
قیامت صدا سے صدا مل رہی ہے

مرا دل وہ تلوون سے ملتے نہین ہین
یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے

امیر التجا کیون کرون چارہ گر سے
اذیت مین لذت سوا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو کچھ جگر کا مل رہی ہے

قد نے گیسو کو سر چڑھایا ہے
سرو سے بھی بلند سایا ہے

خود نہین ابر گھر کے آیا ہے
شوقِ مستون کا گھیر لایا ہے

روح پھر آگئی بدن مین مرے
دیکھو تربت پہ کون آیا ہے

سجدے کرتے ہین طاقِ ابرو مین
ہمنے کعبہ نیا بنایا ہے

مشربِ صلح کُل مین اے زاہد
دیر بھی اک حرم کا سایا ہے

طرفہ آفت ہے روزِ فرقت بھی
حشر نے راس اسے بٹھایا ہے

دیدۂ ترسے کرکے ہم چشمی
کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے

گیسوؤن سے ضیاے رُخ ہے عیان
نورِ مہتاب چھنکے آیا ہے

کھیلتے ہین وہ غیر سے ہولی
دل لہو ہو کے رنگ لایا ہے

ہو نہو چینِ زلف مین ہو گا
ہمنے دل کا پتا لگایا ہے

نقدِ طاعت جو روز کرتے ہین نذر
خلد کا پیشگی کرایا ہے

اُنس پیکان سے کیون نہو دلکو
اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھڑیون رُوئے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مُسکرایا ہے

کیون وہ شرمائین اپنی دربان سے
حورین چھپتی نہین ہین رضوان سے

نشتر اُن کی نکیلی پلکون کے
مانگتے ہین لہو رگِ جان سے

آبلے دل کے جب دکھاتا ہون
چھیڑ دیتے ہین نوکِ مژگان سے

پھنسکے بلبل نے دام مین یہ کہا
آب و دانہ اُٹھا گلستان سے

نخلِ امید یون ہی ہین سرسبز
سینچیے اسکو آبِ پیکان سے

چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے
صبحِ محشر مرے گریبان سے

چاندنی کو اگر چمکنا ہے
مانگ لے ذرّے اُسکی افشان سے

دستِ وحشت سے پیشتر اُٹھے
آگے چل نکلے ہم گریبان سے

یادِ مژگان ہوئی پیامِ اجل
خون آنے لگا رگِ جان سے

برگِ گُل لکہ ہاے ابر نہین
تیرے دامن مرے گریبان سے

پھول جھڑتے نہین خزان مین **امیر**
رُوٹھے جاتے ہین گُل گلستان سے

شکلِ آئینہ جو حیرت ہوگی
دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی

کچھ تو پوچھ جائین گے آنسو میرے
لاش پر تمکو جو رقت ہوگی

کہتے ہین آئینگے ہم بھی پے دفن
کنگھی چوٹی سے جو فرصت ہوگی

وصل مین شام سے یہ خوف رہا
صبح کو کیا مری حالت ہوگی

لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی
میری آہونکی شرارت ہوگی

دوڑ ساقی کہ ترے مستون کو
ہوش آیا تو قیامت ہوگی

نزع مین ہون نہ چُراؤ آنکھین
دیکھو پھر تمکو بھی حسرت ہوگی

کب تک اے شیخ حسینون سے گریز
یہی حورونکی بھی صورت ہوگی

ہے یہی چال تو دوہی دن مین
آگے تم پیچھے قیامت ہوگی

گرد اے حور ترے کوچے کی ؛
اُڑ کے بوئے گُلِ جنت ہوگی

یادِ خوبان ہے تو کیا رنجِ فراق
شبِ غم حور کی صورت ہوگی

دم لبون پر ہے بہت دیر نہین
آئیے جلد فراغت ہوگی

آئنہ دیکھیے ہنسیے نہ مجھے ؛
آپ کی بھی یہی صورت ہوگی

بیخودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجکو ساقی سے خجالت ہوگی

لاش اُس حور کے کوچے مین گری
روح اب داخلِ جنت ہوگی

ہم بھی محشر مین طلب ہونگے **امیر**
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

نہ اُٹھو نزع مین حسرت ہوگی / یار پھر کاہے کو صحبت ہوگی

آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی / مر ہی جائین گے جو غیرت ہوگی

یہی بیتابیِ دل ہے تو مجھے / مر کے بھی خاک نہ راحت ہوگی

وہ تو ہونے کے نہین گرمِ خرام / کون کہتا ہے قیامت ہوگی

روئیے گا نہ مرے ماتم مین / قبر مین مجھکو اذیت ہوگی

گرمیِ مہر قیامت کیسی / طپشِ دل کی شرارت ہوگی

ہمسے دیوانے اگر جمع ہوئے / کیا پریشان قیامت ہوگی

کشتہ اِک چاند سے رخسار کا ہون / چاندنی چادرِ تربت ہوگی

آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے / نرگسِ گلشنِ جنت ہوگی

یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی / کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی

دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح / ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی

مین نے شکر اُنکا کیا غیرون سے / اُنکو اس کی بھی شکایت ہوگی

آئنہ دیکھنے دو اُن کو امیر / دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی / نہ پُتلی سے پُتلی مقابل ہوئی

طبیعت کہین اُن کی مائل ہوئی / جو پازیب بھی تھی وہ سلاسل ہوئی

جب اُس شمع رو سے مقابل ہوئی / چراغِ سحر شمعِ محفل ہوئی

بڑھا ہجر مین اس قدر ضعفِ دل / مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

چھپا دخترِ رز کو پیرِ مغان / جوان ہوکے پردے کے قابل ہوئی

اُمنگ آگئی اپنی پیری مین یاد / سحر کو جو گُل شمعِ محفل ہوئی

چھُری کھینچ کے اُس ترک کی میان سے / کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

شب غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی بری سب کے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اک دم کی دم
یہ سمٹی کہ شب آنکھ کا تل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فرد باطل ہوئی

شبِ غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر مین نازل ہوئی

کبھی قتلگہ مین جو تیغِ ادا
قضا شوق سے بڑھکے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہون باہر جو ہون آپ سے
تو سمجھون کہ طے کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے نامِ خدا
وہ گات اب چھپانے کی قابل ہوئی

ہوا دونون آنکھون سے یہ جوشِ اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر بھر کے دیکھا یہ کس مست نے
کہ سرشار محفل کی محفل ہوئی

بڑھی قیدِ غم دیکھکر زلفِ یار
مرے دل کی الجھن سلاسل ہوئی

چھری تیری مژگان کی ایسی ہے تیز
کہ ساقی بطِ مے بھی بسمل ہوئی

زبان باغ مین کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

مین دیوانہ کیون ہوش مین آگیا
یہ کیسی مری عقل زائل ہوئی

پڑھا ما عرفناک برسون امیر
تو کچھ معرفت اُسکی حاصل ہوئی

حجابِ نور ایسا درمیان ہے
عیان ہوکر وہ آنکھون سے نہان ہے

رقیبون پر جو وہ بت مہربان ہے
ہمارا حق نصیبِ دشمنان ہے

نزاعِ مرگ ہستی اب کہان ہے
قدم خنجر کا تیرے درمیان ہے

کہین وہ ایک بوسے پر جو دون دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے ترے عشاق موجین
جدھر تو اُس طرف عالم روان ہے

کہو لیلیٰ سے اب پردہ الٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

اٹھا جب ابر دَوڑے مست بیخود
فلک کیا میفروشی کی دُکان ہے

زلیخا کیا جو تمکو دیکھ پائین :
کہین یوسف بھی کیا اچھا جوان ہے

ہزارون خوبرو رہتے ہین اسمین
یہ دِل بھی کیا تماشے کا مکان ہے

تڑپ کر کہتے ہین مژگان کے کُشتے
یہ لذت زخمِ خنجر مین کہان ہے

یہ وقتِ مرگ لیلے کی دعا تھی
الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے

تم اپنے پاون سے کانٹے نکالو
مجھے اے ہمرہو فرصت کہان ہے

نہین بے وجہ میری بیقراری
کوئی شاید کسیکا میہمان ہے

صدا یہ تیشۂ فرہاد کی تھی :
ارے تیری مشقت رائگان ہے

گرے دو حصے مجکو تیغ اُسکی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

مہر الفت مین تیری جلتا ہے
صبح کا تجھ پہ دم نکلتا ہے

ہے زمانہ بھی کیا ترا بیتاب
رات دن کروٹین بدلتا ہے

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
کہو پہلے سے کون جلتا ہے

حورین کیونکر تری زبان سیکھین
لب و لہجہ کہین بدلتا ہے

سوزِ غم بعدِ مرگ بھی ہے وہی
ہڈیون سے دُھوان نکلتا ہے

مےِ گلرنگ یہ نہین ہے امیر
دہنِ شیشہ لعل اُگلتا ہے

بدن مین جان شبِ وصلِ دلستان آئی
اجل ہَوا بھی ہوا سوقت تو کہان آئی

ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی
نہ اِسکو آئی نہ اُسکو مری زبان آئی

بہار جوش پہ ہے شور ہے مین پھولونمین
ذلیل ہوگی جواب باغ مین خزان آئی

کہا جگر نے کہ اب چھیڑ لیے مرا قصہ :
جو خاتمے پہ کبھی دل کی داستان آئی

پھری نہ مرضیِ جلاد سے کبھی گردن / ہزار بار تہِ تیغِ امتحان آئی

وہ بادہ کش ہین قدم جھکنے امیر جہین
جو میفروش کی ہمکو نظر دکان آئی

کوے جانان مین ہوئی ہی جو شہادت میری / دامنِ حور کے سائے مین ہی تربت میری
آج کل آئنہ یار ہے حسرت میری / چڑھتی ہے منہ پہ سکندر کے بھی قسمت میری
پیچ مین عشق کے ہون ڈرہے یہ ہمت میری / تیرے گیسو سی بھی بل کرتی ہے قسمت میری
ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھکے حالت میری / کیون تم آسان سمجھتے تھے محبت میری
پھیر لیتا ہے مجھے دیکھ کے منہ آئینہ / میرے آگے سے سرک جاتی ہی صورت میری
سو پریخانے مرے دشتِ جنون کے صدقے / تختِ پریون کے اڑالائی ہی وحشت میری
یاد آتی ہے دمِ شکر جو وہ طرزِ خرام / ناز کرتی ہوئی چلتی ہے طبیعت میری
کیا وفادار ہے تاگور مرا ساتہ دیا / میرے گھر تک مجھے پہونچا گئی غربت میری
چارہ گر مجھ سے مکدر ہے الٹھی کیا ہے / آج مٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری
کس سے شرماتے ہو تم وصل مین یان غیر نہین / مین ہون یا ایک مری پاس ہی حسرت میری
ہو چکے قتل دو عالم تو کہا ظالم نے / آج کچھ رنگ پہ آئی ہے طبیعت میری
چاہ سے قتل کرو پیار سے مٹی دیدو / ہاے اتنی بھی نہین تمکو مروت میری
مین نے آغوشِ تصور مین بھی کھینچا تو کہا / پس گئی پس گئی بیدرد نزاکت میری
ہاتھ جوبن تلک انکے تو پہونچتا ہی نہین / چٹکیان دلمین مرے لیتی ہی حسرت میری
لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین میرا / مجکو کیا جانئے کدھر لیگئی وحشت میری
بیدھڑک وصل مین چلاؤ نہ اتنا دیکھو / کہین گھبرا کے نکل آئے نہ حسرت میری
جرمِ الفت سی مین انکار اگر کرتا ہون / آئنہ سامنے رکھدیتی ہے حیرت میری
یار پہلو مین ہے تنہائی ہے کہدو نکلے / آج کیون دلمین چھپی بیٹھی ہی حسرت میری

حور آئی مری تربت پہ تو مین یہ سمجھا
آزماتے ہین ابھی تک وہ محبت میری

تجھسے لیے بادِ صبا مجکو یہ امید نہ تھی
چار پھولون کو ترس جائیگی تربت میری

کس ڈھٹائی سے وہ دل چھین کے کہتے ہین امیر
وہ مرا گھر ہے رہے جس مین محبت میری

بعد مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری
میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری

ایسی نازک ہے ترے ہجر مین حالت میری
تو بھی چاہے تو نہ نکلے کوئی صورت میری

دھوم ہے روزِ قیامت کی قیامت کیسی
آئی ہے بھیس بدلکر شبِ فرقت میری

پھول داغون کے مرے دل مین جو دیکھے تو کہا
کیاریان خوب بنائی ہے محبت میری

چین سے حور کے آغوش مین مین سوتا ہون
سیج فردوس کے پھولون کی ہے تربت میری

آئنہ دیکھکے شرمائے تو ہنسکر بولے
ابتو مجھسے بھی لجانے لگی صورت میری

توبہ کی جان کو بجلی ہے چمک بجلی کی
بدلی آتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری

مستی سر سے کے لیے قاف مین پریان لیجائین
کہین نکلے تو ترے دل سے کدورت میری

درِ قاتل کا پتا دیتی ہے مشتاقون کو
خضر بن بیٹھی ہے اُس کوچے مین تربت میری

وصل مین چھیڑ کا شکوہ نہ زبان پر لانا
چوم لیگی ترے ہونٹون کو شکایت میری

کہتے ہین مال ہے میرا تو مجھی کو دیدو
کیون بغل مین لیے بیٹھے ہو محبت میری

آئنہ صبحِ شبِ وصل جو دیکھا تو کہا
دیکھ ظالم یہی تھی شام کو صورت میری

توبہ بھی کر کے خُمِ مے کا نہ پیچھا چھوڑا
مُہر کی طرح لگی رہتی ہے نیت میری

مجکو کیا غم نہین دیتے ہین وہ مٹی تو نہ دین
خاک مین مجکو ملا دیگی کدورت میری

کہتے ہین اپنی نزاکت کے مین صدقے جاؤن
کہ بچا لیتی ہے یہ وصل مین عزت میری

جسطرف دیکھ لیا اُسنے وہ چلا اٹھا
دیکھیے دیکھیے وہ آئی طبیعت میری

بیخودی نے کیے بال و پرِ عنقا پیدا
میرے گم ہونے سے عالم مین ہے شہرت میری

دختِ رز کہتی ہے واعظ سے کہ مین کچھ ہی ہون
مگر اللہ کے گھر مین تو ہے حرمت میری

قہر سے حشر مین یہ کہکے چھڑایا مجکو
جانے دے اسکی طرفدار ہی رحمت میری

آرسی آئنہ چوری مین ہین دونون اُستاد
جب بچی آنکھ چرا لیگئے حیرت میری

جب مین جانون کہ بدلتا ہے زمانہ کروٹ
وصل کی شب سے بدلدے شبِ فرقت میری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہون مین **امیر**
اسقدر ضعف پر اللہ رے طاقت میری

مرکے بھی ایسی شگفتہ ہے طبیعت میری
پھولنے کے ساتھ کھلی جاتی ہے تربت میری

کہتے ہین حسن مین دیکھے کوئی عصمت میری
کہ نہین ملتی ہے پریونسے بھی نکہت میری

خنجرِ ناز نے نوشاہ بنایا مجکو
آئی مقتل مین دُلہن بنکے شہادت میری

وصل مین اُن کی حیا دیکھ کے نکلے کیونکر
دلمین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت میری

خاک مین مجکو ملاکر بھی ہوئے صاف نہ وہ
مٹ گیا مین نہ مٹی ہائے کدورت میری

شمع روتی ہے بہت اسکو اُٹھالے کوئی
بیٹھ جائے نہ کہین بجھی ہے تربت میری

دیکھتے ہین جو وہ آئینہ تو کہتا ہے یہ عکس
تم تو بنتے ہو بگڑتی ہے طبیعت میری

اپنے مستون پہ کڑی پڑتی ہے ساقی کی نگاہ
آج مشکل ہے کہ ثابت رہے نیت میری

کہتے ہین میری جگہ پیار کیا کر اسکو
مین نہین تو ترے دلمین ہے محبت میری

گلۂ جور کیا مین نے تو وہ بت بولا
قدرت اللہ کی ہم اور شکایت میری

عمر گذری ہے نکلنے کا نہین لیتی ہے نام
شبِ فرقت بھی ہے شاید کوئی حسرت میری

فاتحے کو جو وہ آیا تو لپٹ کر رویا
نقشِ حُبّ بن گئی تعویذ سے تربت میری

آج گھر مین مجھے جنت کا مزہ آتا ہے
گیسوِ حور کی لٹ ہے شبِ وصلت میری

دل سے بھی باتین مین کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
سُن رہا ہون مین کیے جاؤ شکایت میری

شان پیدا ہوئی ہے عشق مین معشوقی کی
جوڑ ہے میری نزاکت کا نحافت میری

کہتے ہین آئینے کی آنکھ سے شرم آتی ہے
میری صورت سے بھی ملتی ہے جو صورت میری

کھوئے دیتی ہین مرے دلکو لٹین زلفونکی
الجھین گیسوئین بھٹک جاتی ہے نیت میری

ہاتھ سینے سے جھٹک دیتے ہین وہ سوتے مین
رات کو روز سرک جاتی ہے دولت میری

حسن اور عشق ہم آغوش نظر آجاتے
تیری تصویر مین کھچ جاتی جو حیرت میری

اُس تھی روزِ قیامت کی نہ آیا وہ بھی
چکھ گئی اُسکو بھی شاید شبِ فرقت میری

بھیجدے شاہدِ رحمت کو اب اے ربِّ کریم
ہمنشین کوئی نہین سونی ہے تربت میری

الفتِ موے کمر نے یہ گھلایا ہے امیر
آئینے مین نظر آتی نہین صورت میری

سب لے ترے حالت ہے یہ گلزار کی
نکہتِ گل سانس ہے بیمار کی

حکم ہے باتین کرو اغیار کی
واہ کیا فرمائشین ہین یار کی

مل گئین ہم سے نگاہین یار کی
ہو گئین آپس مین باتین پیار کی

ہون وہ لاغر در پر اُسکے گر پڑا
کھا کے ٹھوکر سایۂ دیوار کی

اُٹھ چلے جب وہ خبر دی موت نے
نبض ابھی چلتی ہے اس بیمار کی

حال مجھ سے سر پٹکنے کا نہ پوچھ
دیکھ لے حالت در و دیوار کی

خشمگین ہے یار ظاہر مین تو ہو
ہم نظر پہچانتے ہین پیار کی

دل مین رہیے خواہ آنکھونمین حضور
جلوہ گاہین دونون ہین سرکار کی

جرم میرے حد سے باہر ہین تو ہون
رحمت اُسنے بڑھکے ہے غفار کی

شمع کی آتش زبانی پر نہ جا
اور ہوتی ہے زبان گفتار کی

ہجر مین باقی نہین کچھ میرے پاس
اک شکایت ہے تو وہ بھی یار کی

فرطِ بیماری سے مین گھلتا نہین
کوفت کھائے جاتی ہے غمخوار کی

آکے بالین پر مرے بولی اجل
مین دوا ہون عشق کے آزار کی

گل ترے عارض کے دیوانے ہوئے — پھاڑے کپڑے راہ لی بازار کی
وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت — صاف آواز آئے استغفار کی
عاجزی کسدن مرے گھر سے گئی — ہے وہی اُفتادگی دیوار کی
حشر کے دن بھی نہ وہ آئے نظر — دل مین حسرت رہگئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا
مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری الفتِ پوشیدہ کا بھرنے والے — دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے
عشق مین جی سے گزرتے ہین گزرنے والے — موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے
داغِ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن — دیکھ اسطرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے
بزمِ ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر — او مرے سوگ کے پردیمین سنورنے والے
پھر بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے — کیا دن آئے ہین فراغت سے گزرنے والے
دیدہ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر — میری آنکھونسے مری دلمین اُترنے والے
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدۂ وصل — آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنے والے
پھر کھچیگی مے گلرنگ چڑہین گے نشئے — خوشئے انگور کے زندہ ہین اُترنے والے
اُٹھے اور کوچۂ محبوب کو پہونچے عاشق — یہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنے والے
بام پر کھول کے زلفون کو وہ خود کہتے ہین — راستہ بند یہی سانپ ہین کرنے والے
بحرِ ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے — پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے
نزع مین ہم ہین غمِ عشق یہ چلاتا ہے — دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے
دلِ بیتاب مگر آہ کوئی کی تونے؛ — رو اُٹھے چیخ کے کیون بات نکرنے والے
اب مزے اُٹھین گے اُٹھتی ہے جوانی اُنکی — نخلِ اُمید سے دو پھل ہین اُترنے والے
کیون رقیبون سے جلون مین کہ یہ سب ہین ای ترک — ذکر میرا تری سرکار مین کرنے والے

وقتِ انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح — خوان اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے
جان دینے کو کہا اُنسے تو ہنسکر بولے — تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے
آبِ خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا — نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنے والے
مر دے پر مردے مزارون مین گڑینگے تا حشر — لاکھ مہمان ہون یہ گھر نہین بھرنے والے
تیغ و خنجر سے نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا — چلدیے موڑ کے منھ فیصلہ کرنے والے
نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برقِ جمال — آنکھین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے
کبھی داغون کے چمن پر بھی نظر حسرت سے — او مرے پھولو نہین پھولون سی سنورنے والے
جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو کہتی ہے اجل — مر بھی چکے اب کہین او روز کے مرنے والے
نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اِسکی — ایسے صدمے ابھی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

اک ذرا دیکھ تو کیا کہتے ہین مرنے والے — او عزیزون کے مزارون پہ گزرنے والے
پھر کہان دل کا پتا دل مین حسین جب آئے — گھر بھی لیجاتے ہین اس گھر مین ٹھہرنے والے
دلِ عشاق کے ٹکڑے نہین یہ پرچے ہین — داورِ حشر کی خدمت مین گزرنے والے
موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ ہین جان — اور مجھے مفت لیے رہتے ہین مرنے والے
منھ پہ اُڑ اُڑ کے نہ آئین تو گنہ ہے کیون چوٹی — مشکین بند ہوا تے ہین خود بال بکھرنے والے
جلوے ان برق جمالون کے غضب ہین دل کو — برسون تڑپائینگے دم بھر کے ٹھہرنے والے
آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتھا بولے — سر پٹکواتے ہین سر پاؤن پہ دھرنے والے
ساتھ دو چار کو لے نکلین گے ہم مقتل سے — پڑ کے مرتے نہین جو لڑ کے ہین مرنے والے
ہار مشکون کا نہ ٹوٹے گا لپٹ کر اُن سے — اب گلے سے نہین یہ ہار اُترنے والے
نقش پا سے بھی اپاہج کہین دیکھے ہی نہین — ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹھہرنے والے

حورین بولین گئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دھو کے نکھرنے والے

گھر کے گھر کر دیے خالی ترے غصے نے مگر
آج تک تجکو بھرے جاتے ہین بھرنے والے

دل دھڑکتا ہے مراد یکھکے جوبن کا اُبھار
چوم لین مُنہ نہ تمہارا کہیںؔ اُبھرنے والے

غم کونین سے جھنجھلا کے یہ بولا غم عشق
بھاگ تجھسے دل عاشق نہین بھرنے والے

ہمتو دم کوچۂ جانان ہی مین جا کرلین گے
گور کیسی نہین جنت مین ٹھہرنے والے

چاند کو داغ لگا ئین جو ملین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکھرین جو نکھرنے والے

روح نے پردے مین توبہ کے کیے لاکھ فساد
زاہد اس طرح سنورتے ہین سنورنے والے

خوب پہچان گئے اہل ہوس کو وہ امیرؔ
نظرون پر چڑہ گئے سب دل سے اُترنے والے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکھرنے والے
کہ بگڑنے مین بھی بنتے ہین سنورنے والے

ہائے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لیے پھرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنۂ یہ چلا اُٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کی ٹھہرنے والے

بولے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اکٹھا ہین سنورنے والے

کہتے ہین یہ کیجیے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بھرنے والے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرق شرم مین ڈوبین گے نکھرنے والے

جتنے عارف ہین وہ دنیا سے الگ رہتے ہین
خضر کب گھر مین ہین رہزن کی ٹھہرنے والے

یون بدلنے کے نہین لالۂ و ریحان کے لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اُترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چراتے نہین مرنے والے

کھچکے محرم جو بندھی اور بھی ابھرا جوبن
کہین دبتے ہین دبانے سے اُبھرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جھڑ گی افشان
بال کے ساتھ یہ موتی ہین بکھرنے والے

ملکجے بن ہین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکھرنے والے

عشق میں تونے پھیر کے منہ پر مرے زردی یہ کہا
ہم ہیں رنگ آپکی تصویر میں بھرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض
پھول بالون کیلیے ہین وہ کترنے والے

خم کے خم ہوگئے خمخانۂ غم میں خالی
دل نہ ستونکے بھرے تھک گئے بھرنے والے

چتونیں کہتی ہیں کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل
کیا کہا پھر تو کہو او کہہ کے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت میں نہ ٹھہرینگے امیر
رحم دنیا میں غریبوں پہ نہ کرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے
جس گھر سے آئے تھے پھر اسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے
ہم اُٹھ سکے نہ آپ سے باہر چلے گئے

کیں چلتے چلتے مڑکے نگاہیں یہ تیز تیز
دلمیں مرے چبھوکے وہ نشتر چلے گئے

غیروں کے بند بند کیے یار نے جدا
پر اُن کے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا
وہ فاتحے سے ہاتھ اُٹھاکر چلے گئے

ملکِ عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار
ستر جہان میں آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نسکا قاتلو کا زور
مقتل میں توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر
کیا جانے کیا وہ پھونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب میں ضعف سے
اُڑ اُڑ کے سوئے باغ مرے پر چلے گئے

آئے وہ کیوں اس آنے سے حاصل ہی کیا ہوا
چپ تھوڑی دیر بیٹھے اُٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابھی چمک کے چھپی یا وہ ناز سے
جھلکی دکھاکے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہیں کہ رندانِ بادہ نوش
آئے تباہ کرکے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثلِ برق
مانندِ ابر ہمکو رُلاکر چلے گئے

آنکھیں لڑانے غیر سے نکلے تھے وہ مگر
دیکھا جو مجھکو آنکھ چُراکر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہیں حال اے امیر

اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پھر کے ہم اُنکے حضور سے آئے
کلیم پھر ملاقات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چھپکر
وہ دن بھی فضلِ خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گھر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہی باز نہ بندہ قصور سے آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بھی چھین لو اسکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکھاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہو جاؤن مست محشر کے دن
صدائے قلقلِ مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تمسے ملا کچھ رہے وہی اچھے
کہ خالی ہاتھ تو موسیٰ نہ طور سے آئے

گناہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندھے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرتِ موسے
کبھی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابھی کوہِ طور سے آئے

آکے غربت مین ہمین عیش وطن بھول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بھول گئے

نجد مین پھرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بھول گئے

ابتو بھولے سے بھی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تھے سب اے عہد شکن بھول گئے

مین وہ دیوانۂ عریان تھا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بھول گئے

قید مین طول کھچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکلِ گل بھول گئے رنگِ چمن بھول گئے

بخت بیدار ہوئے آکے ترے کوچے مین
صورتِ خوابِ فراموش وطن بھول گئے

دل کو ہر پیچ مین گیسوئے رسا کے ڈھونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بھول گئے

سالہا سال ہوئے مین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزان وطن بھول گئے

نالے گھٹ گھٹ کے سبب دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہ دہن بھول گئے

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے
اور بھی مجھکو پیار آتا ہے

دل کو اب کب قرار آتا ہے
سُن لیا ہے کہ یار آتا ہے

بال کھولے جو یار آتا ہے
گھر کے ابر بہار آتا ہے

زلف و رخ کو سنوار آتا ہے
اور کیا تجھکو یار آتا ہے

تیرے وعدے ہی عشق ہے اسکو
ساتھ ہی اعتبار آتا ہے

وصل مین اسکو کسنے بلوایا
غصہ کیون بار بار آتا ہے

دیکھکر مجھکو چتونون سے کہا
وہ تمہارا شکار آتا ہے

روز نکیون مین جا کے دل میرا
دوستون کو پکار آتا ہے

کیا مصیبت عدم مین ہے یارب
کہ ہر اک اشکبار آتا ہے

اک نظر دل کو دیکھ لو دیکھو
کب سے امیدوار آتا ہے

درد دل مین مری تسلی کو
گریہ بے اختیار آتا ہے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجکو غصے پہ پیار آتا ہے

چین آتا نہین مزار مین آج
کون سوے مزار آتا ہے

کہتے ہین آنکھین بند کر لو تم
اسی رستے سے پیار آتا ہے

گرد کلفت کو دل مین دو نہ جگہ
آئینے مین غبار آتا ہے

زندگی مین کبھی نہ آنکلا
مر گئے پر قرار آتا ہے

تیری رحمت کو دیکھکر مجرم
حشر مین شرمسار آتا ہے

ذبح کے وقت اُسکی گھبراہٹ
دیکھکر مجکو پیار آتا ہے

بیقراری کا گھر ہے دل میرا
تو کہاں اسے قرار آتا ہے

فتنے کہتے ہین دیکھکر اُسکو
فتنۂ روزگار آتا ہے

جاے شکوہ مری زبان پر امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو نے دو تنکے لیے
ٹوٹتی ہین بجلیان انکے لیے

مے نہ دی قرض اُسنے دو دن کے لیے
جسنے توڑے ہمسے گن گن کے لیے

دن مرا روتا ہے میری رات کو
رات روتی ہے مری دن کے لیے

ہے جوانی خود جوانی کا سنگار
سادگی گہنا ہے اس سن کے لیے

پاک رکھا پاکدامن سے حساب
بوسے بھی گن کے دیے گن کے لیے

کون ویرانے مین دیکھے گا بہار
پھول جنگل مین کھلے کن کے لیے

ساری دنیا کے وہ ہین میرے سوا
مین نے دنیا چھوڑدی جن کے لیے

ذرہ ذرہ دُردسے کا زاہد و
دور بین ہے چشم باطن کے لیے

وصل مین جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہائے
کن کا جوبن اور ہے کن کے لیے

کیمیا گر آگ سا دیکھا نہین
تار سونے کے دیے تنکے لیے

باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی
بھیجنا ہے ایک کمسن کے لیے

سب حسین ہین زاہدون کو ناپسند
اب کوئی حور آئیگی انکے لیے

جاہیے سونپا خدا کو جائیے
تہا یہ سارالحسن ضامن کے لیے

ذبح کرنے مین بڑا مشاق ہے
گھر ہو مسلخ مین مؤذن کے لیے

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے

کھا گیا ہم ناتوانون کو فراق
کھول کر منہ دیو نے تنکے لیے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

بھیجتے تحفہ موذن کے لیے

تنہ سے ادا ایسے کمسن کے لیے
ساتنیا ہلکی سی لاا نکے لیے

مور یارب ہے جو مومن کے لیے
بھیجدے دنیا مین دو دو نکے لیے

وائے قسمت وہ بھی کہتے ہین بُرا
ہم بُرے سب سے ہوئے جنکے لیے

پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بھر ترسے گا اس دو نکے لیے

گالیون مین بھی بتون کی ہے مزہ
اک ہنر ہے عیب بھی انکے لیے

دخترِ رز سی پاک دامن حیا ہے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین چھپنے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم انکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اک ضامن ہو ضامن کے لیے

چھاونی چھائیگی کیا فوجِ خزان
صرصر آئی باغ مین تنکے لیے

وصل مین بولے جھٹک کر ہاتھ وہ
پھول پھل سب آج ہین انکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھے یہ ہمسن کے لیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہدِ شباب
یا خدا ر کھنا نہ اُس دن کے لیے

جھاڑنی ہے کونسے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہائے تھی یہ رات اس دن کی لیے

بوسہ بازی مین اُنھین دھوکے دیے
بے گنے دس بیس دس گن کر لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اُسکا وضع سادی شکل بھولی ہی
کھُبی جاتی ہے دلمین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادائین کھیلتی ہین رنگ تلوار اُسنے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سُرخی مین ہے یا جوشِ مستی مین
یہ لالے نے مے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالا مال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون نے کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رختِ عُریانی
گریبان ہے نہ دامن ہے نہ پردہ ہی نہ چولی ہے

گھٹا کی سیر حجرے سے نکل کر دیکھہ اے زاہد
نہانے کو یہ چوٹی حور نے جنت مین کھولی ہے

پری نے قاف مین دیکھی جو وہ تصویر بول اُٹھی
مین اس صورت کی صدقے ہائے کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو جو آوازے کسے عاشق نے غیرون پر
یہ آزادون کی باتین ہین یہ انکی بولی ٹھولی ہے

صراحی دَوْر مین آتی ہے زاہد ہون جو محفل مین
جُھکا لین اپنی آنکھین دخترِ رز کی یہ ڈولی ہے

نظر بازی سے جو ملتی ہے لذت دلمین رکھتی ہین
ترے دیدار کے بھوکے فقیرونکی یہ جھولی ہے

اداہی سے تری مرتا ہے جو مرتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اسی سانچے کی گولی ہے

جگاتی ہے یہ کہہ کر صبحِ پیری چشمِ غافل کو
بس اُٹھ او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سولی ہے

طمع سے وہ نگاہِ شوخ جا لپٹی ہے دشمن سے
مگر بجلی نے کوہِ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون مین سب کو تاڑ لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا ان مُنھ بند ہی کلیون نے شکوہ کسکی چوری کی
کہ تو نے صبح کو ایک ایک کی بقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ مین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پھولون سے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہے زلف اسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
وہان سے جو چلا ہی اُٹھکے اُسکی ساتھہ ہولی ہے

تصور مین مرے کیا کیا پری مضمون پہرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لت مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
مگر تحت الثری مین جا کے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کہائی اُس غنچہ دہن نے تو یہ مُرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مری پانون کی ڈبولی ہے

کہان ہے قصرِ شاہی مین چھپر کھٹ نازنینون کا
وہ بچون کا گھروندا ہے یہ گڑیون کی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھیے کسپر کہ محشر مین
وہ صف پرہیزگارون کی یہ میخوارونکی ٹولی ہے

چھپا کر منہ نہ رلوا اسکو روزِ حشر او ظالم
جہان تک آنکھہ سے رویا گیا فرقت مین رولی ہے

نہ روک لے سخت جانی جانے دے اب جانِ بسمل کو
گلے مل مل کے رخصت خنجرِ قاتل سے ہولی ہے

خوشامد اسے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک
یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولے گی نہ بولی ہے

ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل
نکیلی چتونون نے اب یہ برچھی کسپہ تولی ہے

سوا تیرے کسیکا آئنے نے منھ نہین دیکھا
تجھے دیکھا ہے جب سے آرسی نے آنکھ کھولی ہے

تصور مین بھی انکو کھینچتا ہون تو وہ کہتے ہین
مسک جائے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے

بہار لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے
ابھی نرگس نے او گلچین چمن مین آنکھ کھولی ہے

اکیلے تم کہان ہو وصل کی شب دل لگانے کو
ہنسی ہی چھیڑ ہے آپس کی چہلین ہین ٹھٹھولی ہے

کلی گل کی ہو راضی وصل پر بلبل سے کیا ممکن
ہزارون منتون پر تو چٹک کر منھ سے بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیّار ہے مکار ہے ظاہر مین بھولی ہے

بتون ہی مین سے وہ بت کچھ تجھے خبر بھی ہے
چھپا ہوا انہین فتنون مین فتنہ گر بھی ہے

یہان تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
تری نگاہ مین کچھ جذب کا اثر بھی ہے

لپٹ کے تمسے تصور مین کوئی سوتا ہے
کدھر خیال تمہارا ہے کچھ خبر بھی ہے

وہ تیغ میان مین کرتے ہین کوئی یہ کہدے
کہ اک غریب سا مشتاقِ قتل ادھر بھی ہے

یہ بیخودانِ محبت پہ طعن اے واعظ
مزے سے بیخبری کے تجھے خبر بھی ہے

گئے جہان سے منعم مگر تزک نہ گیا
کہ بعدِ مرگ مسہری مزار پر بھی ہے

عجب رفیق ہے یہ بیکسی کہ بعدِ فنا
سرِ مزار مجاور یہی نوحہ گر بھی ہے

جو تیر دل کی طرف اُس کمان سے چلتا ہے
پکارتا ہے وہین سے کہین جگر بھی ہے

نہ دست ناز مین رکھین تو کیا کرین آخر
کہان وہ تیغ کو باندھین کہین کمر بھی ہے

ہوائے شوقِ احبا ابھارتی ہے امیر
وگرنہ مجھ مین کہین طاقتِ سفر بھی ہے

نعش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے
شکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

کیا دھوان آہِ شرر بار کا ہے تیرۂ و تار
دن کی شب ہوگئی گردون پہ ستارے نکلے

یاد دلوائین وہ آنکھین نہ ہرن صحرا کے
ہم وطن سے ہین اِسی درد کے مارے نکلے

مرگئے عشق مین ہم تمسے یہ امید نہ تھی
چار آنسو بھی نہ ماتم مین ہمارے نکلے

شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شبِ وصل سحر
دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے

خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہمپر جو ستم
وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے

کود پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے
گرمیان کرنے کو پتھر سے شرارے نکلے

کونپلین پھوٹین تو اُن سے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیون کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی
روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی

ہمصفیرو اس چمن مین ہون مین وہ درد آشنا
غنچہ بھی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی

بیعتِ پیرِ مغان سے ملگیا بامِ مراد
سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑہی لگ گئی

واہ رے شوقِ تماشا وہ ابھی گھر ہی مین ہین
اُٹھگئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی

تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہین
باغبان آواز مین بلبل کے پتی لگ گئی

دردِ دل نے اُٹھکے پہلو سے وہین چونکا دیا
رات بھر مین ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ بدلی اے امیر اُسنے مین بسمل ہوگیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یان دلپہ برچھی لگ گئی

زیر گیسو شوخیِ چشمِ پریرو اور ہے
اس ختن مین طرز جست و خیز آہو اور ہے

دُور ہوتا کس لیے کھچتی ہے شمشیرِ ہلال
جسکا بسمل ہے جہان وہ تیغ ابرو اور ہے

تن منقش بوریے سے ہو اگر کیا فائدہ
فقر کے جامے کو زینت دی وہ اتو اور ہے

روتی ہے شبنم گلستان مین تو ہنس پڑتے ہین پھول
پانی پانی جو کرے دل کو وہ آنسو اور ہے

وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو
جامے سے باہر ہین گل رنگ اور ہے بو اور ہے

ملگیا ہون تجھ مین مین ہرچند مثلِ آب رنگ
شوق کہتا ہے ابھی مین اور ہون تو اور ہے

بوی یوسف مصر سے کنعان مین لائی ہی صبا
اب دماغِ حضرتِ یعقوب مین بو اور ہے

بوالہوس دم دیکے کیا لیگا مری قاصد سی خط
چلگیا تھا جو پیمبر پر وہ جادو اور ہے

بہرِ بالش حور کا زانو نہین درکار کیا
جسپہ ہم سر رکھکے سوتے ہین وہ زانو اور ہے

کان مین موتی جو تم پہنو بڑے ہے میہ آبرو
بحر سے قطرہ کہے مین اور ہون تو اور ہے

یاد آیا دیکھنے ابتو ٹھہر جا کوئی دم
میرے تڑپانے کا وقت اے دردِ پہلو اور ہے

جنبشِ مژگان سی مارا ناتوانون کو تو کیا
بانکپن کی نوک اے ترکِ جفا جو اور ہے

بوی گل رکھ چھوڑ کیا ہمکو اڑاتی ہے صبا
ملا ہے جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہوے چین کب پھنسا سکتا ہے ہمکو اے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشمِ مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہین سرمہ ترا دارو بیہوشی سے

زندگی بھر مین رہا جامۂ عریانی مین
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کبک سے ہو جو ہم آغوش تو لذت اُٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

جب ہوا جسکی طرف گھور کے تمنے دیکھا
کم نہین گردِ نظر سرمۂ خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا میری پریشانی کا
آج اُلجھے وہ بہت زلف کی سرگوشی سے

رنگِ گلزارِ تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ سان بند ہین لب لذتِ خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہین انسان مین حق پوشی سے

ہے یقین پھر دلِ عاشق نہ کبھی غم مین رہے
عشق جاکر جو ترے حسن کے عالم مین رہے

مرگِ دشمن کی خبر سنکی بھی ماتم مین رہے
ہم خوشی مین بھی رہے یون کہ کوئی غم مین رہے

شاد دل غم مین رہے عیدِ محرم مین رہے
کچھ سپیدی بھی مرے جامۂ ماتم مین رہے

غم کہاں جا کے رہیگا نہ رہینگے جب ہم
ہم تو جب تک رہے عالم میں اسی غم میں رہے

غنچۂ رنگ کو چمن میں یہ ہوا ہے اے گل
عطر دان بنکے ترے گیسوئے پرخم میں رہے

شوخیوں نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر بھی جائیں تو یقین ہے کہ تڑپ ہم میں رہے

پاسِ عصمت سے یہ ہے حکم مرے ساقی کا
دامنِ دخترِ رز پنجۂ مریم میں رہے

خم بھی رویا مجھے پیمانہ بھی رویا مجھکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مرے ماتم میں رہے

آکے بگڑی ہوئی اس باغ کی دیکھی جو ہوا
شور سے کوچ کے شب بھر گل و شبنم میں رہے

جمع ہیں سائلِ دشنام ذرا منھ کھولو
ہے غضب قفل جو دروازۂ حاتم میں رہے

چارہ گر مشک نہیں سو وہ الماس سہی
جزو کوئی مزۂ زخم کا مرہم میں رہے

لبِ جان بخش کی ہے یاد تو مرنا کیسا
موت کیونکر عملِ عیسیٔ مریم میں رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تھا غربت میں
میرے کاندھوں کے فرشتے مری ماتم میں رہے

بیخودی سے ہمیں یہ حال نہ تازیست کھلا
ایک عالم میں رہے ہم کہ دو عالم میں رہے

اپنے بیگانے کو روتے ہی کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کے ماتم میں رہے

دو جہاں چھوڑ کے عشاق ترے غم میں رہے
دونوں عالم سے جدا تیسرے عالم میں رہے

عاقبت بین ہو تو خود عیش یہاں غم میں رہے
ڈوب کر خندۂ گل گریۂ شبنم میں رہے

محوِ تصویر کی صورت یہ ترے غم میں رہے
نہ رہے اتنی بھی باقی کہ خودی ہم میں رہے

حیف ہے تم مرے مرنے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم میں رہے

غیر کے رنگ میں ملتے ہیں کہیں اہلِ صفا
سبزۂ گل پہ سپیدی رہی شبنم میں رہے

صرصرِ مرگ اڑا لیگئی سب پھولوں کو
خار ہی خار فقط گلشنِ عالم میں رہے

کنگھی چوٹی میں مری جان دکھاؤ وہ ادا
پھنس کے مشاطہ کا دل گیسوئے پرخم میں رہے

شرم کے ساتھ ہو شوخی بھی تمھیں میں کیا خوب
لطف تو جب ہے کہ وہ تم میں تو نہ ہم میں رہے

دلمین عصیان کے یہ ہے ایک ہو داخلِ خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

چوڑیان ٹوٹی ہوئی نیل بدن پر ہین پڑے
بزمِ دشمن مین کہ تم مجلسِ ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سُنین یار کے نظارے کیے
آنکھین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بھی پیالی ہو کوئی پھولون مین
اثرِ خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اُنکے تڑپانے کی طاقت جو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگِ عاشق کی خبر آئی تو جھنجھلا کے کہا
روز سوم رتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو اُلجھتا ہے اُلجھنے سے اگر بالون کے
بھیجدے مجکو یہ اُلجھن بھی مری دم مین رہے

ہم وہ ہین رند کہ رندی کا نہ لے نام امیر
آکے دو دن پسرِ نوح اگر ہم مین رہے

حُسن مرنے کا یہ ہے حسن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا ناز بھی ماتم مین رہے

اُیِّ غریب الوطنی بھی نہ مرے غم مین رہے
اور پھر کون ہے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبھی کعبے مین پہ چلے دَور کبھی جنت مین
کشتیِ مے کبھی کوثر کبھی زمزم مین رہے

یاس اسکو بھی تو رہنے نہین دیتی دل مین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین روان
چلتے پھرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چینِ جبین گیسوئے پُرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پہلون مین نہ رونین سہی
ناز کی کچھ تو مری مجلسِ ماتم مین رہے

باغِ جنت سے ایکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غمِ آدم مین رہے

میرے گھر کیا ہے شبِ ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جا کے کسی گیسوئے پُرخم مین رہے

پانی جتنا تھا وہ سب پی گئے پینے والے
خاک اُڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بھی ہے
قید کب تک یہ پری قالبِ آدم مین رہے

بانکی چتون سے کنکھیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بھی کوئی نگہِ کم مین رہے

گرمیِ ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھ لے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مرنہ جائے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذبِ الفت جو ہوا اپنی چمن مین باندہے
مہر تپلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اس کشمکشِ نزع پہ صدقے ہی امیر
رنگ اگر اُسکی کھچاوٹ کا بھی کچھ دم مین رہے

وصل ہو جائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اسمین کھبا رکھا ہے

کہتے ہین آئے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گردِ کدورت مین ستم ہے کہ نہین
ہائے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

پاس گھیرے ہوئے ہی مجکو مگر ہان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہے کہان
چور ہین کیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خونِ عاشق کو ہے اب دسترس اُس تک مشکل
منہدی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ ستکر نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اُس کا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سارے
اُسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین، تو بہن لیتے ہین
ایک جوڑا مرے پھولون مین بسا رکھا ہے

ناز سے کشتۂ انداز کو پامال بھی کر
یہ ستم کس کے لیے تو نے اُٹھا رکھا ہے

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط ہم سے چھپا رکھا ہے
دیکھیے دیکھیے تکیے مین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بھی سرگرم ستم وہ آنکھین
آپ تو سوتے ہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام نہ ہوگا اے شمع
تو نے سر پر تو پتنگو نکو چڑہا رکھا ہے

نازسے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھسے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بُت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون مری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقشِ خودی ہمسے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے پہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قامتِ جانان کا ہے جلوہ موقوف
اس قیامت کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

دخترِ رز ہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سرمہ لے گرد گنہ تو ہی کہلا دے اسکو
صور نے شورِ قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین دیدیتے مگر ہمنے امیر
کسی موقع کے لیے اسکو لگا رکھا ہے

اک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون اُبل چلے وہ مری چشمِ تر مین ہے
جو داغ رنگ لاے وہ میرے جگر مین ہے

دن رات یاد ہے دُرِ دندانِ یار کی
کشتی ہماری عمر کی آبِ گہر مین ہے

ہم ہین برنگِ لالہ ازل سے الم نصیب
جزوِ بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے بحرِ حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی ہے مردمک جو مری چشمِ تر مین ہے

نیرنگیان تصورِ کاکل کی دیکھیے
تصویرِ یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میرے جگر مین ہے

دنیاے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگذر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاون
شاید جوابِ خط کفِ نامہ بر مین ہے

یارب امیر کے بھی گناہون سے درگزر
یہ بھی تو آخر امتِ خیر البشر مین ہے

یہ سب ظہورِ شانِ حقیقت بشر میں ہے ۔ جو کچھ نہاں تھا تخم میں پیدا شجر میں ہے

ہر دم جو خونِ تازہ مری چشمِ تر میں ہے ۔ ناسور دل میں ہے کہ الٰہی جگر میں ہے

کھٹکا رقیب کا نہیں آغوش میں ہے یار ۔ اس پر بھی اک کھٹک سی ہماری جگر میں ہے

واصل سمجھیے اسکو جو سالک ہے عشق میں ۔ منزل پہ جانیے اُسے جو رہگزر میں ہے

آنکھوں کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی ۔ پتلی سی اک بندھی ہوئی تار نظر میں ہے

کرتے ہیں اس طریق سے طے ہم رہِ سلوک ۔ سر اُسکے آستان پہ قدم رہگزر میں ہے

پہلو میں میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش ۔ مدت ہوئی تباہی کا مارا سفر میں ہے

مستی کی کیا بہار ہے دندانِ یار پر ۔ سوسن کا پھول چشمۂ آبِ گہر میں ہے

ہو دردِ عشق ایک جگہ تو دوا کروں ۔ دل میں جگر میں سینے میں پہلو میں سر میں ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کروں ۔ اُڑنے کا حوصلہ ہی نہیں بال و پر میں ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے ۔ خط کی نئی رسید کفِ نامہ بر میں ہے

تیرِ قضا کو ناز ہے کیا اپنے توڑ پر ۔ اتنا اثر تو یار کی سیدھی نظر میں ہے

آجاؤ تیغ باندھ کے پھر سیر دیکھ لو ۔ میرے گلے پہ ہے کہ تمہاری کمر میں ہے

ساقی مے طہور میں کیفیتیں سہی ۔ پر وہ مزہ کہاں ہے جو تیری نظر میں ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہیں اگر نہ سہی ۔ غضب کی آنکھ تو ہے لطف کی نظر نہ سہی

پہنچ ہی جائے گا لکھیں تو اسکو نامۂ شوق ۔ چلیں گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش نے مرے دل کی بیقراری سے ۔ تمام خلق ہے واقف تمہیں خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر میں تو کام ہوتا ہے ۔ گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم میں ہے صبح ۔ شبِ فراق کی ابدل نہیں سحر نہ سہی

شگفتہ صورتِ گل داغِ دل تو ہین پسِ مرگ
چڑہائے پھول نہ اُس گل نے قبر پر نہ سہی

بہلا نہ کہہ تو برا بھی نہ کہہ انہین زاہد
خدا کا خوف تو کچھ کر بتون کا ڈر نہ سہی

امیر نالہ کشی ہجر مین نہین ہی عبث
بخارِ دل کا نکل جاے گا اثر نہ سہی

طور پر اے طپشِ دل ہین وہ آنیوالے
آج ہم تجکو ہین بجلی سے لڑانے والے

آئینہ ہسامنے آتا ہے عوض لینے کو
ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے

شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر
ہاتھ ٹوٹین ترے گہڑیال بجانے والے

دیکھ کر چار طرف عکس وہ اپنا بولے
کیون مجھے گھیرے ہین آئینہ خانے والے

ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے
دھجیان دامنِ محشر کی اُڑانے والے

جامِ مے کاتبِ اعمال کو بھی دے ساقی
دو بزرگ آئے ہین ساتھ اگلے زمانے والے

بولے حسرت سے وہ تابوت کو کاندھا دیکر
بوجھ اُٹھواتے ہین اب ناز اُٹھانے والے

اشکِ خجلت عرقِ شرم تمہین دو یون ہو
دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے

آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے
توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے

کشتۂ چشمِ پری ہون مجھے انسان نہ چھوین
ہون پریزاد جنازے کے اُٹھانے والے

سو عزیز آئے مگر دو بھی نہ نکلے افسوس
چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے

لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا
کہ یہ کاندھے نہین تابوت اُٹھانے والے

جب کہا مین نے کہ قاتل مجھے ٹھنڈا کردے
بولے ٹھنڈا نہین کرتے ہین جلانے والے

عصمت و شرم سے کہتی ہے جوانی اُنکی
اب بٹھائین انہین پردے مین بٹھانے والے

تیغِ قاتل سے مین لپٹا تو وہ کھنچکر بولی
یہ بڑے آئے گلے مجکو لگانے والے

خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل
ہین یہ سب خانہ خرابی کے گھرانے والے

اپنے آئینے سے وہ پوچھتے ہین کون ہو تم
میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

دل سے جھنجھلا کے یہ کہتا ہے خیالِ جانان
کون ہو تم مجھے ہر وقت بُلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد ہے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم ذرا نگاہ ملے
کچھ اس غریب مسافر کو زادِ راہ ملے

ہمین بھی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ ملے
کبھی تو دیکھنے والون سے بھی نگاہ ملے

دو بغلین جھانکین جو سایہ میانِ راہ ملے
چرائین آنکھین اگر عکس سے نگاہ ملے

مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے در پر
پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ ملے

دل و جگر کی تڑپ دیکھکر وہ کہتے ہین
کہ مدعی سے بھی چالاک یہ گواہ ملے

وہ تیغ کھینچے ہوے کہہ رہے ہین محشر مین
زبان کاٹ کے رکھدون جو دادخواہ ملے

ہم اے مسیح ہین اغماض سے ترے بیدم
ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے

ہین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون
جو تجھسے رنگ کچھ اے گیسوِ سیاہ ملے

ہزارون وعدے کیے پر نہ کی وفا اکدن
فقیر بھی ہمین جھوٹون کے بادشاہ ملے

گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے دنرات
مرے رقیب سے شاید ہین مہرو ماہ ملے

دل و جگر بھی طرفدار ہو گئے اُنکے
مرے حریف سے جا کر مرے گواہ ملے

کرون مین دعوتِ پیرِ مغان تکلف سے
جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے

کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پر
بتون کو ڈھونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے

کھلے جو لب ترے اقرارِ وصل کرنے مین
ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے

لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجھکو
بنا دون پھاڑ کے گدڑی جو رختِ شاہ ملے

لنڈھاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو
کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

در کریم پہ محشر مین تاکہ راہ ملے
گناہگارون مین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

فنا جو قبلِ فنا ہو بقا کی راہ ملے
یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آئے قافلے کا مجھے
ہوا ور بیچ مین پردہ جو گردِ راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو
گہر نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تھاہ ملے

ہجومِ یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے
چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشتِ مصیبت مین چال سوزنکی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان و مردمک کیطرح
ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اُسکے زانو پر
کسی بہانے تو اُس شوخ سے نگاہ ملے

اس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشتِ غربت مین
سُراغ یارون کا پوچھون جو گردِ راہ ملے

اُتارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت
ذرا نگاہ سے اُسکی اگر نگاہ ملے

حریصِ جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے
کہ مانگ لون اگر ابلیس سے گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو تو ڈھونڈے
تو مین کہین مرا سایہ کہین شباہ ملے

ہم اس امید پہ محشر سے خلد کو پہنچے
کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اُسکی ہے جسنے کنوئین جھکائی امیر
سمجھکے چاہِ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سرِ راہِ عدم گورِ غریبان طرفہ بستی ہے
کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دخترِ رز کی کیا ہے کیا رندونکی ہستی ہے
ترے دم سے یہ ساقی گرمیِ بازارِ مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے
ہمارے میکدے مین راتدن رحمت برستی ہے

ہمین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ
جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہے جوشِ مستی ہے

خمارِ نشۂ مے سے نگاہین اُن کی کہتی ہین
یہان کیا کام تیرا یہ تو متوالون کی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومندِ شہادت ہین
تمہاری تیغ دیکھا چاہیے کس پر برستی ہے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے سارا عیش مستوں کا
صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے

دم مستی مژہ کی اشکباری دیکھ اے ساقی
گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے

جوانی داغ دیجائیگی ناز اسپر نہ کر غافل
برنگ مستیِ طاؤس کوئی دم کی مستی ہے

بتوں کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی
ہماری بت پرستی نزد یاران حق پرستی ہے

ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد
چھپر کھٹ کو پری آکر پری خانے سے کستی ہے

کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گورِ غریبان مین
یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے

زبانِ حال سے کہتے ہین تابوت و لحد غافل
کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے

اشارون پر ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین
قضا اپنی کمر تار نظر سے تیرے کستی ہے

چلے نالے ہمارے یہ زبانِ حال سے کہکر
ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے

بڑھاپے نے ہرن سب کر دیے نشّے جوانی کے
ترنگین مستیون کی ہوچکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک تختۂ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبایع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آجو شوقِ حق پرستی ہے
جسے تو نیستی سمجھا ہے اے غافل وہ ہستی ہے

کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے
بقدرِ وسعتِ مشرب مقامِ مے پرستی ہے

ترے قربان اے مرگِ غریبی جلد اب لیچل
وطن کے دیکھنے کو روح مدت سی ترستی ہے

غضب کے جوش مین ہے دخترِ رز خیر ہو ساقی
بھری بیٹھی ہے دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے

دلِ ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی
خدا آباد رکھے اسکو کیا دلچسپ بستی ہے

نہ شاخِ گل ہی اونچی ہے نہ دیوارِ چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ گھبرا اے دلِ وا ماندہ اب منزل قریب آئی
اسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے

نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پابندِ ادب کیسا
تکلف بر طرف ساقی کہ وقتِ جوشِ مستی ہے

نگاہِ ناز و خالِ رخ سے میدانِ محبت مین
ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

جدا ہیں اور دست غیر زلف دلبر و شانہ
خدا کی شان جو پہنچا ہے اُنکو پیشدستی ہے

خدا جانے تری آنکھ لگی کیا دنیا میں کیون اے دل
اُجاڑا دو کہ چند گھر ہین بے حقیقت سی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے خاکسارونکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتھہ آئے تو سستی ہے

بلائیں لیتے لیتے مست ہو جاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی اُس گچھے کے عطر مین جسوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گرد اُس روے آتش رنگ کے گیسو
عبادت ہندوون کے دین مین آتش پرستی ہے

بڑھا اے آہ رسا اب کنگرے پر عرش کے پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دل پُر داغ تیری زلف پیچان سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑ اُڑ کر ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوس برہمن سے
بت پندار کو توڑو جو شوق بت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہ ہستی ہے
اُٹھو نہ بیٹھو کہ یہ جا بجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیض مے پرستی ہے
در و دیوار سے اس دور مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر ہین قاتل ابر رحمت کے
گنہگارون پہ گر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان [illegible] پرستی ہے

اجل آنے نہین پاتی کہ ہو جاتا ہے کام آخر
ترے [illegible] تمنا کی پیشدستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد دہلایا
سحاب [illegible] برستی ہے

جلوہ مین حضرت موسیٰ سے ہین دلسوختہ لاکھون
سواد [illegible] ستی ہے

ہوا جاتا ہے وہان سے جو ہمارا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الجھ کیا [illegible] ستی ہے

[illegible] ملتے ہین
برابر دونون بازو [illegible] تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھ کر ہم کلمہ توحید پڑھتے ہین
خدا راضی ہے جس مین [illegible]

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشم آہو سے
[illegible]

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑھاتا ہے
[illegible] غریب [illegible]

مرے دامن سے سارے نوک ہی خار مغیلانکی
جنون میرے گریبان تک یہ تیری تیز دستی ہے

مکدر کر دیا اشکون کو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثل شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل یہی مقراض بہر رشتۂ ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشم بد دور انکی آنکھون نے
غزالون کی ہے شوخی نرگس شہلا کی مستی ہے

امیر اس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
جو گئی منہ پہ برہمن سے کہے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چپ نہین رہنے والے
کبھی آئی پہ نہین چوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہم تو اے غنچہ دہن منہ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حال چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلعذارون کا ملے رتبہ گل اتنے کہان اون
وہ پکارین مجھے او پھولون کے گہنے والے

منزل گور ہے دم لے کے بڑھین گر آگے
ہم مسافر ہین بڑی دور کے رہنے والے

دل نے کڑیان وہ اٹھائی ہین کہ کہتا ہے وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہو چکی ممبر سے اب اترین نیچے
رند کچھ حضرت واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

بستی گور غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اس شہر کے رہنے والے

منہ پہ تلوار کے کہہ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثل آواز نکل جائین گے صاف اے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھو مین رہنے والے

بدھیان پھولون کی لائے تھے نہ پہنین اسنے
پھول بیٹھے ہوئے ہین بھوبونگے گہنے والے

کیا ہوا مین بھی ہون اور غیر بھی اس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

گفتگو معرفتِ حق مین ہے یارو ناحق
حق جو کہنے کا تھا سب کہہ گئے کہنے والے

گو چہ اُس رنگِ چمن کا ہے وہی ای قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پھولون کی گہنے ولے

ہمکو ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے ولے

سادہ سمجھو نہ انہین رہنے دو دیوان مین میر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جھڑ گئی افشان جبین پر کچھ ستارے رہ گئے
آسمانِ حسن پہ گنتی کے تارے رہ گئے

نزع مین بند اب زبان بھی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہ گئے

دے سکے کب دشت گردی مین تری وحشی کا ساتھ
ہر قدم پسپا ہوے آہو چکارے رہ گئے

چشمِ واعظ پر ہے عینک دستِ واعظ مین عصا
ضعفِ پیری مین یہ دو باقی سہارے رہ گئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
چور بنکر وہ بھی زخمون مین ہمارے رہ گئے

بحرِ الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بھی
دست و پا کتنے ہی پیراکون نے مارے رہ گئے

اور جینا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان حوصلے باقی تمہارے رہ گئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہ گئے

وصل کی شب بھی نہ آنا تھا تجھے اے موت ابھی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہ گئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہ گئے

آنکھ اُسکی کھولنی بھی دشوار ہو گئی ہے
چلیے چمن مین نرگس بیمار ہو گئی ہے

جسنے لکھا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جالنے کو جان میری تیار ہو گئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجکو دیوار ہو گئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل مین اور گل مین تکرار ہو گئی ہے

سبکی نظر مین ہین وہ گو دلمین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بھی بازار ہو گئی ہے

کچھ فکر دختِ رز کی پیرِ مغان ہی لازم
بیہوش اب نہین ہی ہشیار ہوگئی ہے

انگور مین تھی یہ مے پانی کی جا بوندین
جس دن سی کھچ گئی تلوار ہوگئی ہے

پیاسی جو تھی لہو کی دلمین لہو بہت تھا
سینے سے نوک خنجر کیون پار ہوگئی ہے

دن رات نازِ بیجا اُٹھواتے ہین وہ ہمسے
الفت ہمارے حق مین بیگار ہوگئی ہے

طرار اُنکے گیسو تھے ابتدا سی پر اب
طرہ یہ ہے زبان بھی طرار ہوگئی ہے

رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصفِ گلمین
پتی گلاب کی اب منقار ہوگئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگ اے امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین سب دشوار ہوگئی ہے

آنکھ اُسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے
ہان کیفِ جوانی سے ابھی چور نہین ہے

ہرچند بتون سے ہے بہت دُور ترحم
اللہ کی قدرت سے مگر دور نہین ہے

جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلا لو
فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے

فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی
شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے

ہم خونِ جگر پیتے ہین اے محتسبِ شہر
کیا تاک رہا ہے یہ انگور نہین ہے

حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگی وہ جلوہ
نظرون سے گرانا تمہین منظور نہین ہے

حسنِ رخِ محبوب سے پھنک جائیگا اے دل
صورت پہ نہ جا نار ہے یہ نور نہین ہے

ہے میکدۂ دُرد مین مستون کا یہی قول
شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے

اُس باغ سے سو داغ بھلے گل ہو جسمین
جلجائے وہ فردوس جہان حور نہین ہے

ٹھکرا کے نہ چل ساغرِ مے پاسِ ادب کر
غافل یہ سرِ قیصر و فغفور نہین ہے

شبنم جگرِ گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون
بیدرد یہ داغِ دلِ رنجور نہین ہے

بوسے سے ہی انکار اُنہین تو سہی اے دل
آنکھون سے وہ دین ہین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سرِ راہ پڑا تھا

تیسرا تو کہین وہ دلِ رنجور نہین ہی

جلوہ گر یار بگر قست نگہِ عام مین ہے
جب بلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردشِ ایام مین ہے
مے بیدرد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دور جاری رہے ہر وقت مے گلگون کا
پڑھ نہ لے ساقی یہی سحر پر خطِ جام مین ہے

دفعۃً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردشِ ایام مین ہے

اسمِ اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

نہوا نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھنک چکا صور یہ مردہ ابھی آرام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف بھی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جس طرف دیکھئے کھولے ہوئے آغوش ہے حور
سر فروشی کا مزہ لشکرِ اسلام مین ہے

الفتِ زلف مین ہے طائرِ دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشمِ سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمیِ فرقت سے پھپولا دل مین
جا سے مے دانۂ انگور مری جام مین ہے

لب پہ تو نے جو مسی مل کے جمایا لاکھا
کھل گیا شاہِ بدخشان کا عمل شام مین ہے

بادِ گیسو سے کہان جوشش جنون مین آرام
مین ہون آزاد تو کیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلانوش کو خم کے منہ مین
یہ تو اک گھونٹ ہے ساقی جو ترے جام مین ہے

مرغِ دل خاک پھنسے زلفِ پریشان چھٹکر کو
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آ گیا روزِ قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

[illegible] ترکیب مین بجا خاک سے انسان کو اُنس
عاقل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نامہ کا نام تخلص کا تخلص ہے امیر
یہ بڑا حسنِ خدا داد مرے نام مین ہے

شانِ حق صاف بتون کے رُخِ گمنام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین ہے

راستی اور تواضع مین ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہی الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہمارے سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو نہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم بھی ترے جام مین ہے؟

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتار قفس مین ہون قفس دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغلِ شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دلِ آزاد نہ پھنس
پاؤن اُلجھا ہوا عنقا کا اسی دام مین ہے

الفتِ پنجتنِ پاک سے دل ہے معمور
پانچ میخانون کی مے ایک مرے جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
راندن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمتِ عصیان ہی امیر
روشنی صبح کی یان تیرگیِ شام مین ہی

غضب کی عشوہ گری روئے خشمگین مین ہی
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین ہی

کہان لذیذ خطِ پشتِ لب سے بوسۂ لب
شمول زہر سے لذت نہ انگبین مین ہی

تری شبیہ مین کی صرف اسقدر بانات
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین ہی

بری تھا لوث سے دھبا کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین ہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوئے یکرنگی
دو رنگ ڈھنگ ہمیشہ ترے نگین مین ہی

گہنا عتاب تو پہنا لباسِ آرایش
جبین سے ہے چین جو اُتری تو آستین مین ہی

عجب رسائی قسمت ہے اے حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین ہی

دکھایا مر کے بھی عشقِ رخِ سمیج نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہو کے یاسمین مین ہی

مژہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھ کے وار کیا
کمان بھی تیر سے نخچیر کے کمین مین رہی

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھا شبِ وصال اُسنے
حیا دُلہن کی طرح چشمِ سُرمگین مین رہی

جو تیوریون سے بل اُترا خدا خدا کر کے
تو سو طرح کی گرہ زلفِ عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہوا آفتابِ حشر امیرؔ
مگر تری مرے اشکون سے پھر زمین مین رہی

کھلکے جب وہ زلفِ شبگون پر تو افگن ہو گئی
کان کی تجلی چراغِ زیرِ دامن ہو گئی

ہجر مین زہراب پینے حق مین سیرِ گلشن ہو گئی
تیغِ زہر آگین زبانِ برگِ سوسن ہو گئی

وا یہ کسکی زلف وقتِ سیرِ گلشن ہو گئی
باغ مین لہرا کے موجِ سبزہ ناگن ہو گئی

وصل کی شب دستِ حسرت نے کیا کیسا خجل
چاک چولی یار کی ہمراہِ دامن ہو گئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہِ ناز تھی جو برقِ خرمن ہو گئی

مجھ سا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک مزاج
موجِ بُوے گل مجھے زنجیرِ آہن ہو گئی

کب ہوا نظارہ اُسکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صفِ مژگان درِ جانان کی چلمن ہو گئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بھادون ایک ساون ہو گئی

جب خیالِ زلف آیا پڑ گیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہو گئی

جب تلک روغن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمعِ مدفن ہو گئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا اللہ ری شوق
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن ہو گئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیرؔ
شاخِ آہو کھا کے بل شیشے کی گردن ہو گئی

شرم بیجا ہے اگر شوقِ خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشمِ تماشائی ہے

سُرمگین آنکھ دکھا کر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجازِ مسیحائی ہے

تنگ آ کر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے اُدھر چشمِ ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہی چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اشارہ ہے جلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جُدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھلک جاتی ہے ساقیِ محفل
دورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرے
شورِ محشر سے کہو اب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین مستانہ نکو
صبحِ کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پھرتی ہے قمری کی طرح گرد امیر
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دُلھن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجہ ہے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کونسا دل ہے نہین جسمین خدا کا جلوہ
زاہد و مفت مین رسوا بتِ ہرجائی ہے

تیر باران ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بھر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یارِ ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لیے کان لگے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون ساگل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہی دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

سخت حیرت ہے کہ ہے یاس بھی مجھسے خلوت
بند دروازے ہین کس راہ سے شرم آئی ہے

دل کوئل شوق سے قدمون کے تلے پڑا جان
سوچ لے دل مین کہ کس کا یہ تمنائی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا ہے یہ خیال
پہرون رویا ہون جو زخمون کو ہنسی آئی ہے

عزت اُفتادگی و عجز سے ہاتھ آئی امیر
خوش ہون مین نے یہ بڑی چیز بڑی پائی ہے

او بندۂ بُت دیکھہ خدا اور ہی کچھہ ہے
بُت پردہ ہین پردے مین چھپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چھیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پھولون کا سب اور ہی کچھ ہے
آتی ہے جو اُس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھہ ہے
اُٹھتی ہوئی کونپل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اُسکی بیان اُس کا نہین ہے
دھوکا ہے تجھے اُسنے کہا اور ہی کچھ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بھی انداز بھی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چھپائین وہ بدن کو بھی چرائین
آنکھین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف سے یہ کہدو جو ترے فہم مین آئے
وہ سب ہے ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا مری بالین پہ تو بولا یہ پری خوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اُسکی جفا پر جو وفا تونے تو اے دل
نازان نہو اسپر کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سُنا اور ہی کچھ ہے

بیمار کی فریاد کو کوئی نہین سُنتا
جس پر ہے اثر عشق وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجھکو تو مرے جان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جھک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھہ رکھا ہو مرے بت نے
آنکھون مین ہی کچھ دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

کیونکر سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُسکے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینونکے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیر قضا بھی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

منہ سے تو کہا وصل کو تمنے مگر اے جان
آنکھون نے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بھی گئے مر کے ہوے خاک بھی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو امیر اچھی ہے فریاد و دعا کی
پر شیوۂ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آسنے کی جو اُنکے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مری گھر مین یہ در آئی

ظلمت شب فرقت کی یہ چھائی مرے گھر مین
جب دوپہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوے عشق کو برسون
ابتک نہین معلوم طبیعت کدھر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھونمین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گرد سفر آئی

چھائی تھی امیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہوگی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہوگی

دو قدم تم جو چلو گے تو وہ رخصت ہوگی
ساتھ کیا ٹھوکرین کھانے کو قیامت ہوگی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شب وصلت ہوگی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہوگی

لذت جور بھی لب پر نہین لا سکتا ہون
شکر بھی مین جو کرونگا تو شکایت ہوگی

میرے دشمن پس مردن ہون لحد مین بیکس
غم ترا ہوگا مین ہونگا تری حسرت ہوگی

واعظ اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے
توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہوگی

بے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے
ناامیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی

طپشِ برق کے ہین طور پر اب تک چرچے
کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دیکھ اے دل کہین دہوکا نہ حیا کا کھانا
شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولی
اُس سے کیا لوٹے گا دم جسمین نہ طاقت ہوگی

عرصۂ حشر کہان رندِ خرابات کہان
جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہوگی

کہتے ہین سب کچھ ابھی ہے جو شبِ وصل آئے
پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی

ذکرِ حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے
ہاے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیے اُٹھیے
جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے
اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی

درد بھی اُٹھکے شبِ ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے
بہائی مجھسے نہ ترے دل کی رفاقت ہوگی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور امیر
اُٹھ کھڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی

کیا کہا دم بھی نہ نکلے گا جو اُلفت ہوگی
جان بھی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی
ایک دن رہن یہ دستارِ فضیلت ہوگی

آرزوے وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا
دلِ شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی

قہر بھینچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک
راہ روکے ہوئے گھیرے ہوئے رحمت ہوگی

بے سبب دل نہین بے چین ہوا جاتا ہے
چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی

کچھ بھی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے
سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی

دل کو دیجاے گی تسکین کسیکی تصویر
جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی

ابھی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا
اُٹھ کھڑے ہو گئے تو ایجان قیامت ہوگی

حال پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھسے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حورون سے ہی ملنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی انکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پس وصل تو بولے ہان ہان
اب تو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دختر رز کا بھی جوبن نہ ابھارے جسکو
ایسی مرئیل کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سنبھالین گی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لیے گرد کدورت ہوگی

روز فرقت بھی ہمین وصل کی لذت ہوگی
گردش چشم پری گردش قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہوگی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہیے جو چاہیے مسجد مین جناب واعظ
آپ ایسے ہم سے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالب وصل
کیسے کھل کھیلو گے جب تمپہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

درد دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھیے بیٹھیے سن لینگے جو فرصت ہوگی

گد گدا بھی نہین سکتا مین شب وصل انکو
لب نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غضب آگ ہے عکس رخ سے
دن چڑھے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نار دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہد حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے ڈر سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑہاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرت مردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاش دیوانۂ گیسو کی یوہین گڑ وادو
کنگھی چوٹی سے تمہین کاہیکو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھسے رقابت ہوگی

سبح کہ ہوگا گلہ جو مس لی مستی میری — صدقے اُن ہونٹوں کے جنسی پہ شکایت ہوگی

بڑھ ہی سب صفتِ زلف بنو اسکی امیر
آگے بڑھ کر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی — مین تو گیا تجھ پہ فدا تیری نزاکت ہوگی

ہاے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی — جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال — یون ہی بیچین مرے ہجر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ — کسی بیچین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ میرے گنہ تھوڑے ہین — ہاے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُنکی تصویر سے لے دل نہ لپٹ ورنہ اُنہین — تیرے آغوشِ تصور سے بھی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کشی کیا فقرا کرتے ہین — ترکِ لذت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پھر — کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے الفت ہوگی

سُنتے ہین آج اُدہر جائےگا وہ حشر خرام — ہاے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی سُنکے دعا تم نے بھی آمین کہی — اب اثر صدقے تو قربان اجابت ہوگی

چھوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کی جانا ایدل — ابھی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے ترا طنطنہ منعم اک روز — کوسِ رحلت تیرے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی مجھے مرنے جو نہ دیگی دمِ ذبح — ہاے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی — پردۂ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبھی آئیگا وہ دل مین کبھی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مج مزہ اُس رنگِ قمر کی جو رقم کی — چمکی وہ عبارت کہ رہی نوکِ قلم کی

کیا راہبری ہوتے ہوئے کی خضر کی صورت — بند آنکھ ہوئی تھی کہ کٹی راہ عدم کی

چلتی ہے کہین خواہشِ دیدار دوبارہ
پھر برق سرِ طور کسی روز نہ چمکی

ہر چند وہ کم عمر بہت ہین پر ابھی سے
رفتار قیامت کی ہے باتین ہین ستم کی

ہے غیر کے سینے مین جو داغ غمِ ابرو
روشن ہے صنم خانے مین قندیل حرم کی

آتے ہین بہت منزلِ ہستی مین مسافر
دیتا نہین پر کوئی خبر اہلِ عدم کی

تھا دھیان امیر اُسکی گلی کا جو پسِ مرگ
آئی مرے مرقد مین ہَوا باغِ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑھین گے
انجم کے چراغ آہ کی صرصر سے بڑھین گے

جنت کے جو طالب ہون سدھارین سوئے جنت
اپنے نہ قدم کوچۂ دلبر سے بڑھین گے

ہر چند لڑکپن مین ہے بوٹا سا قد اُنکا
ہونے دو جوان سرو و صنوبر سے بڑھین گے

قسمت سے جو پایا شرفِ خدمتِ مہدی
پہلے قدم اپنے صفِ لشکر سے بڑھین گے

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمارِ صفِ محشر سے بڑھین گے

کام آئین گے محشر مین امیر اشکِ غم شاہ
قیمت مین یہ قطرے دُرّ و گوہر سے بڑھین گے

جان لیکر بھی نہین دل سے یہ ہٹنے والے
تیرے گیسو ہین بلا ہو کے لپٹنے والے

آج تو دعوتِ مے آپ کو کرنی ہوگی
رند یون حضرتِ واعظ نہین ہٹنے والے

کی نظر بھی تو نگاہِ غلط انداز سے کی
تیر بھی تمنے لگائے تو اُچٹنے والے

کوچے قاتل مین جو چلنا ہو چلو مشتاقو
ہار زخمون کے ہین ہر کار مین سبٹنے والے

دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چھوو
ہم لجاو سے بھی بڑھکر ہین سمٹنے والے

دستِ جانان سے گریبان کے اُڑینگے پُرزے
اے جنون یہ ترے ہاتھون نہین پھٹنے والے

میان مین تیغ دہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا
اور دو چار گلے ہین ابھی کٹنے والے

اپنے مشتاقون سے گھونگٹ نہ کرا ی شاہدِ مرگ
ہین یہ شمشیرِ برہنہ سے لپٹنے والے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چپ
بُت بنے بیٹھے ہین ہر بات کے رٹنے والے

عشق پیچے پہ نظر کرے اگر عاشقِ قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین لپٹنے والے

قیمتِ جام مین کرتے ہین طلبِ دولتِ جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالبِ دیدار کا یا دم اُلٹے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنے والے

تہا ابھی وصل کا اقرار ابھی ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکھے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چہانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھٹنے والے

میرے گھر رات دن اشکون کی گھڑی رہتی ہی
ہاتھ باندھے ہوے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محروم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شبِ وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کسطرح کرتے ہو اورون کے جگر مین سوراخ
نوکِ مژگان تو مرے دلمین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مرگی امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہرِ الٰہی سے
کبھی چہالی حباب ہونگے نہ پہوٹے خارِ ماہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سی
ٹپک جائین گی آنسو بنکے موتی تاجِ شاہی سے

ملا کیا من و سلویٰ ہمکو بھی فضلِ الٰہی سے
مزے اُٹھے مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھکر عاشق کو اپنے پھیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بھاگتے ہین دُور راہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی شکل ایک گردون نے
مشابہ دامِ ماہی گیر بھی ہے پشتِ ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آکے پڑھجائے
ہوئی ہے دخترِ رز ہشیار اب فضلِ الٰہی سے

کھلی جنت مین زلفِ حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا تھا اسقدر شبہاے فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ رہ مین مچھلیان پانی کی ٹکر ریگ ماہی سے

وہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین سکتا / کہ رحمت اُنکی شرماتی ہی میری عذر خواہی سے

سلامت اشک تہمت سی رقیبون کی نہ ڈرا یا دل / ہوا دامانِ یوسف پاک لڑکے کی گواہی سے

زوالِ حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا / نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گھر کی تباہی سے

جو پتلے پر ہے رحمت دیکھ لینا حشر آنے دو / گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

مین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جیسی دیکھی ہے / گلے مل مل کے رہزن روتی ہین ایک ایک راہی سے

زبان کاٹین جو کم رزقی کا اب آئے گلہ لب تک / تبرک ملگیا ہمکو بھی درگاہِ الٰہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اے روح عزرائیل کا شکوہ / کہ ہر جلاد گردن مارتا ہے حکمِ شاہی سے

بیابان مرگ ہین اہلِ وطن کا شک گزرتا ہی / لپٹتی ہے ہماری خاک امیر ایک ایک راہی سے

وہ خوش ہنگام آرائش ہین اپنی کجکلاہی سے / لرزتا ہے مرا دل آئینے کی بدنگاہی سے

لڑی یون آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے تہِ خنجر / سپاہی روزِ میدان جیسے لڑتا ہی سپاہی سے

فراموشی جو اُنکی ہے تو ہم بھی ٹال جائینگے / خطا ثابت کرے کون اپنے ذمے عذر خواہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اندھیر اے بختِ سیہ اتنا / دبے جاتے ہین گیسوِ بتان تیری سیاہی سے

سُنا ہے غیر سے ہمنے کہ تم ہو حسن مین یکتا / یہ دعویٰ سچ مگر ثابت ہوا جھوٹی گواہی سے

مرا دل او ستمگر چلتے چلتے کر دیا چھلنی / لگائین برچھیان مڑ مڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوالِ حسن ہے اب کیون تمھارے گرد ہین عاشق / کہو رخصت ہون پروانے چراغِ صبحگاہی سے

شبِ فرقت کا خاکا کھینچکر نقاشِ قدرت نے / بھرا ہے رنگ شاہد گورِ کافر کی سیاہی سے

سوالِ مے کہین ساقی سے تیرے مست کرتے ہین / کھلا ہوگا کبھی منہ تو کھلا ہوگا جماہی سے

کہان ہین مضطرب ہمسے جہان مین بارہا ہمنے / تڑپنا لوٹنا چھڑوا دیا ہے برق و ماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سرِ محفل تو پہنچا ہے / زیادہ اب سہے بیتابی تو اُن کی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجھسے یون روشن / کہ نور آنکھون مین ہے جسطرح پتلی کی سیاہی سے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ وہ بت مجکو بُلوائے — کہون مین ایک دم فرصت نہین یادِ الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سوے عدم اُٹھو
منانے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذر خواہی سے

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جائیے — قربان ہونے والے پہ قربان جائیے
اچھی نہین اطاعتِ عاشق کی عادتین — کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے
خنجر کمر سے کھینچکے گردن پہ رکھدیا — اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے
کہتے ہین گھر مرا کوئی حسرت کدہ نہین — صاحب یہان نہ چھوڑ کے ارمان جائیے
عاشق کی لاش پر ہے کچھ اظہار غم ضرور — صورت ذرا بنا کے پریشان جائیے
ہمکو تو ہاے کوئی کہین پوچھتا نہین — پوچھے تو لاکھ مرتبہ مہمان جائیے
قاضی سے جا کے دارِ قضا مین کوئی کہے — سبزی قلندرون کی ذرا چھان جائیے
اچھا ہوا کہ حضرتِ دل وان دھرے گئے — کس نے کہا تھا بنکے نگہبان جائیے
جیسا ہو دیس بھیس بھی ویسا ہی چاہیے — جنگل کو چاک کر کے گریبان جائیے
کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑ گیا — رٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے
مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے — اچھا ملا کے خاک مین ارمان جائیے
چھوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کہو لیے — ایسا نہو کہ ہو کے پریشان جائیے
آخر ہوے نہ حضرتِ دل آپ وان ذلیل — ہان اور دوڑ دوڑ کے مہمان جائیے
آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین — بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

خلوت مین اُسکی دل کو تو لیجائیے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے — کیا ہے ہمارے دل مین بھلا جان جائیے
گھر غیر کے مزے سے مری جان جائیے — شوخی و شرم دو مین نگہبان جائیے

اس بانکپن سے قتل ہو ہین کہ کھڑے اٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

مانی ہین مین نے سیکڑون باتین تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہتے ہین آکے در پہ مرے پا تھکا گیا
ہان خاک چھانی ہو اگر چھان جائیے

یہ رشک بد بلا ہے دم رخصت حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

محشر مین بھی شہید محبت کو ہے یہ رٹ
اک ہاتھ اور بھی ترے قربان جائیے

آئے ہین بال کھولے دم نزع اسلئے
دنیا سے جاتے ہو تو پریشان جائیے

جانے کو منع مین نہین کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اُن چتونون سے کہتی ہین یہ حسرتین مری
ان ناوکون سے سینہ و دل چھان جائیے

ہون آشنا خدا سے تو کعبے کو جائین ہم
ہو میزبان سے رسم تو مہمان جائیے

بالین پر آپ ہین تو نکلتا نہین ہی دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند مین کمی ہے معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھ اڑا جاتا ہے

سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائین نہ آپ
دیکھیے کوئی کھپا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا
جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

اتنی تیزی نہ کرا نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر
سُنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

عکس آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے

وصل اُس بت سے ہو جو ہمکو نصیب
کچھ تعجب نہین وہ قادر ہے

جان سی چیز دی نہین جاتی
پر کرون کیا تمہاری خاطر ہے

قتل مین کس لیے ہے اب تاخیر
آپ موجود بندہ حاضر ہے

کب سر معرکہ یہ بڑھکے ٹلا
قدم اپنا بھی حکم نادر ہے

کوئی مہمانسرا ہے یہ دنیا
جو ہے اس گھر مین وہ مسافر ہے

اولِ عشق مین یہ حال امیر
تو تو آغاز ہی مین آخر ہے

غیر کے پہلو مین یار دیکھیے کب تک رہے
جانِ حزین بیقرار دیکھیے کب تک رہے

پھول تو سب باغ مین سوکھ کے کانٹا ہوئی
گلبدنون کی بہار دیکھیے کب تک رہے

نرگس شہلا ہے مست جامے سے باہر ہے گل
حُسنِ عروسِ بہار دیکھیے کب تک رہے

ساقیٔ پیمان شکن گھر سے نکلتا نہین
نشۂ مے کا خمار دیکھیے کب تک رہے

روز نئے دل وہان پھنستے ہین جاکر امیر
یار کو شوقِ شکار دیکھیے کب تک رہے

کہون کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے
عجب چال کا گھات کا آدمی ہے

نہین مردمِ چشم یہ ہے کسوٹی
نگاہون مین اچھا بُرا آدمی ہے

جو سمجھے کہ مین ہون زمانے سے چھوٹا
وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتون مین خدائی کا جلوہ دکھایا
برہمن بھی کیا باخدا آدمی ہے

برائی مری سنکے غیرون سے بولے
یہ سب جھوٹ گھڑا ہے کیا آدمی ہے

امیر اسکی ہے لامکان تک رسائی
فرشتے سے بھی کچھ سوا آدمی ہے

کوچۂ یار پر خستن صدقے
سنگِ محبوب پر ہرن صدقے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھہ بانکو نکا بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمعِ انجمن جسپر
انجمن کی ہے انجمن صدقے

خطِ عارض پہ سبزہ از نثار
گلِ رخسار پر چمن صدقے

دخترِ رز کو دیکھہ لے جو کبھی
کھہ اُٹھے شیخ جان من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے اُن کا یہ کہنا
تجھپہ مین اے امیرِ من صدقے

منکسر وہ ہین ہمارا گھر بنے اور ٹوٹ جاے
اُٹھتے ہی دیوار بیٹھے در بنے اور ٹوٹ جاے

غیر نے تدبیر کی ہے پر نہو اُس بت سے وصل
یہ طلسم اے خالقِ اکبر بنے اور ٹوٹ جاے

وعظ ہے مدِ نظر واعظ کو رندونکی ہنسی
بذلہ گوئی ہو کہین منبر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ کیون نہ بعدِ مرگ ہون ہم اے کلال
جب ہماری خاک سے ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

تیغ آہن کا ہے میری سخت جانی سے یہ حال
جیسے مٹی کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جاے

ہون وہ دیوانہ جو رکھون دشتِ وحشت مین قدم
خار چھالون مین مرے نشتر بنے اور ٹوٹ جاے

کشتیِ مے جوشِ فصلِ گل سے ہے اِس زور پر
توبہ زاہد یہان لنگر بنے اور ٹوٹ جاے

بحرِ ہستی مین تنِ انسان حبابِ آب ہے
آن واحد مین نہ کیون یہ گھر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ ہون کھنچے مانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤن کھنچکر ہون شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جاے

برہمن تجھسے جو اُس بت کی کہون سنگین دلی
سُنتے سُنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جاے

آنکھہ تیری آکے گردش مین جھپک جائے اگر
اک نگہ مین ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

ہے زمینِ سست مین بربادہ کاوش اے امیر
جیسے ریگستان مین جادہ اکثر بنے اور ٹوٹ جاے

یون آنسوون سے ہے دلِ مضطر کی خرابی
برسات مین ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

ہے قالب بیجان کی طرح روح سے خالی
کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے گھر کی خرابی

دل خاک ہو آباد جو برباد کرے عشق
ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی

واعظ سے کہے کوئی کہ نقد ریا چھوڑ
تا چند یہ محراب کی منبر کی خرابی

سو گنج رواں دیں عوض اک جام کے میکش
مُشرف کے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی

ہر چند کہ ہو صاف سخن لاف سے بیجا
ہوتی ہے گرج جانے سے گوہر کی خرابی

ہے سست مضامین سے امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اس گھر کی خرابی

کیونکر رہیں نہ اُسکی نظر سے گرے ہوے
ہمسے ہمارے طالع بد ہیں بچھڑے ہوے

فرہاد و قیس دل کا جو بسان ذکر آگیا
اپنی کبھی نہ عاشقی کے وہاں تذکرے ہوے

ساقی ہو برق سے کہیں شیشے سے جا ہو گر
گلشن پہ کیا سیاہ ہیں بادل گھرے ہوے

اللہ ہے کہ جان عزیزوں کی اب سبکے
ترکوں کے نیچوں پہ ہیں بیٹھے چڑھے ہوے

جیسے پڑی ہے آنکھ کسی روے صاف پر
ہیں مہر و ماہ دونوں نظر سے گرے ہوے

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ اندنوں
جو اس سر سے پڑے تھے وہی اس سر ہوے

پلکوں کو اور یار کی آنکھوں کو دیکھ لو
تیروں میں دو غزال ہیں گویا گھرے ہوے

دیوان میں لکھ دیا جو کبھی ضعف دل کا حال
بکھرے ہوے ہیں ضعف ورق جھڑ جھڑے ہوے

گیسو کا بوسہ دیں نہ اگر لے کے نقد دل
نقصان نہیں ہیں دام میں اپنے ترے ہوے

کیا منہ چڑھیں گے خال رخ یار کے امیر
انجم ہیں آپ ہی نظر سے گرے ہوے

جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سے لال بھی ہے
بتوں سے ظاہر ہے شان خالق جمال بھی ہے جلال بھی ہے

میں تیرہ بختی سے اپنی خوش ہوں کہ تیرہ وہ زلف و خال بھی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بھی ہے

کشیدہ ابرو ہیں اُس قمر کی تو نور سے پر نوال بھی ہے
سپہر خوبی پہ ہے یہ ثابت کہ مہر بھی ہے ہلال بھی ہے

ڈھنگ کیا دیں جو کچھ ہو دنیا کریم کیا پوچھتا ہی اُس سے
یہ کسکو دیکھا کہ ہو گئے چپ ہوئی فراموش ساری پوچھا
بتھا کے در پر رقیب کو وہ مرے گھر آئینگے دیکھنے کو
کہے یہ زاہد سے کوئی جاکر یہ میری بخشش کا کیون ہی منکر
اگرچہ اندھا ہون ہون لیکن نظر ہے میری بلند اتنک
بد ذات قیامت وہ خال آفت غضب کی تیور بلا کی چتون

گدا و تغیر حال بھی ہی گدا کی صورت سوال بھی ہے
پڑے ہین غل رقص صوفی کرینگے کیا وجد حال بھی ہے
خوشی تو ہی میرے دل کو لیکن شبہ کچھ کچھ ملال بھی ہے
گناہ کرتا تو ہون مین بیشک مگر مجھے انفعال بھی ہے
عروس دولت کو خاک چاہون نظر مین میری تو مال بھی ہے
نگاہ ناوک بھی برق بھی ہی کمان ہی ابرو ہلال بھی ہے

بتون کی الفت سے باز آ خدا سمجھ میری بات لوگو
امیر دنیا سے ہاتھ اٹھاؤ ضرر در فکر مآل بھی ہے

ہاتھ طوق گردن مینا کیے
ہم وہ میکش تھے کہ پی جب تک شراب
حضرت ناصح یہاں آئے تھے آج
آئنے کو تمنے دکھلایا جمال
مٹ گئے جب داغ دل بولا وہ گل

میکدے مین ہم مزے لوٹا کیے
وہ ہی زاہد بھی ست منہ پوچھا کیے
دیر تک کچھ بیٹھے جھک مارا کیے
ہم کنارے بیٹھے منہ دیکھا کیے
بھول بیٹھے ہین دیئے تم کیا کیے

وحشت ناز آئی ہمارے پاس اگر سحر
اور بیکش دور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہے
چشم پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
وصل کی شب کچھ ابھی ہے یا سحر کا وقت ہے
گھر کہاں جاؤگے خمخانے مین چلکر سو رہو
اضطراب دل ہوا پیدا جو ہنگام دعا
اسقدر رہرو کیا پاؤن پھیلائے ہوئے

رات گزری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے
دم ہے آنکھون مین ترحم کی نظر کا وقت ہے
کان بجتے ہین الٰہی یا گجر کا وقت ہے
دھوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے
ہوگیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

تابِ رخ مین زلف کہتی ہے دلِ عشاق سے
دہوپ سے سلئے مین ٹھہرو دوپہر کا وقت ہے

خود بخود سینے مین کیون ٹکڑے ہوا جاتا ہی دل
شاید اُس کوچے مین قتلِ نامہ بر کا وقت ہے

روکتا ہون مین تو کہتے ہین وہ دامن کہینچکر
مجکو جانے دو دہندلکے مین سحر کا وقت ہے

نیک ساعت ہے دعائے وصل اسدم چاہیے
آنکھین بھر آئی ہین اخترکے گزر کا وقت ہے

ضعفِ تن نے مجکو پیری مین خبر دی کوچ سے
ہڈیان چٹکین تو مین سمجھا گجر کا وقت ہے

ایکدم مجھ زار کو فرصت تڑپنے سے نہین
دردِ دل کے بعد ہی دردِ جگر کا وقت ہے

نیمجان چھوڑے ہوے مقتل سی جاتا ہی وہ شوخ
اے نگاہِ یاس یہ تیرے اثر کا وقت ہے

گرمیان اُس رخ کی پہونکے دیتی ہین روزِ وصال
آفتاب آیا ہے سر پر دوپہر کا وقت ہے

رات گزری صبح آئی کر دعا حق سے امیر
سارے وقتون سے یہی اچھا اثر کا وقت ہے

صبا کو یہ کیا آج موج آگئی
کہ پھولون سے تربت مری چھا گئی

ادا اُسکی کیسا ستم ڈہا گئی
قضا کے گلے مجکو ملوا گئی

جہان سے مجھے لائی تھی میری عمر
وہین سیر دکھلا کے پہنچا گئی

صدا خاکِ لیلیٰ سے آئی کہ قیس
مجھے تیری دیوانگی کہا گئی

خدا جانے وہ تیغ کیا وقتِ قتل
گلے ملکے بسمل کو سمجھا گئی

ستم لذتِ نیستی نے کیا
مجھے میرے ہاتھون سے مٹوا گئی

وہ بیمارِ بیکس ہون مین ناتوان
تڑپ آکے کروٹ بدلوا گئی

مرے عشق کی وجہ ناصح نہ پوچھ
طبیعت ہی تو ہے ادہر آگئی

غضب آگیا جانِ عشاق پر
جہان کوئی ہچکی اُنہین آگئی

ذرا اپنی منہدی سے پوچھو تو تم
مرے دل مین کیون آگ بہڑکا گئی

رہا وصل مین بھی مین محرومِ وصل
حیا اُسکو پردے مین جھٹلا گئی

بڑی بیوفا عمر رفتہ تھی ہائے
مسافر کو رستے مین لٹوا گئی

ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب
جو شوخی ہٹی تو حیا آگئی

بلایا تو تہا مین نے تجکو حیا
لپٹ کر ترے ساتھ کیون آگئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدہا رہا
کہ اُسکی کمر آج بل کھا گئی

یہ کیون غمزے کرتی ہے عشاق سے
قضا کو کہان سے ادا آگئی

نئے رنگ کے کھل گئے گل امیر
طبیعت جہان رنگ پر آگئی

وہ صورت تصور مین کیا آگئی
پری آکے تصویر کھچوا گئی

نئی چشم ساقی کو موج آگئی
مری عمر کا جام چھلکا گئی

تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار
ہنسی میرے پھولون مین کیون آگئی

کہا جھک کے مینا نے کچھ جام سے
تری بات اے دختِ رز آگئی

نہ آئے اگر یار پیمان شکن
آجل آنے مین تو نہ کرنا گئی

کہانی مرے درد کی کچھ نہ تھی
مگر ساری مجلس کو تڑپا گئی

کھلا اُنکا جوڑا تو دشمن کی گھر
اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

قیامت ہے واعظ اسی تاک مین
اُدھر تو نے پی اور اُدھر آگئی

پسینے مین کیون ڈوبتی تیغ یار
کیا اُسنے عریان تو شرم آگئی

چھپا اُرخ کو دل لیکے اُس زلف نے
وہ قرآن کی جھوٹی قسم کھا گئی

قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے
مری شاخ اُمید مرجھا گئی

مرے دل کی اللہ رے بربادیان
کہ وحشت بھی تنگ آکے گھبرا گئی

نظر تمنے گھونگٹ اُٹھا کر جو کی
عروسِ بہار اور شرما گئی

مرادل تہا وہ پھول کی پنکھڑی
چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

نہ سمجھے تیرے مرنے کے یہ دن نعیمؔ
خدا جانے کسکی نظر کھا گئی

اُدھر شرم اِدھر توبہ ٹوٹی امیرؔ
شکست آج دونوں طرف ہو گئی

اُسکی شوخی شرار میں ہے اُسکی گرمی حنا میں ہے
وہ آب ہر سبزہ زار میں ہے وہ لالہ ہر کوہسار میں ہے

ہوا ہے اُس زلفِ کج کا سودا نہیں ہے کچھ قرار اک جا
حلب میں ہو ایک پاؤں اپنا تو ایک ملکِ تتار میں ہے

ہوئے ہیں ہم داغ کھا کے آخر اثر ہے سوزِ جگر کا ظاہر
لحد پہ جلاؤ میں چراغ مزار بھی لالہ زار میں ہے

جو حالِ چشمِ پُر آب کہیے تو بادلوں کا جواب کہیے
مژہ پہ ہمکو سحاب کہیے کہ اب بھی دریا غبار میں ہے

ہوا ہی بے روح جیسے پیکر ہمیں ہے سیرِ جہاں میسر
زمین میں گڑ کر گئے فلک پر چڑھا ہوا اپنا آوازہ ہے

نہیں میں رنگِ لباسِ ہر گل نہیں یہ قوت ہی کام ہا گل
میں اس چمن میں ہوں مثلِ بلبل کہ ایک صورت ہزار میں ہے

کہاں خواہش ہی دیکھو مر کر کہ بوسہ اُس لب کا ہو میسر
کلال جلدی بنا رہے ساغر خراب مٹی مزار میں ہے

جلی ہے ہاتھوں میں تیغِ قاتل عجب ہی ہے جالی بھی غافل
دیت وہ کس کو دیگا ادا کہ ایک کوڑی کنار میں ہے

گئے جو ہم سوئے دشت ہاموں کھلا یہ پھر بھی جنوں میں مجنوں
نہیں بگولا یہ خاکِ مجنوں تلاشِ محمل سوار میں ہے

ہوا میں ہر چند غم سے بیجان گیا نہ سوزِ فراقِ جاناں
پسِ فنا بھی یہ جسمِ سوزاں شرارِ سنگِ مزار میں ہے

نہ ہاں اشکوں میں ہی برائی کہ پھول کھلتے ہیں اپنی نوائی
شریک شاید چمن کا پانی خمیرِ جسمِ ہزار میں ہے

گدا نے رو کر بہت پکارا جواب اندر سے کچھ نہ آیا
بخیل در بند کر کے بیٹھا کہ کوئی مردہ مزار میں ہے

ہوئے جہاں سے عدم کو راہی وہی ہے وحشت کی تباہی
مکان میں میرے جو تھی سیاہی وہی اندھیرا مزار میں ہے

امیرؔ کس کے تشنہ ہوا کہ اب بھی پانی کا ہے تقاضا
غبار اُڑتا نہیں ہے بیجا تلاش ابرِ بہار میں ہے

کہیں یہ بھی نہ چھپ جائے نظر سے
نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے

وہ فتنہ حشر میں اُٹھنے کو تھا ہے
گرائے تو جسے اپنی نظر سے

نہ آیا تیر جب کوئی اُدھر سے
لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

بلا تھی شامِ غم اے صبحِ وصلت
نکالا تو نے آکر میرے گھر سے

تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلون
ذرا تھم تھم کے درد اُٹھے جگر سے

مبارک تجکو اے شوقِ شہادت
وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے

ستم ہے تیر سے ہوتے آبِ پیکان
مرا دل بوند بھر پانی کو ترسے

ہجومِ آرزو ہے وقتِ آخر
پتنگے لپٹے ہین شمعِ سحر سے

خدا کو رحم آیا بیکسی پر
کہان پہنچا ہون مین گر کر نظر سے

مسی چھوٹی ہوئی سوکھے ہوے ہونٹھ
یہ صورت اور آپ آتے ہین گھر سے

ذرا ٹھہرو ابھی جوڑا نہ کھولو
نزاکت پوچھ لے پہلے کمر سے

وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین
کوئی ہمسا بھی گزرا ہے نظر سے

بلا لو سامنے دیکھو تو کیسا
تڑپ کر آئینہ نکلا ہے گھر سے

ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا
جگر آگے ہی دل سے دل جگر سے

تڑپ اس برق کو ہمنے سکھائی
چمک ہے درد کی میرے جگر سے

خدا حافظ ہے اب میری نظر کا
کہ لڑنے جاتی ہے اُسکی نظر سے

نہین سنتی اجل بھی میری فریاد
اگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے

تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر
مین ہنستا ہون ترے زخمِ جگر سے

امیر اُس قتلگہ کو لیچلا ہے
لپٹ کر خود مرا دامن کمر سے

حشر مین جب اُنے کہا بندہ خطاکارون مین ہے
رحمت اُسکی بول اُٹھی چل تو کن گنہگارون مین ہے

پھنک رہا ہون ہجر مین پر دھیان رخسارون مین ہے
جان پھولون مین پڑی ہے جسم انگارون مین ہے

مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آ اِدھر
پیار کرتی ہے وہ میخوار انکو میخوارون مین ہے

مین ہون عاجز اور اُسکو عاجزی محبوب ہے
بے نیازی اُسکی میرے نازبردارون مین ہے

ڈھونڈھتا ہے اُسکو ای زاہد تو اپنے دل مین ڈھونڈ
چھت مین کعبے کی نہ وہ کعبے کی دیوارون مین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ملتی جلتی یار سے ہی بات جو یارون مین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوش رحمت مین مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کسکے گنہگارون مین ہے

کیا نمود آفتاب حشر داغون کے حضور
وہ بھی اک چھوٹا سا انگارا ان انگارون مین ہے

اسکو لے ساقی اُٹھا دے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف بھی ہے کیا میکش جو میخوارون مین ہے

حسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گھر مین وہ پردہ نشین ہی شور بازارون مین ہے

پہ بجھتی ہے میرے آنسو مرگ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشاد شادی میری غمخوارون مین ہے

ابر جب گھر گھر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اُسکی آج ساقی بنکی میخوارون مین ہے

لینے آئی ہے اجل کسکو عدم کو جاے کون
اتنی طاقت اب کہان فرقت کی بیمارون مین ہے

صورت آئینہ ہر صورت سے ہی وہ آشنا
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارون مین ہے

گھر وہی ہے ہجر کے دن بھی جو روز وصل تھا
دلمین وحشت ہی درون مین ہی نہ دیوارون مین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکھے عجب دربار دربارون مین ہے

اُس کا خنجر جو دست نازنین سے
پھری جھنجھلا کے لی چین جبین سے

یہ ظاہر ہے دل اندوہ گین سے
کہ ظالم چوٹ کھا آیا کہین سے

اُٹھے جب گردباد آسا کہین سے
زمین کچھ لیکے اُٹھے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقت رقص بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچونگا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین منہ سے جو نکلی پھر کہان ہان
خدا محفوظ رکھے اس نہین سے

کبھی چھپ کر بھی مجکو دیکھ لے گی
ذرا پوچھو تو چشم شرمگین سے

اُٹھایا برہمی سے اُسنے گھونگٹ
جبین پیدا ہوئی چین جبین سے

سوال بوسہ لب تک کیونکر آئے
حیا آتی ہے چشم شرمگین سے

حذر مے سے مسلم اور جو واعظ
ملے دست بتان نازنین سے

کیا کیا دخت رز نے وصل من کام
نزاکت چھین لی اُس نازنین سے

یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے
گرے پڑتے ہین آغوش جبین سے

صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج
کوئی پیغام لائی ہے کہین سے

جفائے آسمان کی داستانین
سنو گور غریبان کی زمین سے

پس مردن تصور مین کسی کے
لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے

چراو بھیک مانگو اُن کو کیا کام
انہین روز اک نیا دل دو کہین سے

مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاو
ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے

یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون
حیا روٹھی ہے چشم شرمگین سے

وہ نقش دلنشین ہے نام تیرا
ملے تو چھین کر لیلون نگین سے

چڑھاو تیوریان تم آئنے پر
تمہارے ناز اُٹھین گے تمہین سے

غضب کا وقت ہی ہوتی ہین رخصت
تمنائین نگاہ واپسین سے

اجل بھی چیخ اُٹھی ہے دم نزع
وہ چٹکی لی نگاہ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
مٹے جو بل حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل یہی ہے
یہی گھر ہے لیلیٰ کا محمل یہی ہے

ترا دوست میرا عدو دل یہی ہے
ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے

ستم ہے نکیلی چھری اُس نگہ کی
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے

رہ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین
کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے

نچھوڑا نگاہ مین تیرے ناوک کو ظالم
کہ حسرت بھرے دل کا قاتل یہی ہے

مرے دل کو ٹھکرا کے مجھ سے وہ بولے
بڑی دھوم جسکی تھی وہ دل یہی ہے

نہیں اُسکو دشوار کچھ ذبح کرنا
مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے

وہ صورت تصور سے ہٹنے نہ پائے
ترا حسن ای عشق کا ل یہی ہے

مرے ناتوان دل کو دیکھا تو بولے
ہلا دیگا جو عرش وہ دل یہی ہے

اجل گور تک مجکو پہنچا کے بولی
مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا میری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے عیسیٰ ہو وہ دل یہی ہے
جو زندہ ہی مُردون مین شامل یہی ہے

تڑپ کر ہمین دل نے مارا تو سمجھے
کہ بسمل کے پردے مین قاتل یہی ہے

نہ گھبرا یہ خنجرِ عشق دم لے
مری کا تو وقت امین اید ل یہی ہے

کھلا تختہ لالے کا تو مین یہ سمجھا
کہ اُسکے شہیدون کی محفل یہی ہے

خدا وادیِ امتحان مین سنبھالے
کڑی راہ الفت مین منزل یہی ہے

مری لاش پامال کرتا ہے ظالم
ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے

تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو
چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے

کلی پھول کی ملکے چٹکی سے اُسنے
کہا مجھ سے کیون آپکا دل یہی ہے

عدم مین [illegible] احبا کا غم کیا
یہین آئینگے سب کی منزل یہی ہے

مرا دل ہی دشمن ہے دلبر کرے کیا
زہے مفت بدنام قاتل یہی ہے

بکمال طلب ہی جو خود ہو وہ طالب
وہ کھنچ آئے خود جذب کامل یہی ہے

جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو
نہ توڑ اسکو ظالم مرا دل یہی ہے

عدو کو مین اُس بزم سے تو اُٹھاؤن
جگہ اُسکی دل مین ہو مشکل یہی ہے

دلِ دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے
جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

امیر اُس نے تیور مرے کھ رہی ہین
تری بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے
یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون ہی کوئی ملتا ہے

ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہی
کہ درد اُٹھ کر بدلواتا ہے تب کروٹ بدلتا ہے

بہار آپہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین
بہم یہ بحث ہی دیکھین تو کون آگے نکلتا ہے

ضرور آفت کوئی آئی ہے دل پر ورنہ ای ہمدم
تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

ترا بیمار اے عیسےٰ نفس بگڑا ہی اب ایسا
سنبھالا ابھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہی

ہمین دھڑکا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے
بدلجاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے

حنا کیون دیکھ کر اُسکو پسی جاتی ہی گلشن مین
لہو عشاق کا ملتا ہے منہدی کب وہ ملتا ہے

چھڑکتے ہین وہ افشان گیسوؤن پر خیر ہو دلکی
مسافر چھاؤن مین تارونکی گھرسے چل نکلتا ہے

خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین
بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے

رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی
یہ طفلِ اشک انہین پیاری کھلونون پر مچلتا ہے

یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہی شمع محفل تک
کہ پروانہ پرون سے شب کو پنکھا ارز جھلتا ہے

ذرا سی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو
کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گر گر کے جلتا ہے

خرامِ ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون
کسی کے پاؤن چلتے ہین کسیکا ہاتھ چلتا ہے

جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین
ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے

تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین
کوئی دوزخ مین پھکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس نادان نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آپہنچی ہے اب جام مئے سے تو نہین جیتا ہو
خدا چاہے تو رنگِ گلشنِ عالم بدلتا ہے

سگے پر میرے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے
خزان یون ہے جیسی باغ مین طاؤس جلتا ہے

رفوگر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانے سے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھ جی بہلتا ہے

ذرا تو نشہ کم ہو تو یہ بڑ ہوا تا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہے

ہم اتنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکرِ حسنِ یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دورنگی ہے
پھنتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شے جہان مین کلک کو دیکھو
زبانِ گنگ ہے پر کام کیا اس سے نکلتا ہے

تری نقش قدم سے دی ہے جو ای ماہرو نسبت
خوشی ایسا ہے کہ اب مجنون کی بھی طاؤس چلتا ہے

اگر چشمِ بصیرت ہے رفاقت سیکھ سائے سے
کہ رہرو جسطرف چلتا ہے یہ بھی ساتھ چلتا ہے

کیا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی رواں ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جسدم نکلتا ہے

ذرا سمجھو مری امید ناحق قطع کرتے ہو
شجر کا کاٹنا کب کاٹنے والی کو پھلتا ہے

چلی عمرِ رواں جسدم زوال آیا جوانی کو
مگر ہے دوپہر سا نچا کہ دن آمین بھی ڈھلتا ہے

وہ شاعر زندہ ہے مشہورِ عالم ہے سخن جسکا
کہ نام انسان کا اولاد سے دنیا مین چلتا ہے

پٹا ہے بوجہ اسے لیجائے کوئی دلستان یارب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الہی آگ پر پارہ ہے یا اسپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھ اچھلتا ہے

سنا قاضی کی کیا چھڑوائے گی مستون سے میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پھلتا ہے

سخی کے پاس کچھ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھ ثقل بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجھ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوقِ میخوشی بڑھاتی ہے گھٹا برسات کی
اور لے اڑتی ہے مستونکو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرم آرایش نہو
آگ تلوون مین لگا دے گی حنا برسات کی

ابر دریا سبزہ ساقی یار مطرب دختِ رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھین فضا برسات کی

آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے تری ہونٹون کی یاد
اے پری مستی ہی یاد دی گھٹا برسات کی

شیرہ انگور کو کرتی ہے آب آتشین
آگ پانی مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ مین ڈوبے ہوے ہین نوعروسان چمن
پتے پتے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

میکدے مین بوتلون کی منہ سے اڑجاتی ہین کاگ
ہوش مستون کے اڑاتی ہی ہوا برسات کی

مورناچے کوئلین کوکین پپیہے بول اٹھے
وصل کے دن آگئے فصل آئی کیا برسات کی

جب دوپٹا سادہ اوڑھا تمنے دہانی ہوگیا
وہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤن مین ڈوب جائین بدلیان ای چشم تر
ابتو زور اپنا بڑھا قوت گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن مین تمنے جب گائے ملار
پینگ دینے کے لیے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلف سیہ کو دیکھکر شرما گئی
بھیگی بھیگی رات ہے اے مہ لقا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش بڑھے
آکے میخانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکرین لین ابر سے مستون نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے مستی ساقیا برسات کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اٹھی نہین
نیچے کھینچے ہوے آئی گھٹا برسات کی

فرقت ساقی سے آنکھون مین جہان اندھیر ہے
جان پر مستون کے نازل ہی بلا برسات کی

جب چمن مین آگیا مستون کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کردیا ہے چشم تر نے لاکھہ امیر
چشمکین کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑھتی ہے رونے سے مستون کی فضا برسات کی
آگئی کیا گھٹ کے آنکھون مین گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوش بارش جوش رحمت کی دلیل
ہم سیہ کارون سے نازش ہی بجا برسات کی

شوخیان ہین دختر رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلین ہین مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدون کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پاے شیخ
کچھ عجب مستانہ رت ہے ساقیا برسات کی

میکشون کے منہ سے جو اس فصل مین نکلی دعا
لے اڑی باب اجابت کو ہوا برسات کی

دخت رز سے کہدی ساقی ابر کھنچے چار دن
فصل آپہنچی ہے او نا آشنا برسات کی

میکشون کے دل مین داغ آنکھون مین ساقی کی خمار
یہ نشانی رہگئی ہے جابجا برسات کی

ہر روش پر ہو چمن مین ایک پری ساغر بکف
ایک دن یون دیکھین اے ساقی فضا برسات کی

پتے پتے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی

لعل ولب سے ٹپکی انگارا ہوئی ہین ہاتھ پاؤن
کیا رچی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی

کنجِ گلشن مین ہو صحبت دور ساغر کی ضرور
میہمانی ہے مناسب ساقیا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دورِ شراب
مژدہ مستون کو خبر لائی صبا برسات کی

ہجر مین سب بیمزہ ہے وصل مین سب بامزہ
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نو نہالانِ چمن مین تھا کہان یہ حسن امیر
حضرتِ یوسف سے ہے ساری فضا برسات کی

یہ کنایہ ہے نواب محمد یوسف علیخان بہادر فردوس مکان والی رامپور سے ۱۲

مرے دل مین پاک نگہ نئی ترے رخ کی جلوہ گری رہی
نہ کہین چلی نہ کہین پھری اسی شیشے مین یہ پری رہی

مے بیخودی نے کرم کیا تو مے خودی نے ستم کیا
کچھ ادھر سے بیخبری رہی کچھ اُدھر سے بیخبری رہی

یہ یہین کی ساری کرشمے تھی جو یہان سے آگے مین بڑھ گیا
نہ ثمر نہ بے ثمری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی

مری شاخِ گلشن آرزو ہوئی کچھ نہ واقفِ رنگ و بو
نہ پھل اسمین کوئی کبھی لگا نہ کلی کھلی نہ ہری رہی

نہ یہ کی کسی نے اُنہین خبر گیا جہان سے کوئی گزر
اسی آرزو مین گئی بہر مری لاش در پہ دھری رہی

روشِ اُسکی پائے مجال کیا کبھی دو قدم وہ اگر چلا
نہین تاب مجھکو پسا یہ پسا یہ صدائے کبک دری رہی

رہے ہم تلاش مین در بدر دل و دیدہ دونون تھے اسکے گھر
کبھی اسمین جلوہ گری رہی کبھی اُسمین جلوہ گری رہی

دل اگرچہ غم سے فگار ہے مگر اب بھی باغ و بہار ہے
اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہو کے ہری رہی

مرے آنسوؤن ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤن کی یہ مو بمو
تری مانگ اے بت ماہرو نہین موتیون سے بھری رہی

جو بڑی بڑی تھے جہان کشا اُنہین کیا فلک نے مٹا دیا
نہ عروج چترِ شہی رہا نہ ضیائے تاجِ زری رہی

جو تعب سے ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی
کبھی ہستی کی نہ راہ لی وہی انکی کج نظری رہی

نہ گزر ہے بزمِ جمال میں نہ وہ قوت اپنی خیال میں
نہ وہ حکمتِ عملی رہی نہ وہ حکمتِ نظری رہی

ہوسِ جہان سے فراغ ہے نہ وہ دل ہے اب نہ دماغ ہے
نہ ہوائے نزہتِ باغ ہے نہ تلاشِ حُسنِ پری رہی

نہ سُنا فسانۂ شور و شر ہوئی خواب ہی میں مری بسر
نہ ہوئی کسیکی کبھی خبر مجھے سب سے بیخبری رہی

رہے کسطرح یہ جنون کا غل خبر اس خبر سے ہے جز و کل
ہوئے خلق جب سے برنگِ گل ہمیں مشقِ جامہ دری رہی

یہ طبیعت اُنکی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی چھری
کوئی مرغ کیا کہ صبا کو بھی نہ مجالِ نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تھا اُسے دیدِ طرزِ خرام کا
کہ زمینِ کوچۂ مہ لقا تہِ پائے کبکِ دری رہی

اے خضر کیا سناؤں میں حالِ تباہ کی
ظلمات دھوپ ہے مرے روزِ سیاہ کی

اتنی تو اُسکے دل نے مرے دل سے راہ کی
آنکھ آج پیار کی ہے تو چتون ہے چاہ کی

کیا کیا شبِ وصال میں گستاخیاں ہوں میں
تعزیر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی

اہلِ عدم سے کیون نہو منزل پہ میل جول
ہے اِن مسافرون میں ملاقات راہ کی

یہ میرے دل کو پاسِ نزاکت تہا یار کا
تڑپا ٹھہر ٹھہر کے تو تھم تھم کے آہ کی

سرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے
آئے گی شامت آج کسی بیگناہ کی

کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سے وہ شوخ
اس شکل پر حضور کو سوجھی ہے چاہ کی

زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا
کعبے گیا مگر نہ کسی دل میں راہ کی

فریاد کس سے کوچۂ الفت میں کیجیے
سُنتا نہیں ہے کوئی کسی دادخواہ کی

ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اُٹھا
یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی

قسمت جو لیچلی مجھے کوچے سے یار کے
حسرت سے دیکھ کر سوے گردون اک آہ کی

گزرے گی وہ نہ داورِ محشر کے سامنے
جس فرد پر نہو گی نشانی گناہ کی

آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہو گیا
فرصت ملی نہ ہائے دوبارہ نگاہ کی

میں نے بلائیں لیں شبِ فرقت کی بار بار
پائی جو شان کچھ تری زلفِ سیاہ کی

رحمت تری وسیع مین ناچیز رو سیاہ
اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی

بسمل تڑپ بچے گا نہ اے ترک دیکھ تو
برچھی اُتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی

کسکی سواری آتی ہے صحرا مین اے جنون
اُٹھ اُٹھ کے رقص کرتی ہی کیون گرد راہ کی

سب عیب ایک اشکِ ندامت سی مٹ گئی
ساری سیاہی دھو گئی روے سیاہ کی

ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان
مین پس گیا جو اُڑ کے پڑی گرد راہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
ہے ہنے اُسی کی شان کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے
ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے

امتحان خوب وفا کا بھی جفا کا بھی ہوا
تم ہمین جان گئے ہم تمہین پہچان گئے

کہتے ہین شب کی خوشامد بھی عجب جادو تھی
ماننے کی جو نہ تھی بات وہ ہم مان گئے

وصل مین کہتے ہین کوئی نہین آڑے آتا
ہاے اس وقت کہان میری نگہبان گئے

چبھ گئی گونج جو بالی کی بگڑ کر بولے
ہاتھ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے

جب مین دروازے پہ دیتا ہون کسیکو آواز
کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے

کبھی سونی نہین ہوتی ہے سراے دنیا
اور دم آ گئے دو چار جو مہمان گئے

پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان
مہربان پا کے تجھے سب ترے قربان گئے

شیخ جی چھپ کے یہ حجرے مین اُڑانا بوتل
واہ وا آج تو حضرت تمہین ہم مان گئے

حسنِ انجام پر اسلام کا ہے دار و مدار
تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے

قتل پر میرے اُٹھاتے ہو عبث تم بیڑا
سرخرو بھی ہون وہی بنکے جنہین پان گئے

خاکساری کے مزے خوب اُٹھے دنیا مین
خاک ہم چھاننے آئے تھے یہان چھان گئے

دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ ری شوق
بڑھکے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے

گرمیان وصل مین کین اُنسے تو جلکر بولے
جانے دو انکو جہنم مین یہ ارمان گئے

حق شناسی کی حقیقت کو انھین نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس برے حال سے عاشق تری ای جان گئی / چارہ حیران گئے چارہ پریشان گئے
پوچھتا کیا ہے کہان دل جگر اے جان گئے / جان اے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے
ہے وہی حسرت دیدار وہی شوق وصال / دل گیا ہائے مگر دل سے نہ ارمان گئے
نیمجان لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا / ایک وار اور بھی قاتل ترے قربان گئے
آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا / وہ گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے
کچھ عجب رنگ سے پرزے کیے دیوانون نے / بنگئے گل سو دامن جو گریبان گئے
لاش پر میری کہا آکے کہ او طالب وصل / کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے
بیوفا جان نہین ہوتی ہے اس پردے مین / تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے
دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم / تم جہان جا ہو چھپو ہم تمھین پہچان گئے
جیتون نے تری سینے کو بنایا چھلنی / ناوک ناز کلیجے کو مرے چھان گئے
سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے / دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے
صافیان لیتے ہوے ابر کے لگنے آئے / اور مستان خرابات کی مے چھان گئے
ہمکو سختی سے کہان وادی وحشت مین نجات / تنگ کرنے کو پہاڑ آئے جو میدان گئے
قاضی و محتسب شہر سدھارے حج کو / میکشو خوب ہوی حلق کے دربان گئے
خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا / جن مین پھرتے تھے کہان ہای وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان نہ وہ سنسان بیابان گئے

کہتے ہین مجھسے کہ مجھپر ہے یہ تہمت کیسی / دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی
پیار کیا کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا / تیری ٹھوکر سے ملی اٹھکے قیامت کیسی (۱)

نادک نازکی آمد جو کہین سُن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پھرتی ہی حسرت کیسی

پسگئی پھولون کے گجرے سے کلائی اُنکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترے ہونٹھ یہ کہتے ہین کہ بوسہ لی لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پھولون کی دیکھین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اُٹھ اُٹھ کے یہ خاک جو تڑپاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دباکر مری تربت کیسی

سامنا اُنکا ہمارا جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو مجکو نہ پتنگون کو چراغ
چھاگئی ہے یہ اندھیری شبِ فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آجاتی ہے بڑھ کر تری رحمت کیسی

ہاتھا پائی مین تو مجھسے بھی وہ نکلے چالاک
سب بناوٹ کی یہ باتین تھین نزاکت کیسی

جلوہ گر یار ہے مجمع مین نظربازون کے
لُٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کرو خلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اُسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اُٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑھا آگئی طاقت کیسی

اُسکی رحمت سے ہے سُکھپال جنازہ کیسا
حور کھولے ہوئے آغوش ہی تربت کیسی

شبِ فرقت شبِ وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسوئے محبوب سے رنگت کیسی

ادھر سے روٹھے ہوئے مان لے کہنا من چلا
دیکھ کرتا ہے مرا دل تری منت کیسی

مے جو دی ہوٹتے ہوئے جلم مین ساقی نے پی
پھوٹی قسمت بھی تو ثابت رہی نیت کیسی

حسنِ یوسف کو بہت آنکھ جھپا کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری ہے شباہت کیسی

جی چُراتا ہون مین جب ناز اُٹھانے سے امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہی آنکھون مین شرارت کیسی

دل اڑا لے گئے دکھلا کے وہ جوبن کا ابھار
سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی

روٹھتے وقت ذرا آئینہ لیکر دیکھو
منہ بنانے مین بگڑ جاتی ہی صورت کیسی

اچھی صورت کو تری دیکھ کے دل لوٹ گیا
ہاے اندھیر ہے کو نہ سوجھا کہ ہی سیرت کیسی

ہمتو چلمن کے ادہر ہین نگہ شوق بتا
تو نے چلمن کی ادہر دیکھی ہی صورت کیسی

گدگداتا ہے جو ابھرا ہوا جوبن ان کا
چٹکیان لیتی ہے دلمین مرے حسرت کیسی

ناز اٹھوا کے اشارون مین کہا بس چلدو
تم تو بیگاری ہو بیگار مین اجرت کیسی

مجھ سے اور غیر سے تکرار یہ وہ کہتے ہین
کیون لڑے مرتے ہو آپس مین یہ حجت کیسی

وصل مین اٹھتی جوانی کا جو کس بل دیکھا
جھجکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی

چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے
ڈگمگی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی

مار ڈالا ہے مجھے وصل کی رات آنے دی
دیکھ خدمت تری کرتا ہون نزاکت کیسی

واعظ اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم
گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی

جو نکلنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام
آنکھ کھلتے ہی سلا دیتی ہے غفلت کیسی

جلنے والے ترے کیا جانین تری بزم کا لطف
کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی

کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد
بولی سر چڑھ کے ترے میری محبت کیسی

پا کے تنہا انہین بوسے جو لیے کہنے لگے
ملگئی مفت چھڑے کو یہ نعمت کیسی

مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب
مفت لے لو اسے ٹھہراتے ہو قیمت کیسی

وصل مین بھی تو نکلتی نہین اے پردہ نشین
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہی حسرت کیسی

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین
اچھی خاصی یہ سڑک ہے مری تربت کیسی

سر پٹکتا ہون مین کروٹ نہین لیتی غافل
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتی ہی قسمت کیسی

پھل کو تلوار کے حیرت سے جو دیکھا تو کہا
اک ذرا چکھیے تو اس پھل مین ہی لذت کیسی

دل مری آنکھون سے کہتا ہے کہ تجھپر مین نثار
ہاے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

بات کرنے کی تو مہلت نہین ملتی ہے امیر
ایسی حالت مین غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے ‌ ‌ ‌ اور کیا بیچارے کی اوقات ہے
جھانک تاک اغیار سے دن رات ہے ‌ ‌ ‌ اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے
دیکھو غفلت مین جوانی کو نہ کھو ‌ ‌ ‌ عمر بھر مین اک یہی تو رات ہے
اتنی باتین کیون سناتے تم مجھے ‌ ‌ ‌ پیار کرتا ہون مین اتنی بات ہے
دیکے دل لیتے ہین بوسے جان نثار ‌ ‌ ‌ گھر سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے
دیدے ہین اور دیدہ بازی حسن کی ‌ ‌ ‌ ان ندیدون کی یہی اوقات ہے
بوسہ بے گالی کبھی ملتا نہین ‌ ‌ ‌ یہ نئے انداز کی خیرات ہے
گالیون کی آرزو پر بول اٹھے ‌ ‌ ‌ لو برا کہنا کچھ اچھی بات ہے
جتنے شعرون مین ہے مضمون کمر ‌ ‌ ‌ سب مین اک پوشیدہ نازک بات ہے
توتا چشمی سبزہ رنگون پر ہے ختم ‌ ‌ ‌ بیمروت بیوفا یہ ذات ہے
دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف ‌ ‌ ‌ مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے
پھول ہارون کے لٹاے راہ مین ‌ ‌ ‌ یہ نیا بیلا نئی خیرات ہے
مہربانی بے سبب اسکی نہین ‌ ‌ ‌ گھاتیا ہے اسمین بھی کچھ گھات ہے
تاکی ہے رندون نے پگڑی شیخ جی ‌ ‌ ‌ کچھ خبر بھی قبلہ حاجات ہے
تلون سے رات دن ڈھلتی ہی مے ‌ ‌ ‌ یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزارا ہی امیر
اسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہو گئے ‌ ‌ ‌ کیا کیا خیال خواب فراموش ہو گئے
بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہو گئے ‌ ‌ ‌ ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہو گئے

حرصِ شراب نے ہمیں بدنام کر دیا
چٹ کرکے اُس بلا کو بلا نوش ہو گئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

لذت نہ ہے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چبھے تھے نیش وہ سب نوش ہو گئے

صحبت مین میکشون کی نہین بے سبب دور
ساغر بھی مستِ بادۂ سرجوش ہو گئے

یاد آ گئے مزے جو پسِ مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حورونکے آغوش ہو گئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترانہ سنج
جتنے کھلے تھے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

ساقی شراب اور خرابا تیون کو دے
ہم تیری چشمِ مست سے مدہوش ہو گئے

کیا جانے کیا خیال شبِ وصل بندھ گیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئے

ملبوسِ خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کھا کے دستِ یار سے گلپوش ہو گئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی رہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہو گئے

بوسے لیے جو زلف کے مستی مین تو کہا
لے پیتے پیتے تم تو بلا نوش ہو گئے

پھرون ادھر کو رخ نہ کیا وصلِ یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مرے ہوش ہو گئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکھین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہو گئے

دفتر گرا ادھر تو اُدھر کاتبِ عمل
تڑپے ہم اس قدر کہ سبکدوش ہو گئے

مدت سے سر امانتِ شمشیرِ یار تھا
ہم ذبح ہو کے خوب سبکدوش ہو گئے

دیکھا جدھر لنکھیون سے اُس مستِ ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہو گئے

افسردہ داغ دل ہوئے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہو گئے

قاضی بھی محتسب بھی قدح نوش ہو گئے
چھپ چھپ کے دخترِ رز سے ہم آغوش ہو گئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدھیان
جو رنگ ہو کے تیغ سے گلپوش ہو گئے

کوندھا ابھی جنازے کو دینا ہے جان من
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہو گئے

چھپتے کہان وہ وصل مین لیکن حجاب سے
مُنہ پر نقاب ڈالکے رُوپوش ہو گئے

عاشق مُرے تو سوگ تمہاری بلا کرے
تم کیون برنگِ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق شوق ساتھ جوانی کے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوے وہ آخرِ شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے بھی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بتا گوش کی سنان
سینہ سپر وہ خالِ بنا گوش ہو گئے

آئی تھی کس کی شکلِ خیالی کہ خواب مین
بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریبیے
مطلب کیوقت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشقِ فدائی سے دردِ دل
اونچا لگے وہ سُننے گران گوش ہو گئے

اُس پائے نازنین کا تو رتبہ بلند ہے
لاکھون کے مہر تصدقِ پاپوش ہو گئے

اُن بجلیون سے دل مین چمکتی ہین بجلیان
قندیل کعبہ اب وہ دُرِ گوش ہو گئے

جنکی جگہ سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی
افسوس کیا وبالِ سر و دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پالے ہوے دلکو روئیے
خالی یونہین ہزارونکے آغوش ہو گئے

ایسے سمائے میری نظر مین شبِ وصال
آنکھون کی پتلیان وہ دُرِ گوش ہو گئے

وہ شہسوارِ حسن جو معراج کو چلا
جبریل ساتھ غاشیہ بردوش ہو گئے

بہکا مین مستِ شوق شبِ وصل تو کہا
لو تم تو بے پیے ہوے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا نہ تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

ہوے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چُن چُن کے مارے
نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتّے
ہوئے باغ نذرِ خزان کیسے کیسے

ستارون کی دیکھو بہار آنکھ اُٹھا کر
کھلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے

اکڑتے اُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے
لیے ناز نے امتحان کیسے کیسے

یہان درد سے ہاتھ سینے پہ رکھا
وہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے

ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا
مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے

وہ صورت نہ آنکھون مین اب ہے نہ دل مین
مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے

ترے جان نثارون کے تیور وہی ہین
گلے پر ہین خنجر روان کیسے کیسے

جہان نام آتا ہے اُن کا زبان پر
تو لیتی ہے بوسے زبان کیسے کیسے

ہر اک دل پہ ہین داغ ناکامیون کے
نشان دے گیا بے نشان کیسے کیسے

بہار آکے قدرت کی گلشن مین دیکھو
کھلاتا ہے گل باغبان کیسے کیسے

اُٹھائے ہین مجنون نے لیلیٰ کی خاطر
شترِ غمزدہ ساربان کیسے کیسے

خوشا اقبال کیا سرزمینِ سخن ہے
ملے ہین اسے باغبان کیسے کیسے

جوانی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ
تڑپتے ہین دیکھو جوان کیسے کیسے

شبِ وصل حل ہو نگے کیا کیا معمے
عیان ہو نگے رازِ نہان کیسے کیسے

خزان لوٹ ہی لیگئی باغ سارا
تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے

بنا کر دکھائے مرے دردِ دل نے
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

امیر اب مدینے کو تو بھی روان ہو
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

مٹے دختِ رز پر جوان کیسے کیسے
رہے دورِ پیرِ مغان کیسے کیسے

نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن
ترے ساتھ ہین پاسبان کیسے کیسے

رہِ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے
تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے

کہین قتل پر عشق مین خاتمہ ہے
ابھی دینے ہین امتحان کیسے کیسے

ہند ہے تار اشکون سے کے غربت مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین درد آنکھون مین دم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کو میری
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شب ہجر بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمین سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

بت اقرار وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

امنگین ترنگین جوانی ہی تک تھین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

جہان چھیڑنے پر وہ باتون مین آئے
چلی لیکے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ اسکی نہ خنجر
رہے دم بخود ہمزبان کیسے کیسے

ق

توجہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
نکالیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

امیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پھلے نگاہ پھر مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری اسے دلربا ہوئی

لٹکائے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انہین کیا بلا ہوئی

موجود آپکے وصل مین بھی لو حیا ہوئی
اک جان کا عذاب ہوئی شرم کیا ہوئی

گالی بھی پیارے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیجا بھی بات تو نے کہی تو بجا ہوئی

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اسکو اختیار
تو ہے گناہگار کہے جا خطا ہوئی

بیٹھے ہوئے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
لے جان دل لگانے کی اچھی سزا ہوئی

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبحِ شبِ وصال ہے ہے یہ رات بھر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتون کو دیکھکر لو جی مری گلی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر حاجت ہی اس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب آنکھ کیا ملائے گی مستون سے دخترِ رز قاضی کے گھر مین پڑکے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباس شانِ کرم کے ہین دیکھنا خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اک عمر ہوگئی شبِ فرقت کو میرے گھر اب بھی جو ابتدا ہے تو بس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو مقبول کس جلے ہوے دل کی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بھی بڑھکے اضطراب تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوقِ سبزہ رنگ تھی جب تک تھی سبزپوش قاتل لباسِ سرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ناسپاس میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

تھی خوابِ رنگ ہوش یکایک سب اُڑگئے روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آکے کھڑی ہوگئی وہ شکل دم بھر جہان پاک سے پاک آشنا ہوئی

ہے چیز ایک ادا و قضا اس قدر ہے فرق سیدھی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب پہلے اسی غریب پہ مشقِ ادا ہوئی

ستانِ عشق کو رمضان مین بھی عید ہے روزے مین بھی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو ہٹانے کو بھیڑ بھاڑ تیغِ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا لو آج تو کھلی کھلی اے دلربا ہوئی

گھبرا رہے ہو حشر مین کیون اسقدر امیر
اتنی ہی سی تو بات ہے کہدو خطا ہوئی

کچھ بھی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی
یان جان اُس سے پہلے ہی نذرِ ادا ہوئی

کیا پانی پانی شرم کے مارے حیا ہوئی
کیسی خفیف کے مرے گھر قضا ہوئی

کمیا وصل کی گھڑی مری حق مین بلا ہوئی
تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی

لو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی
عیسیٰ یہ دردِ ہجر کی اچھی دوا ہوئی

بولا فلک پہ مہر جو زلف اُسکی وا ہوئی
نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

کہتے ہین زلفِ یار سے دیوانگانِ زلف
کالی ہوی کسی کی بھی تو آشنا ہوئی

عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر
یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی

وہ دیکھتے ہی بزم مین مجکو بگڑ گئے
کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی

ہین رند تو فراق مین ساقی کے تلخ کام
پوچھو تو دخترِ رز سے یہ کیون ہرزا ہوئی

ق
غافل نزول ہی تو کمالِ عروج ہے
خاکِ فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی

نقطے کی سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ
تھی ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی

میری تڑپ مین ہے تری جلوی کی آب و تاب
قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی

ہتھہ پھیریان ہین دستِ نگارینِ یار کی
اور چور دل کی ہاتھ مین آکر حنا ہوئی

مجکو کڑی نگہ سے اُدہر دیکھنا نہ تھا
جوبن کا دل دُکھا تو جوانی خفا ہوئی

گاہک وہ جان کی ہے یہ گاہک ہے دلکی بھی
کیسی قضا قضا کی بھی اُستاد ادا ہوئی

بسمل ادا شناس تھے قاتل ادا فروش
بدنام مفت بیچ مین پڑکر قضا ہوئی

مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مرکے رہ گئے
قربان اس ادا کے یہ اچھی ادا ہوئی

حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی
خلوت مین بھی نہ اُن سے نزاکت جدا ہوئی

کیا کیا نیاز مندون سے ہین بی نیازیان
یان لاکھون لوٹنے لگے وان اکڑ ہوئی

کیون پہلے آرسی نے دکھائی کہ تمنے آنکھ
کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیر روزِ ازل ہی کریم نے
یان پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسیٰ ہو مریضون کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال اچھا ہے

آرزو وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہائے پورا نہیں ہوتا ہی سوال اچھا ہے

نزع مین مین ہون وہ کہتے ہین کہ خیریت ہے
پھر برا ہوتا ہے کیسا ہو یہ حال اچھا ہے

تجھسے مانگون مین تجھی کو کہ سبھی کچھ ملجاے
سو سوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یادِ وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھہ یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
ہے تجھے چڑھ جاے جوانی وہی مال اچھا ہے

پھول پھل ہون کہ نہون چھاؤن گھنی ہو جسمین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت یہ کسی کی نہین روتا کوئی
آنکھین کیون روتی ہین پھر انکا جو حال اچھا ہے

تم زبان سے تو برا کہتے ہو میرے دل کو
جتنونون کی تو سنو کہتی ہین حال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق سے صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے ہین اسمین ہے رقیب اسمین حبیب
خوابِ معشوق سے عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی بھی تو کس مصرف کی
ہو برا بھی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودھوین سال مین ہے نامِ خدا دخترِ رز
پڑھ دے قاضی کہو دو بول یہ سال اچھا ہے

واعظ اسکی سی ادائین تو نہین حورون مین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آ گیا اس کا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جاے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہی جو مال اچھا ہے

وہ ادھر عکس ادھر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کسکا جمال اچھا ہے

دہنِ زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیری تلوار کے بیٹھے کا اگال اچھا ہے

ماہِ کامل مہِ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو ہے کم اس سی ہلال اچھا ہے

ہائے بوٹا سا وہ قد ہاے وہ رخ وہ جوبن
پھول پھل جسکے ہون ایسے وہ نہال اچھا ہے

حسرتیں خون کے دریا ہی مین تڑپین تو بھلی
مچھلیون کے لیے موجون ہی کا جال اچھا ہے

شوخیان وصل مین کرتی ہین جو دلکو مایوس
شرم دیتی ہے تسلی کہ مآل اچھا ہے

برق اگر گرمیِ رفتار مین اچھی ہے امیر
گرمیِ حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دمِ رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہے کیون دل کا تو حال اچھا ہے

پاکدامن ہو تو ارمانِ وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے

مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اس کا ہے اچھا کہ سوال اچھا ہے

دخترِ رز گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم جو کہی ہے مال اچھا ہے

ذکر طوبیٰ ہی کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ سبز مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے

اس کا انجام فراق اُسکا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے

غم مین گزرے تو بُرا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ بُرا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے

کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھسے اے دشمنِ جان تیرا خیال اچھا ہے

عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو ہین وہ سال اچھا ہے

ناز کو جان کی ہے تاک ادا کو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونون کا خیال اچھا ہے

میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہے بُری درد کا حال اچھا ہے

نہ سہی ذوقِ وفا شوقِ جفا کیا کم ہے
کچھ نہونے سے تو ایسا ہو خیال اچھا ہے

جی نہ لگے کیون نہ حسینون کی جفائین سنکر
تذکرہ جس مین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے

خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے

کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
پھر دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ بال اچھا ہے

چلکے دیکھ آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجکو سوجھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھکے دل جسکو وہ قد ہے موزون
جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے

گرمی مہر قیامت کا بھی دھڑکا ہے
پھونکدے خلق کو ایسی مہر جمال اچھا ہے

رشک اسپر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو
خوب دیکھا تو خوشی سے بھی ملال اچھا ہے

کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ
کل کہو گے ترے ابرو سے ہلال اچھا ہے

گرمی شوق یہ کہتی ہے جسے لو دیکھین تو
سنتے ہین طور پہ بھی ایک نہال اچھا ہے

قوت عجز سے تا کنگرۂ عرش پہنچ
رنگ پرواز یہ اے بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بہنہ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کھلکر ترے دیوانے سے
دیکھ نکلی ہے پری سج کے پریخانے سے

ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے
گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوے پیمانے سے

بت بنے بیٹھے ہین بت جی مرا گھبراتا ہے
اُٹھکے کعبے کو چلا جاؤن گا بتخانے سے

حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولی شب وصل
لپٹی ہین کیون یہ بلائین مرے دیوانے سے

دختر رز نام خدا اب ہی جوان اے ساقی
کہین مستی مین نکلجاے نہ میخانے سے

لامکان سے کے جو کتابون مین لکھے ہین اوصاف
ملتے جُلتے ہین وہ کچھ کچھ مری ویرانے سے

دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے
مے پلائی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

رحم اُن پر تو کر اُٹھنے دے کبھی تو اُن کو
مین غضب مین تری آنکھین تری شرمانے سے

شیخ جی رہتی ہین کیون سرخ تمہاری آنکھین
شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے

میرے ہی دل سے بڑی خانہ خرابی کی بنا
گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے

کہتے ہین آگ سے لگے شوق کو تیرے ظالم
جلکے سب رہ گئے چھلّے ترے گل کھانے سے

رقص کرنے لگا دم بھر مین چھلک کر ساقی
کہدیا جھک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے

مین نے زلفون کی ثنا کی تو کہا چپ بھی رہو
دم اُلجھتا ہے اس اُلجھے ہوے افسانے سے

دل چرایا ہے تو آنکھیں نہ چراؤ دیکھو
چوری کھلنے کا ہے ڈر چور کے گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھے رندوں میں تو کیسی تھی کثیف
کیا نہا دھو کے نکل آئے ہیں میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوئے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہیں میخانے سے

راز میخانے کے باہر نہوں میخانے سے
محتسب چھین نہ لے خط کہیں پیمانے سے

ڈھلتا غصے ہی میں آنچل وہ کہیں شانے سے
ہاں ہے محروم رہا کیوں میں سزا پانے سے

زلفیں ہلتی نہیں تیری یہ ہوا پر پریان
آئی ہیں پینگ بڑھانے تری دیوانے سے

تحفہ بھی چاہیے کوثر کے لیے کچھ زاہد
لیتا جا تھوڑی سی تلچھٹ مرے میخانے سے

غیر کو دیکھ کے ساقی نہ ہمیں دیکھا کر
ہم نہیں پیتے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نگہ شوق کی زور آوریوں کو دیکھا
آنچل آیا ہے کہاں ڈھلکی تری شانے سے

داغ تو دل میں مرے تیرے لڑکپن ہی سے تھے
اور ابھرے ترے جوبن کی ابھر آنے سے

دیکھ لے دل نگہ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلے ہیں وہ خسخانے سے

دی بھی ہے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
تو یہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

وہ تو معشوق ہے تڑپانے میں ملتا ہے مزہ
درد دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہیں وصل میں دیکھے کوئی چل پھر انکی
بڑے ہشیار ہیں جو پھرتے ہیں دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھبرے ہیں انہیں میں کیا دوں
غم مرے پاس بچے بھی جو مری کھانے سے

زاہد وعظ کی مجلس سے کسے ہے انکار
تم چلو پی کے میں آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کتنے ہی اک ساتھ لپٹ جاتی ہیں
رشک مطلق نہیں پروانے کو پروانے سے

نیمجان کر کے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری بیدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

درد دل سن کے پسیجا دل بیدرد اُن کا
کام افسون کا لیا ہمنے اس افسانے سے

تو سہی میری وفا اُس سے جنازہ اُٹھوا ے
بدگمانی نہ بھولون کی اُٹھتی نہین جس شانے سے

زیست کا لطف تو یارون ہی کے دم تک ہے امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

دخترِ رز لگی ہے ساقی کسی دیوانے سے
کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہے پیمانے سے

داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم لے اے چرخ
یہ بھی کھا لونگا جو فرصت ہوئی غم کھانے سے

بت حرم مین بھی نہین چین سے رہنے دیتے
روز پیغام چلے آتے ہین بتخانے سے

ساقیا دخترِ رز بھی ہے عجب مشاطہ
آ کے شیشے کو ملا دیتی ہے پیمانے سے

قتل کے وقت مین تڑپا تو کہا خوش ہو کر
تم بھی تو وصل مین خوش تھے مری تڑپانے سے

کی تھی ہمچشمون مین تعریف تری شوخی کی
آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے

شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا
اُٹھ کے کیون بیٹھ گئی جاؤ یہ میخانے سے

خوب جی بھر کے تصور کا ترے موقع ہے
مین بہت خوش ہون شبِ ہجر کے پڑ جانے سے

ترے دیوانے پہ کیا جانے وہان کیا گزری
آیا سیلاب جو روتا ہوا ویرانے سے

شب غم کہتی ہے مین پڑ چکی تیرے گھر مین
مجکو کیا کام ہے اب غیر کے گھر جانے سے

چاہتے ہین کہ دل آئین تو الگ ایک سے ایک
راہین زلفون مین نکلواتے ہین وہ شانے سے

کہکے یہ شربتِ دیدار پلایا دمِ نزع
آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے

شرم سے شمع بجھی جاتی ہے تیرے آگے
اُڑ نہ جائے کہین پر رنگ کے پروانے سے

نکلے چلمن سے وہ سمجھے کہ تماشا ہے کوئی
کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے

گھنگرو بولین گے گلے مین مری پامالون کے
یہ صدا آتی ہے گھنگرو کے ہر اک دانے سے

چاہ کی آنکھ سے جوبن کو جو دیکھا تو کہا
کہین یہ مال لٹا جاتا ہے للچانے سے

ذکرِ ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
ہو کی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو میخانے سے
رقص پریون کا کوئی سیکھ لے پیمانے سے

عکس کی چھپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اُسکو بھی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانہ گیسو تو بہن سے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکون کی اسی بانے سے

رات یہ تازہ کھلا گل کہ مرے دل کی کلی
مُسکرائی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دلِ دیوانہ ہی سے گیسو کی
متبرک ہے یہ تسبیح اسی دانے سے

اُنکی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دہوکے دیتے ہنین آنکھون کو بیابانون مین
چُہلین کرتے ہین چھلاوے ترے دیوانے سے

اعتبار آپ نے وعدے کا خود اپنے کھویا
نہ رہی اُتنی بھی توقیر قسم کھانے سے

کہتی ہے وصل کی شب اُن کی حیا سی شوخی
آج حاصل نہین کچھ چھپنے شرمانے سے

خانقاہون مین جو یہ پھرتی ہے بہکی بہکی
توبہ بھی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے اُنہین حضرتِ ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہے مری سمجھانے سے

قاضیِ شہر ہو یا شیخِ حرم کوئی ہو
جو ہو مست لگا لو اُسے میخانے سے

اشک ہے دانہ مرا اشک ہے پانی میرا
اور واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذرا سی حرکت کی بھی سکت مجھ مین نہین
غش پہ غش آتے ہین اب ہوش مین بھی لانے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی او نچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاق نہ خاک کے سینون پہ بھی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہنا تو غزل کچھ نہین دشوار امیر
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اُس شاہِ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لبِ جانان پہ مسی کی دھڑی ہے
تو سوسن کس لیے پھولی کھڑی ہے

عضب کی پھوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اُس سے لڑی ہے

مسی پر چھوٹ افشان کی پڑی ہے
کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے

چھپی کیون ہے جو سیلی سے لڑی ہے
یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے

پہنچتی ہے یہ گردن ہی تک اُسکی
صراحی دخترِ رز سے کچھ بڑی ہے

شبِ غم مجھ سے بیٹھا جائے کیونکر
تری تصویر تو آگے کھڑی ہے

کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے
صبا یہ مُنہ لپیٹے کیون پڑی ہے

خدا اُس زلف و کاکل سے بچائے
بلائے جان ہے جو چھوٹی بڑی ہے

بہت جلدی نکر قاتل دمِ ذبح
یہی تو حاصلِ عمر اک گھڑی ہے

شبِ غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ
مگر تیری قیامت سے بڑی ہے

ادا گاہک قضا گاہک کدہر جائے
عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے

نہین رُکتی چلی جاتی ہے دن رات
مری عمرِ روان بھی اک گھڑی ہے

لیا ہے بوسۂ قاتل لپٹ کر
لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے

قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری
اُسی نے جا کے قاتل سے جڑی ہے

فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی
ذرا سی شمع کو اتنی بڑی ہے

بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی
کہ اک اک بوسے پر پہرون لڑی ہے

ملا کر خاک مین آئے ہو کس کو
یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے

نہین کھُلتی گرہ بندِ قبا کی
یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے

ہوا ہے کس بلاکش سے وہ برہم
کہ زلفِ یار قدمون پر پڑی ہے

نگاہِ ناز ہوتی ہے برآمد
سلامی کو صفِ مژگان کھڑی ہے

اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا
ہماری جان تو تم مین پڑی ہے

تمہارے لب ہین باغِ حسن کے پھول
تبسم اُنکی نازک پنکھڑی ہے

امیر اتنا نہ چھیڑ اُسکو ہر شام

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شبِ وصل آنکھ جب مجھپر پڑی ہے — تو کیا کیا شرم شوخی سے لڑی ہے
نظر کس چشمِ فتان سے لڑی ہے — کہ آنکھون کو لیے نرگس پڑی ہے
نظر جس دن سے اُس رخ پر پڑی ہے — کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے
زمانے بھر کی آنکھ اُس سے لڑی ہے — جدہر دیکھو یہی آفت پڑی ہے
وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑہائے — مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے
اُدہر عکس اور ادہر تمنا ہے وہ شوخ — یہ دو بانکون مین کیا بحث آپڑی ہے
گرے رہن جو لگن مین شمع سے پھول — پر پروانہ اُن کی پنکھڑی ہے
نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ — خدا کے گھر مین نال انکی گڑی ہے
گرہ بندِ قبا کی کھل رہے گی — وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے
مرے گھر ہجر کے دن دھوپ یارب — جمی ہے یا گڑی ہے یا جڑی ہے
مری میت کو ٹھکرا کر وہ بولے — کہان کی نیند تمکو چھٹ پڑی ہے
نگاہِ مست ساقی نے دکھا کر — کہا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے
زبان دی بہرِ وصل اور خود ہی بولے — مین سچ کہتا ہون یہ جھوٹی بڑی ہے
مژہ اُسکی نگہ سے بھی ہے کٹّر — چھری خنجر سے بھی منہ کی کڑی ہے
لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی — یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے
اُبھار اُن جوبنون کا کہہ رہا ہے — جوانی خود نمائی پر اَڑی ہے
نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلاّ — دُلہن کے کان مین انتی پڑی ہے
نکل سکتی نہین حسرت شبِ وصل — کہ وہ چتون چھری کھینچے کھڑی ہے
لہو مین تر ہے کیون اے چشمِ خونبار — بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے
خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم — یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

اگھر جائے کہان سینے سے اٹھکر
یہین تو حسن کی دولت گڑی ہے

ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر
قضا کیا معنت مین ماری پڑی ہے

یہین پلکون کی اوجہل مین وہ پتلی
دلہن چلمن مین شرمائی کھڑی ہے

نکیلی بھی سجیلی بھی ہے وہ آنکھ
مگر دیکھا تو شرمیلی بڑی ہے

پھنستے ہین وہ بیٹھے گھر مین چھاگل
قیامت در پہ گھبرائی کھڑی ہے

ہنسے ہین جب دہان زخم بسمل
تو اک تلوار اور اسنے جڑی ہے

نہ توڑو نرگس بیمار کی آس
عصا ٹیکے ہوئے کب سے کھڑی ہے

پہنچتے ہین سب اس منزل پہ مرکر
عدم کی راہ بھی کتنی کڑی ہے

اسیر اپنی نظر مین قصر شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جھوپڑی ہے

چمکائے ہین کیا داغ جگر آہ رسا نے
ان پھولون مین اور آگ لگا دی ہے صبا نے

جائے تپش دل مری کس کس کو بلا نے
منہ تیری طرح مجھسے چھپایا ہے قضا نے

پردہ رخ محبوب سے اٹھا ہے ہوا نے
یہ پھول کھلایا ہے نیا باد صبا نے

یان ہاتھ اٹھایا ہے دعا کے لیے مین نے
تاثیر سے وان ہاتھ اٹھایا ہے دعا نے

بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا باد صبا نے

لو وصل مین بیتابی دل ہو گئی دونی
کی اور کمک درد محبت کی دوا نے

کس کس کے پڑے چھوڑ شب وصل مین مجھپر
چرکے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے

بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجر قاتل
افسوس وفا مجھسے نہ کی اسکی جفا نے

برما کے مرے دل کو جگر تک اتر آئین
کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے

تو عفو معاصی کی لگائے رہین عاصی
رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے

کام آگئی شوخی کہ نقاب اسنے الٹ دی
شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تھا حیا نے

برسات مین بھی یہ نہ اُبھرنا تھا نہ اُبھری
چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے

اُس دستِ حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے
پیسے ہین ہزارون ہی کے دل پسکے حنا نے

گھبرائی ہوئی تیغ بکف پھرتی ہے ہر سمت
کیا جانے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے

آئی ہے دمِ نزع مرے گھر شبِ فرقت
گھیرا ہے بُرے وقت مین اُس کالی بلا نے

اک آن مین جب بھر دیے جل تھل تو مین سمجھا
واقف تری رحمت سے کیا سبکو گھٹا نے

اُس دستِ نگارین کو کیا ہے جو بھبھوکا
دل مین مرے اک آگ لگا دی ہی حنا نے

توبہ کرو توبہ کہین میخانے سے ہٹتی
کوڑے ایسے بجلی کے لگائے ہین گھٹا نے

کمبخت مرے گھر سے نکلتی ہی نہین ہے
دامن مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے

اُس گل کے جو ہاتھون کو بنایا تھا بھبھوکا
لالے کا لہو چوس لیا برگِ حنا نے

اللہ رے میری شبِ ہجران کی سیاہی
سو بار پکارا مجھے گھبرا کے بلا نے

شکوہ جو کیا سنگدلی کا تو وہ بولے
بت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے

ہر گام پہ لغزش تھی رہِ عشق مین لیکن
پھسلے تو سنبھالا ہمین تسلیم و رضا نے

گھیرا تو بہت زلفِ بتان نے مجھے لیکن
اب تک تو اس آفت سے بچایا ہی خدا نے

دل پسکے امیر اُنکے قدم تک بھی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتھون کے بھی پسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مری جان قضا نے
آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے

یہ خوشخبری نزع مین دی مجکو قضا نے
بھیجا ہے عیادت کو تری مجکو ادا نے

سوتی کے تصور سے یہان کھل گئین آنکھین
ہشیار کیا ہمکو مے ہوش ربا نے

بُت کہتے ہین سن سُنکے گلہ جور و جفا کا
پیدا ہی کیا ہے انہین کامون کو خدا نے

نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرارِ خطا نے

معشوق جفاکار ہین عشاق وفادار
ہر ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

افلاک کو سمجھے ترے دیوانے جنون مین
چھالے یہ اچھالے ہین ہمارے کفِ پا نے

پامال کیا لاش کو تربت کو بھی روندا
کی خوب وفا مجھسے تری جور و جفا نے

بے موت مجھے تیغِ تغافل ہی نے مارا
پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے

قدمون پہ گری تیرے تو پھر سر نہ اُٹھایا
کیا برق کو روندا ہے تری لغزشِ پا نے

ہین قتلگہِ ناز مین سب زندۂ جاوید
شمشیرِ قضا توڑ کے رکھدی ہے ادا نے

اس شان سے اس ٹھاٹھ سے پھولون مین وہ آئے
نذرین اُنہین دین اُٹھکے مرے اہلِ عزا نے

تیرِ نگہِ ناز سے خم بچکے جو نکلے
غمزے سے چھُری لیکے کیا ذبح ادا نے

گردِ نظرِ یار نے بیمارون کو مارا
اک زہر کی چٹکی اُنہین دی خاکِ شفا نے

سہ سہکے ستم تمکو ستمگار بنایا
درپردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے

جھنجھلائی ہے تنگ آئی ہے یہ بے اثری سے
کوسا ہے تہِ عرش مجھے جاکے دعا نے

محشر مین بھی اُٹھا تو وہ مخمور ہی اُٹھا
تاکا جسے تیری نگہِ ہوشربا نے

اللہ رے ہم آغوشیِ تاثیر کی حسرت
سجدے کیے ہین بابِ اجابت پہ دعا نے

جوڑا جو کھُلا دوڑ پڑے سیکڑون فتنے
لین بڑھکے بلائین ترے بالونکی بلا نے

مانگی ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر
بوسے دیے ہین منہ کو مرے میری دعا نے

ہشیار کیا تجھسے مرنے ہوش اُڑا کر
دو کام کیے اک نگہِ ہوشربا نے

لے لی مری جیتون نے مری آہ کی تاثیر
جو بچ گئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے

گھرا ہے جب اُس کوچۂ گیسو مین مرا دل
رُوکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے

خاموش چلے جاتے ہین دنیا سے ہزارون
کیا جانیے کیا کہدیا چپکے سے قضا نے

دکھلا کے ادا مجکو امیر اُسنے کیا قتل
پیدا اثرِ درد کیا میری دوا نے

وہ کہتے ہین نکلنا اب تو دروازے پہ مشکل ہے
قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو اُدھر دل ہے

تری مشکل ہو اب آسان اے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہ یاس کی چھریون سے بسمل ہے

شب وصلت وہ اسکا چلبلا پن دیکھکر بولے
غریب آفت کا مارا غمزدہ بیکس یہی دل ہے

کہین ایسا نہو تجھپر بھی کوئی وار چل جائے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بلا وا عرصہ محشر مین ہے ساری خدائی کا
بڑی ہی دھوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے

نہ کر معشوق کو بے پردہ آنکھین بند کر مجنون
کہ لیلیٰ آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوش محمل ہے

مجھے تو درد ہے تیرا بتجھے ہے کیون یہ بیدردی
مرے پہلو مین بھی دل ہے ترے پہلو مین بھی دل ہے

عدو بھی داے قسمت بزم ماتم مین ہے ساتھ انکی
ہمارے پھولون مین کمبخت اک کانٹا بھی شامل ہے

دل بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کہہ اسکو
اُسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے

عبث ہے تاک جھانک اے شیخ تجکو دختر رز کی
بھلا یہ عمر اس نوعمر سے شادی کے قابل ہے

مجھے تو میکدے مین خانقاہون کا مزہ آیا
مراقب سب کے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے

مین اُس کی یاد مین ہر دم وہ میری گھات مین ہر دم
دل بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے

فسانہ رہگیا حسن و محبت کا زمانے مین
نہ مجنون ہے نہ لیلیٰ ہے نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے

طنابین کھینچدے یارب زمین کوئے جانانکی
کہ مین ہون ناتوان اور دن ہے آخر دور منزل ہے

ذرا رخ پاکے اُنکا لے لیا بوسہ تو وہ بولے
کسیکے منہ لگانے مین یہی تو ہمکو مشکل ہے

جہان ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا
نیا دریا ہے اس دریا کی تہ مین اسکا ساحل ہے

لحد مین لیکے دم جانا ہے میدان قیامت مین
یہی منزل نہین اور اسکے آگے ایک منزل ہے

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے
یہی دل ہے جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اُسے ہر بات مشکل ہے

ادھر ضعف اور اُدھر رعب اب سوال وصل مشکل ہے
کڑے دو پہرون مین بیٹھی ہوئی آواز سائل ہے

سگ اصحاب کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
برا بھی ہے تو اچھا ہے اگر اچھون مین شامل ہے

چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سنسان ہی مقتل
ترے ہی دم سے تو ای تیغِ قاتل رنگِ محفل ہے

نقاب اُٹھی تو کیا حاصل حیا اُٹھے تو آنکھ اُٹھے
بڑا گہرا تو یہ پردہ ہمارے اُن کے حائل ہے

الٰہی بھید ہے تربت مین کوئی حور جنت سے
کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہے پہلی منزل ہے

جدھر دیکھو اُدھر سوتا ہے کوئی پاؤن پھیلائے
زمانے سے الگ گورِ غریبان کی بھی محفل ہے

کلیجے سے لگا آنکھون سے مل آتنا نہ دو بھر کر
اسے تلوون سے ملتا ہو ارے یہ تو مرا دل ہے

منگا کر آئنہ کیون سامنے کی چوٹ کھا بیٹھا
تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے

گری ہے ٹوٹ کر توبہ بھی جامِ مے پر اے زاہد
یہ کیسی پارسا تھی اب جو میخوارون مین شامل ہے

کہین نازون کی تلوارین کہین غمزون کی چھریان ہین
یہ مجمع ہے حسینون کا کہ جلادون کی محفل ہے

وہ شوقِ قتل سے مضطر ہے یہ شوقِ شہادت سے
نہین کھلتا کہ ان مین کون بسمل کون قاتل ہے

اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا مین
اسیکی شکل بنجاتا ہے یہ جس سے مقابل ہے

زہے وحشت جہان کوئی بگولا دشت مین اُٹھا
تو دوڑا قیس یہ کہہ کر کہ وہ لیلی کا محمل ہے

بڑھ اے آہِ رسا باب اثر آغوش ہے کھولے
بہت ہی تیری مشتاق اے مسافر تیری منزل ہے

گرہ مین دیکھیے گیسو کی یا جوڑے کی مٹھی مین
نہ سینے مین مرا دل ہے نہ پہلو مین مرا دل ہے

ہمین کیا کام توبہ سے کہ رندِ لاابالی ہین
یہ ذی عصمت تو زاہد پارساؤن ہی کی قابل ہے

نگاہِ غور سے دیکھے اگر انسان تو آنکھین ہون
ذرا سا اُسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تل ہے

دیے گلشن کو چرکے کسکی شمشیرِ تبسم نے
کہ گل مین خون مین تر خندۂ گل نیم بسمل ہے

شریکِ حال امیر احسان ہر حالت مین ہی اُس کا
صنم جھک جھک کے ملتے ہین خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سے ہو گیا بھی عاشق کو مشکل ہے
وہ کہتے ہین کہ لو پھر آ گیا کیا بیحیا دل ہے

خدا رکھے چراغِ جام سے میخانہ ہے روشن
شرابی اہلِ محفل دخترِ رز میرِ محفل ہے

فراقِ یار مین خنجر بکف پاس آ کے للکاری
جہان رہتی ہے حسرت وصل کی وہ کونسا دل ہے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر مین تو نے کیون رکھلی
ارے یہ تو کلیجے مین مرے رہنے کی قابل ہے

جہان لیجاتی ہے قسمت وہ پہنچتا ہے وہین انسان
بھٹک سکتا نہین کوئی کہ خضر راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین جگمٹ مین اپنے دیکھ کر بولے
یہان دیوانے کا کیا کام یہ پریون کی محفل ہے

لبِ جان بخش پر نامِ عدو سے مُنہ لگاؤن کیا
مری آبِ بقا مین زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوائے یہی اُٹھ اُٹھ کی بٹھلائے
مزہ ہمدردیون کا دردِ دل سے مجکو حاصل ہے

گیا طوفِ حرم کو قیس تو آواز یہ آئی
ارے نادان یہ لیلی نہین لیلیٰ کا محمل ہے

کسی کا رات بھر جلنا ترا شب بھر کھڑا رہنا
تہے زیرِ قدم اے شمعِ محفل تیری منزل ہے

ادھر ہے قتل کی لذت اُدھر ہے وصل کی لذت
گلے پر تیغ ہے سینہ پہ زانوے قاتل ہے

عجب کیا گر اُٹھا کر سختیِ فرقت ہوا کڑے
کوئی لوہا نہین پتھر نہین انسان کا دل ہے

تحیر وصل مین دونون کو ہے آئینۂ حیرت
اُدھر تم سے مقابل ہے ادھر مجھ سے مقابل ہے

مریضِ عشق تجھ تک آسکے کسطرح ای عیسیٰ
ادھر سے اب اُدھر کروٹ بدلنا اُسکو منزل ہے

قریب انسان اُس بت کے نجانے لاکھ پیار آئے
وہ صورت دُور ہی سے پیار کرنے کے قابل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہی یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہی کدہر اور کس طرف لیلیٰ کا محمل ہے

تمہارے عکسِ خالِ رخ سے ہی سارا جہان روشن
اِسیکا نام تو دل مین سویدا آنکھ مین تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمیِ روزِ قیامت مین
کہ سر پر چترِ رحمت سایۂ دامانِ سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجومِ ناز مین دل کا
کہ سو جلاد ہین خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا سے صبر کیا عیشِ جاودان کے لیے
مرے ہین خلد مین اب خلد آشیان کے لیے

چھری وڈلاے ہین عاشق کی مرغِ جان کیلیے
غضب کی شاخ نکالی ہے آشیان کے لیے

بچی جو پریون سے جان آ پھنسا مین حورون مین
اب ان حسینون مین بھیجا ہے امتحان کولیے

اندھیری رات مین بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھ تو لیا مجھکو — اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمان کے لیے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہین سکتا — اور آپ آئے ہین عاشق کی امتحان کے لیے

حضور اس کے ہین دشمن بہت اجازت ہو — تو پاسبان ہون مین اسکو پاسبان کے لیے

مزے مرنے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین — زبان دہن کے لیے ہے دہن زبان کے لیے

ادا ہی تیری ہے قاتل قضا کے پردے مین — بدل کے بھیس یہ آئی ہی امتحان کے لیے

سوال بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا — ٹھہر منگائی ہین چاہین تری زبان کے لیے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد — خدا نے بھیج دیا وارث اس مکان کے لیے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو — زبان دراز یہ تعزیر بے زبان کے لیے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگِ اسود کو — کہ ان لبون سے ہین بوسے اس آستان کے لیے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کے دل نے کہا — وہ برق نے قدم آہ شرر فشان کے لیے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولی — یہ کس نے بوسے صبا میری آستان کے لیے

جواب دیتی ہے طاقت بھی ہاے پیری مین — بہت کڑے ہین یہ دن جانِ ناتوان کے لیے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین — دکھا کے تجکو کہون گا کہ اس جوان کے لیے

مین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کہیے — ذرا سمجھکے تقاضا ہو امتحان کے لیے

مین ہون وہ سوختہ جان گر کہین ملے بجلی — سمجھکے جگنو اُٹھا لاؤن آشیان کے لیے

اجازت اپنی نزاکت سے لی ہی یا یون ہی — نکل کھڑے ہوے سرکار امتحان کے لیے

ہے اب امیر سے کیون ضبطِ آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغان کے لیے

امیر روتی ہے امت شہِ زمان کے لیے — زمین خاک اڑاتی ہے آسمان کے لیے

کھُلی زبان مری کسکے داستان کے لیے — اُچھلکے دل نے جو بوسے مری زبان کے لیے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ — کہ ایک ڈال تو رہنے دے آشیان کے لیے

پکارتا ہے وہ جوبن اُبھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی ابھی جوان کے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون مین
یہ آسرا ہے عصا جانِ ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو سجیلے ہو تم رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھ چھوڑون کس جوانکے لیے

غضب کی لاگ تھی کمبخت برق کو مجھسے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیان کے لیے

نہ موت آئے نہ غش آئے نیند کا کیا ذکر
غضب کی قید ین لگائی ہین پاسبان کے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پرِ پرواز مرغ جان کے لیے

کہو کہ آکے رہے میرے پاس تربت مین
اُداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکانکے لیے

وہ آشنا نہوا گو برنگ نقشِ قدم
قدم قدم پہ قدم مین نے پاسبان کے لیے

پسند بُو مین بھی ہے اسکو رنگِ فتنہ گری
کہ عطرِ فتنہ خریدا ہے عطردان کے لیے

یہ کنگھی چوٹی جو ہوتی ہے قتلِ عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیاریان کہان کے لیے

کہو کہ پیرِ مغان جامِ جم کو رہنے دے
بہت ہے دخترِ رز میرے امتحان کے لیے

چلی جو ناز سے سب لے سر خرو کیے ہمکو
لپٹ کے بوسی ترے تیغِ خونفشان کے لیے

زمین کو ہمسے غبار آسمان ہمسے خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمان کے لیے

وہ دل جو روز بدل کر نیا نظر آئے
کہان سے لاؤن مین اس شوخ بتانکے لیے

وہ بال گوند ھکے پھانسی عبث بناتے ہین
بلائے جان ہین یو ہین جانِ ناتوان کے لیے

جفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
کوئی تو طرزِ ستم چھوڑ آسمان کے لیے

اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمۂ گور
یہ دونون لقمے لیے تھے منھ ایک ناتوان کے لیے

دل اور تصورِ جانان مین ربط لازم ہے
مکان مکین کے لیے ہے مکین مکان کے لیے

شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا
بہار آئی تو جھونکے بھی کچھ خزان کے لیے

امیر نالہ بھی ہو ساتھ ساتھ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہے کاروان کے لیے

جوش کہتا ہے خونِ بسمل سے
دو دو ہاتھ آج ہون گے قاتل سے

کچھ بھری سی ہے وہ نگہ دل سے
تیغ رو رکھی ہوئی سی ہے بسمل سے

پوچھو پیکانِ تیرِ قاتل سے
شور سے ہو رہی ہین کیا دل سے

تشنہ کہین موڑے ہے خنجر یار
یہ جو رُوٹھا منے گا مشکل سے

لے چکے دل تو ہنس کے فرمایا
پیار اب کیجیے گا کس دل سے

رات کی صحبتین جو یاد آئین
اُٹھ گئی شمع رو کے محفل سے

غیر را در ادعاے جانبازی
کیا مرے گا مرے ہوئے دل سے

بزم جنت کی کھینچی ہے تصویر
رنگ لیکر تمہاری محفل سے

دل مین بھرتی ہین وصل کی باتین
نہین آتین زبان تک دل سے

کیون نہ تڑپے کہ ناوک قاتل
چھینے لیتی ہے موت بسمل سے

اس ادا سے وہ آئی وصل کی رات
کہ نکل آئین نشترین دل سے

ہون مین وہ سخت جان کہ موڑ کے منھ
عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے

میر محفل خبر نہین ہوتا
اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے

حال مجنون کے خاک اڑانے کا
کہتی ہے اُٹھ کے گرد محمل سے

مفت دیدون گا کیا مین جان سی چیز
عمر جاوید لونگا قاتل سے

کام یارون مین کیا تکلف کا
بے تکلف اُٹھا دو محفل سے

آئنہ دیکھ کر وہ شرمائے
آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے

ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی
سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

منھدی کہتی ہے دستِ قاتل سے
یہ چھین لے رنگ خونِ بسمل سے

جان چھوٹے گی مر کے قاتل سے ‌ مشکل آسان ہو گی مشکل سے

بگڑے بے تشبیہِ ماہِ کامل سے ‌ سمجھے تعریف اوپری دل سے

خونِ بسمل نہین بہا دمِ ذبح ‌ مہندی چھوٹی ہے دستِ قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے ‌ یہ کڑی اُٹھ چکی سلاسل سے

قیس لیلیٰ کو گود مین لینا ‌ سیکھ لے پردہ ہاے محمل سے

عمرین گزری ہین ٹھوکرین کھاتے ‌ منزلون دُور ابھی ہون منزل سے

آئینہ خانے مین جو وہ آئے ‌ چو مکھا لڑ گئے مقابل سے

سُنکے پھبتی وہ حور کی بولے ‌ کہی اچھی مگر بُرے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بنکے خضر ‌ لے گئی غربت آکے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے ‌ پردے سب اُٹھ گئے مرے دل سے

کیا خبر بعدِ مرگ یارون کی ‌ ساتھ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل جو تلوون سے تو نے مل ڈالا ‌ یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جھکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے ‌ لاش اُٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اُٹھ اے درد ‌ پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشمِ قیس کے پردے ‌ لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اُس کو دیا تو دس پائے ‌ جُھک کے مل ای کریم سائل سے

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا ‌ دُور لیجا کے مجکو منزل سے

کبکے لبیک مغفرت دوڑے ‌ توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے ‌ آہ نکلی نہین ابھی دل سے

ہو زمین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

عشق مین دن زندگی کے بھر چلے
مر کے تیر جیتے جی ہم مر چلے

آگے آگے فتنۂ محشر چلے
چال قاتل کی اگر خنجر چلے

مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے
کام اپنا نام اُس کا کر چلے

رات بھر وہ کنگھی چوٹی مین رہے
صبح تک آرے مرے سر پر چلے

دل ہے پامالِ ہجومِ یاس و غم
کیا اُگے سبزہ جہان لشکر چلے

حشر مین اجلاس کسکا ہے کہ آج
لیکے سب اعمال کا دفتر چلے

خونِ ناحق کرکے اک مجرم کا
ہاتھ ناحق خون مین تم بھر چلے

سعی تو کی وصل کی ہمنے بہت
جب نہ کچھ قابو چلا تب مر چلے

لالے کی مانند ہم اس باغ مین
داغ لینے آئے تھے لیکر چلے

لائے تھے مثلِ شرر تھوڑی سی عمر
آنکھ ادھر کھولی اُدھر ہم مر چلے

برہمن اور شیخ مین جو مین چلین
کعبہ و بتخانہ مین پتھر چلے

تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو
ہم تو اُن پر مرتے ہی بس مر چلے

پہنچینگے اُس بزم مین عشاق ہی
اور یون چلنے کو دنیا بھر چلے

بے مروت آنکھ ہو کیا سامنے
مے سے ہو خالی تو کیا ساغر چلے

پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک
زخم پھر ہم زخمیون کے بھر چلے

چشم و ابرو دونون کے جوہر دکھا
دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے

کوئے قاتل مین گزر آسان نہین
آدمی تلوار پر کیون کر چلے

گردشِ چشم اپنے مستون کو دکھا
ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچے مین کہتا ہے امیر
بیٹھیے صاحب کہان اُٹھ کر چلے

چال سے پامال مجکو کر چلے
ہائے کیا چلتا ہوا منتر چلے

اس چمن سے لخت دل لیکر چلے | ہم نہ پھولون سے دامن بھر چلے
مست تیرا گر شریک دَور ہو | دختر رز لیکے خود ساغر چلے
عاشق اب ای جان جی کر کیا کرین | مرنے کو آئے تھے تم پر مر چلے
چھپ کے اُس کوچے مین راتو نکو گئے | اپنے سائے سے بھی ہم بچکر چلے
یہ ملی کس جرم پر دم کو سزا | حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے
جتنے مین چالاک آنکھین فتنہ گر | جوڑا ان عیارون پر کیونکر چلے
دورِ قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک | شوق سے چھریان چلین خنجر چلے
شیخ نے میخانے مین پی پانی پی | دختر رز کو تو رسوا کر چلے
ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج | پھیر کر منھ حلق پر خنجر چلے
بیخودی سے وصل مین کم لذت پڑی | گھر مین وہ آئے تو ہم باہر چلے
دوڑے بسمل تیغ قاتل کی طرف | پیاس کے مارے سو کوثر چلے
جرم اپنا موج کی تقصیر کیا | کیون حباب اتنا اُٹھا کر سر چلے
قدر دانِ شعر تو سب چل بسے | شاعرون کا کام اب کیونکر چلے
سر جھکائے کہہ رہے ہین سرزنش | آزمانا ہو جسے خنجر چلے
گل گیا آخر تہِ تربت کفن | ایک جوڑا اس تلک کیونکر چلے

رہنے کیا دنیا مین آئے تھے امیر
سیر کی اور اپنے گھر رستے

کسکی جا دبھی دل مین مرے ای نازنین نکلی | نہ تیرا ذکر جگر کی تیغ کی کہین نکلی
تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی | نکلے دل سے تو نکلی بھی تو تہ نشین نکلی
الٰہی نور کرے کیون مین بھاگ یون تیغ کمین نکلی | کوئی ارمان نہین جو کوئی حسرت نہین نکلی
بنا کر دہ گرمبہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی | چمن مین کھیپ ہے نظر گرفتہ زمین نکلی

تری صورت کچھ ایسی کلکِ قدرت نے حسین نکلی
کہ اُسکی ہر ادا سے شانِ صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پر میرے وہ اترلاتے ہین کیون اتنا
بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دلِ مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی
کہ محمل سے تڑپ کر لیلیٰ محمل نشین نکلی

شریکِ حالِ عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہے
جو نکلی بھی تو کچھ دل سوز آہِ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو وہ انکار ہی ٹھہرا
مری قسمت سے اُسکی ہان بھی در پردہ نہین نکلی

اسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا
بڑی تو بے مروت اے نگاہِ واپسین نکلی

اُڑا کر لے گئی دل اک نگہہ مین ساری محفل کے
بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشمِ شرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادائین ہین
دُلہن پردے سے نکلی یا زبان سے آفرین نکلی

چھپے بیٹھے رہے اپنی جگہ سب عیبِ قاتل سے
نہ دل سے مرحبا نکلی نہ مُنھ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُس کا خواب مین باتین تصور مین
کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہو گئی ہلکان جان اپنی
اور اب تک حسرتِ وصل آپکی دل سے نہین نکلی

مرے بالین پر اُن سا سنگ دل بیدرد چیخ اُٹھا
عجب حسرت بھری اک آہ وقتِ واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دل کو کر دیا چھلنی
انی برچھی کی نکلی جب ترے منھ سے نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتون کا وصل مین آکر
بڑی کٹر بڑی ظالم تری چینِ جبین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا
اُدہر منھ سے نہین نکلی اِدہر جانِ حزین نکلی

الٰہی کس شہیدِ ناز نے سر اپنا کٹوایا
کہ ننگے پاؤن فردوسِ بریں سے حورِ عین نکلی

سوالِ وصل پر انکار مین بھی وہ لجاتے ہین
جو نکلی بھی تو چھپکر زبان کے پردے مین نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سے قاتل نے کیا زخمی
کہ منھ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تنِ بیجان کو زیرِ خاک کیا دھر دھر کے پیسا ہے
ستم کرنے مین اُستاد آسمان کی بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ اُن کا میری تربت پر بھی آنے مین
بڑی پابند اپنی وضع کی چینِ جبین نکلی

نہ نکلی دل سے باہر وصل مین بھی واہ ری عصمت
تری حسرت تو تجھ سے بھی سوا پردہ نشین نکلی

جنون ابتک سُناتھا ساتھ چولی اور دامن کا
اگر یبان کو کُھلتے دیکھکر کیون آستین نکلی

غش آیا وصل مین مجکو تو بولی نازکی اُسکی
کہ تو مجھسے بھی اِن کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر اُبھرا جو وہ جوبن ملا دل کا پتا مجکو
یہی دونون اُبھی جکتے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کے آنے کی
کہ جان ابھی سے ہی مشتاق جا کے آنے کی

نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے
نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی

شگاف سینے مین ہین پھر ہے کیون تڑپا دل
دریچیان تو کُھلی ہین ہوا کے آنے کی

وہ بار بار نگاہین ادھر جو کرتے ہین
دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کے آنے کی

شبِ وصال مین اُس شوخ کو پلا کے شراب
مین راہین روک رہا ہون حیا کے آنے کی

ہزار برق نے جل بجھ کے مشق کی لیکن
ادا نہ آئی ترے مُسکرا کے آنے کی

یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی
ادا نکالی ہے تیوری چڑہا کے آنے کی

نہ چوک وقت کو پاکر کہ ہے یہ وہ معشوق
کبھی اُمید نہین جس سے جا کے آنے کی

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کی وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے

تمھین حور لے شیخ جی سوجھتی ہے
مجھے رشکِ حور اک پری سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیے
خرابات مین دُور کی سوجھتی ہے

جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح
محبت مین اچھی بُری سوجھتی ہے

یہان تو مری جان پہ بن رہی ہے
تمھین جانِ من دل لگی سوجھتی ہے

جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ
تو کہتے ہین تم کو یہی سوجھتی ہے

کہا مین نے پاس آؤ تو ہنس کر بولے
اجی آج تو دُور کی سوجھتی ہے

دمِ نزع بھی تکتی ہین اس کو آنکھین — جو کچھ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے
یہان تو ہے آنکھون مین اندھیر دنیا — وہان اُن کو ہر مہ مسی سوجھتی ہے
شبِ وصل آخر ہے اے دل لپٹ جا — تجھے اب خوشی ناخوشی سوجھتی ہے
جو کی مین نے جوبن کی تعریف بولے — تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے
بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی — کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے
بُرا دختِ رز کو کہے کیون نہ واعظ — بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے
پڑا ہے یہان دیدۂ و دل کا رونا — تمھین آئنہ آرسی سوجھتی ہے
گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصلِ گل مین — تو متوالون کو میکشی سوجھتی ہے
یہان دل ہے صد چاک پڑتی ہین چوٹین — تمھین کنگھی چوٹی اجی سوجھتی ہے
کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹنا — نہ بگڑی نہ دل کو بنی سوجھتی ہے
کمر کی رعایت شبِ وصل کیسی — کہین ایسے مین ناز کی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون ہین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

تمت بالخیر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہر انتخاب

وہ مست ہون کہ ساغر نے جب مین پا گیا
بتون کے ظلم سے کبھی اپنا مدعا نکلا
وقت آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا
سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دور کا
آنکھین ملائین آپ تو کچھ دردِ دل کہون
نہ پوچھ اے محتسب الٹ دونگا تو کیا ہوگا
محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے
تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا
مسجود وہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا
منہ پھیر کر چلی تھی خفا ہو کے تیغِ یار
لگ کے چھاتی سے وہ سوتا تھا کلیجا شاد تھا
بتو مانا نہین ہون مین تمہارے قتل کے قابل

اک بار یا غفور کہا اور چڑھا گیا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا
شرم عصیان رہ گیا ہے ایک تیرا آسرا
پردے مین دخت رز کے ہی جلوہ حضور کا
پھرون مزاج ہی نہین ملتا حضور کا
بجائے بادہ شیشون مین لہو تیرا بھرا ہوگا
اے شور حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا
تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا
شاید کہ رہ گیا ہو بندہ کوئی خدا کا
بارے جھپٹ کے مین نے گلے سے لگا لیا
کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا
مگر تم بھی اک کام کر لو گے تو کیا ہوگا

ہے تشنگی وہی غمِ الفت کی آج تک
سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا

قاصد کو بھیجنے سے اُسکی گلی مین حاصل
کیون خون سر پہ لون مین اک بندۂ خدا کا

خالی نہ بزم اپنی رہی دورِ جام سے
رکھا جو اُس نے ہاتھ سے ہم نے اُٹھا لیا

خواب مین اک دم خیال اُس کا ہوا تھا لب بلب
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا

فلک ہم تو تیرا بھی شکوہ نہ کرتے
مگر تجھکو ڈھب ہی نہ آیا جفا کا

آتے ہی دمِ نزع مرے پاس وہ بولے
ہم جانتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا

رہ رہ کے اک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہی
شاید ابھی ہے باقی ٹکرا کوئی جگر کا

دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
درد پہلو ہاے تو کیا ہو گیا

کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اب آیا

صفِ محشر مین تیرے کشتون نے
کچھ سمجھکر مجھے امام کیا

نہ پھرا نامہ بر وہان سے امیر
زندگی نے مجھے جواب دیا

روانی سے چلتا نہین حلق پر
تری چال خنجر بھی چلنے لگا

وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گذری
ایک کروٹ دلِ بیتاب نے سونے نہ دیا

تیرے ابرو کی یاد مین اے بت
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا

انصافِ جورِ یار خدا سے طلب کیا
تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا

مرا دل دیکھکر بولی خرابی
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا

واے قسمت پاؤن اپنے رہگئے تھک کر امیر
وادیِ مقصود جب دو چار منزل رہگیا

ہم جو رخصت ہوئے اُس بت سے بہنگامِ وداع
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا

خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
احسان ہے یہ مجھپر مری بے بال و پری کا

نہ ملا تھا جوابِ نامہ اگر
آکے قاصد جواب ہی دیتا

اس قدر ہے دراز ہجر کی رات
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا

تم تو دوزخ مین نہ جاؤ گے ہماری بلا سے
واعظو وعظ کی مجلس مین تو تہا مین بدمست
خنجر نے ترے دیا نہ پانی
کیون کٹتی زبان تری اے شمع
اے دل تو ادر چار یہ عاشق ہو مجکو کیا
مری صورت جو بدلی فرطِ غم سے
کمی گر ترا تیر کر جائے گا
سوا اسکے کہ کچھ دل کے تڑپنے مین مزا پایا
وہ بولے بزم مین اغیار سے الگ رہنا
کھیل تھا عمر بھر جو دیکھا تھا
کہتا ہے عشق دیکھ کے میرا چراغ داغ
زورِ جنون سے ضعف مین ارمان نکل گیا
نہ چونکا مرا بختِ خفتہ امیر
اللہ رے تری وصل کی حسرت کہ خواب مین
میکشون کا نامۂ اعمال سارا دھو گیا
بادۂ اطہر جسے سب سمجھے ہوئے ہین زاہدو
بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا
نزع مین ہون مین کہو اُن سے اب آرام کرین
دل مرا ایک قطرۂ خون تھا
اے دل بلائے جا وہ کبھی آ ہی جائے گا
اے جذبِ شوقِ دید کشش مین کمی نہ کر

زاہد وہ ہم جو گنہگار ہین بہتر تمکو کیا
کچھ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سنتا
ترسا ترسا کے مار ڈالا
سوزِ دل کیون نہ زبان پر آیا
مین نے ترے بھلے کو کہا کیا بُرا کیا
تو وہ بولے کہ اچھا روپ بدلا
تڑپ کر یہ نخچیر مر جائے گا
مرے پہلو مین رہکر تو نے اے درد اور کیا پایا
کہین امیر نہ بیٹھا ہو یان فقیر بنا
زندگی کیا تھی اک تماشا تھا
روشن ہے بس سے نام مری خاندان کا
اُٹھ نہ ہاتھ بھی کہ گریبان نکل گیا
پھونکا صورِ محشر زمانہ ہوا
دل کھولکے حورون سے بھی لپٹا نہین جاتا
جو دھوان بھٹی سے اُٹھا ابرِ رحمت ہو گیا
دخترِ رز بھی تو اُسکا نام ہے اک یار کا
میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مزا پایا
دیکھنا تھا مجھے سو ایک نظر دیکھ لیا
نوشِ جان اُسکو ترے غم نے کیا
دو چار بار کہنے مین شرما ہی جائے گا
جلوہ کسی طرح سے وہ دکھلا ہی جائیگا

بیقراری ایک سی دونون طرف مقتل مین تھی
نالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنے لگے
قتل کا مژدہ ہی میرا کام آخر کر گیا
اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
وہ سرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین
ناقوس سے لڑکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
پیئے گا تو بھی تو زاہد وہی جنان مین شراب
فرشتے آ کے جہان مین گنہگار ہوئی
امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل خون ہو کے میر اکب چھوٹتا ہی اس سے
خزان نزدیک ہی اب اور رنگ اے باغبان ہوگا
قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
کس کس نے ہمکو روکا اُس در پہ ہم جو پہنچے
شب وعدہ نہ جھپکی آنکھ تک آرام کب آیا
عاشق ہوے مگر کچھ اچھا برا نہ جانا
خط منہ سے لیے پہنچے قاصد سنائین سیکڑون باتین
دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
کب انا الحق جرم تھا منصور کا
پیکان سے ترے دلکو مرے ہی یہ علاقہ
مر جانے کا زندہ کرنا کیسا تم آپ مرتے

ہم ادہر تڑپا کیے قاتل اُدہر تڑپا کیا
مر گیا غش کر گیا دیکھو تو چُپ کیون ہو گیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مر گیا
ای عزیزو ملک الموت نے گھر دیکھ لیا
کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سلا رکھا
فریاد ان بتون کی کروگے خدا سے کیا
جو میکشون سے لیے یہان پی تو کیا گناہ کیا
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا
دل لگایا تو کیا گناہ کیا
جس گل کے ہاتھ آ کر رنگ حنا نہ چھوٹا
نہ مین اس باغ مین ہونگا نہ میرا آشیان ہوگا
زخم کھاتے کھاتے تو جی بھر گیا
لغزش سے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا
جو پڑھ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا
جب تیر اکھچا ساتھ کلیجا نکل آیا
مرنے کا کچھ مسیحا تم نے مزا نجانا

الجھن ہے کب سی مجکو نکل بھی چکی کہین
کمبخت دم تو جان کا جنجال ہو گیا

ناقے کے پاؤن تھک گئی قسمت یہ قیس کی
جب تھوڑی دور نجد کا میدان رہگیا

دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو
اُسوقت رنگ دیکھو اس بوند بھر لہو کا

مست ہین حلقہ کیے ایک سا ہی سب آکر ہم
دور ساغر مین سبو پیر مغان بن بیٹھا

مہمان امیر تم ہو ورنہ
وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا

اوڑھی جو تھی دولائی چلتا نہ تھا بھرم
جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا

کہتے تھے دل کسی سی لگاؤ نہ ای امیر
دیکھو تو چار روز مین کیا حال ہو گیا

مجکو دیکھا تو آئینے نے کہا
ہائے کیا حال ہو گیا تیرا

سنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بت آیا تھا
نماز ہو نہ سکی اس قدر ہجوم ہوا

قتل سی ہم رہے محروم گری ہاتھ سی تیغ
ہائے اس آنکھ سی جلاد کو کیون دیکھا تھا

اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین
کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا

ق

تو مجھسے نہ مل خیر مجھے بھی نہین پروا
ڈھب تیرے جلانیکا یہ ای یار کرونگا

تصویر تری لاکے مین اب سامنے تیرے
چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرونگا

نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے
کہ ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا

بولے وہ گلی مین اپنی مجھ سے
او خانہ خراب اپنے گھر جا

ملک دیتا تھا فلک جاگیر مین ہم کو مگر
مختصر سا ایک تختہ بہر مدفن لے لیا

رخ جو قاتل ادھر نہین کرتا
ہائے دل بھی جگر نہین کرتا

ذکر شب فراق یہ کہتا ہے دل مرا
لو میرے آگئے نام نہ اُس روسیاہ کا

اُس بت تندخو کو رام کیا
آفرین اے امیر کام کیا

سوال خون کا اپنے کرین گے تجھ سی ہم
جواب غمزہ حاضر جواب کیا دیگا

اظہارِ حال حشر کے دن کچھ نہو سکا
بہت غم نہ کہا عشق کا اے امیر

تیری لگنت پر فدا سو جان سی دل ہو گیا
وہ آئے کھینچکے تلوار سب کو شاد کیا

کھل گیا زاہد کہ مستون پر خدا کا رحم ہے
غم اُس کا حسرتون سی پوچھتا ہی میری سینہ مین

وفا تو یار نہین چاہتا ہون مین تجھ سے
مجھسے ہو سکتا کہ دیتا باز و قاتل کو رنج

یار آیا ہے مرے مردے پر
ڈوب کر خوب خون چکان نکلا

کل ذرا چُپ مری پاس آ کے جو بیٹھا ناصح
مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کی بہ گیا دل

حضرتِ عیسیٰ ابھی کیا دیکھتے ہو میری نبض
کچھ آج نہین رنگ یہ افسردہ دلی کا

سنوارا ہے اگر اُس کو لحاظ اتنا بھی تو رکھنا
دلبری سے کام نہ ہے ہمکو دل آزاری سی کیا

شمع کی طرح جلا بھی یہ مین پھُنکا بھی لیکن
بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی

مین دل لگا کے تو سُنتا ہون کیا کرون ناصح
ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانہ گر پڑا

ضعفِ دل نے اثر یہ دکھلایا
قصہ مرا طویل زمانہ قلیل تھا

تجھسے کوئی آزار ہو جائے گا
تو نے آدھی بات کی مین نیم بسمل ہو گیا

امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا
ابر جب قبلے سے اُٹھا سیکدی پر چھا گیا

کہان ہی وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

دان ہوئی ابرو کو جنبش یان ہلی شمشیر تھا
ہاے اس وقت مین زندہ نہوا

تیر دلکا مزا جدان نکلا
مین یہ سمجھا کہین کمبخت اُسی دیکھ آیا

صدقے کیا تھا صاحب تم سے عوض کرتا
پہلے اُسکو دیکھ آؤ پھر مجھے تم دیکھنا

مدت سے یہی حال ہے یارو مری جی کا
اب اے مشاطہ آئینہ نہ اُسکے رُوبرو رکھنا

یار کی یاری سے مطلب اُسکی عیاری سی کیا
عمر بھر رشتۂ الفت مری گردن مین رہا

دردِ دل نے جو مدد کی تو مین بستر سی اُٹھا
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ڈھونڈھتے آنکھون سے جو سارا زمانہ گر پڑا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین
اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد
مد نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزارون اُس سے سوا بی نشان ہین لیکن
نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون اُس لیلی کے دیوانے تھے اُنہین عشق نہ تھا
ایک مشت استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مرگئے تو وادہ رہی بدنامیو نکا پاس
مٹادیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئینے مین کہا
یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

بارہا رکھی ہے اُسنے خنجر پر
ہائے اس وقت مجھ مین دم نہ ہوا

دلمین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا
ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا دریا وہی ہے اُسکو
سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سنکے رات کو میری صدا امیر
پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اس فقیر کا

یون ترے در پہ کیون پڑے رہتے
ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

تو ہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا
کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تب غم ہوئی تو بھی معشوق ہم کو
تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روز محشر سے ڈرایا اکدن مین نے اُنہین
ہنسکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہی ہے چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید
کہ مری آنکھ سے کل شکو لہو بھر آیا

پہلے تو کوی یار مین تنہا امیر تھا
نکلا جو گھر سے یار تو جسم غفیر تھا

تبکدے مین ہین اب صنم خوشباش
گھر تو ان کا خدا کی نذر ہوا

چھوگئی بو جہان محبت کی
رنگ پھر ڈر سے منہ نہین چڑھتا

قتل موذی کا تو شرعاً ہے درست
ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف ورخ دونون نے مجھپر ستم ایجان کیا
اسنے حیران کیا اسنے پریشان کیا

کہہ سکتے ہیں جو درد کہ ترے تلوؤں میں ای ہزار
عوض لیتے ہیں کانٹے تجھسے اپنی پائمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لے کے یار آیا
لپٹ گیا مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے میں نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ دلکو امیر
ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھدیا

یارب شبِ فرقت بھی ہوئی ہے کہیں آخر
اس شام نے بھی مُنہ کبھی دیکھا ہے سحر کا

بازو پہ رکھکے سر جو وہ کل رات سو گیا
آرام یہ ملا کہ مرا ہاتھ سو گیا

گلُ خود تھے بے ثبات گلستانِ دہر میں
گلچین غریب مفت میں بدنام ہو گیا

ضبط کرتے ہی اثر نالوں کا ظاہر ہو گیا
بول اُٹھی گھبرا کے ہے ہے لو وہ آخر ہو گیا

تم جو پہلو سے اُٹھے دل سے نہ صدمہ اُٹھا
درد پہلو میں یہ اُٹھا کہ میں چلا اُٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھ سے کبھی
دامن سے ہاتھ اُٹھا تو گریبان پہ جا پڑا

گلگشت کی ندے مجھے تکلیف ہمصفیر
کیا دل گرفتگی میں مزا سیرِ باغ کا

تھمے اشکِ حسرت جہاں ہجر میں
وہیں خشک میرا لہو ہو گیا

نہیں تو نے دیکھا ہے اُس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمیں مضمون تھا جو اُس شوخ کی ظاہر نہوا
رہ گئی مجکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہ ہوا

کچھ اس ادا سے مارا مجھ کشتۂ ادا کو
مقتل میں ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا امیر
کوہکن کوہکنی کیا کرتا

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی میں باتیں سنتا
پر ترا ذکر تھا اے یار میں کچھ کہہ نہ سکا

بڑھا مستِ شرابِ شوق ہو کر وصل میں جب میں
تو وہ بولے ہے ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مر کے اس شوق سے وصال رہا
خواب میں بھی وہی خیال رہا

کرنے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن
رو رو کے مرے خون کو تلوار سے دھویا

ایسے کا کیا کرے کوئی ہر بار ای امیر
دو دن جہاں سلام کیا وہ بگڑ گیا

چلے جو آگے بتاتے تری گلی کی راہ
زیر شمشیر بھی نظارۂ قاتل ہوا
کھینچتا ہون مین تصور مین اگر ہاتھ اُنکا
امتحان گاہ محبت مین تھی سب ثابت مگر
ذرا چشم تر کو اشارہ کیا
شکوہ زبان پہ آنسکا ہجر کا
جنت کا نہ مین خواہان حور کا نہ مین طالب
پٹ کی اوجھل سے قیامت ہی اشارے کرنا
سمجھے کہ عرض حال کریگا ضرور امیر
ازل کے دن کوئی نادان تھا نہ دانا تھا
باغبان کہتا ہے سن سنکر فغان عندلیب
باغبان بیداد گر گل بیوفا گلچین رقیب
بند مکئی اُس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
گلون سے لگی ساری گلشن مین آگ
میری حق مین ہر طرح ہے یار کی چتون غضب
دیکھ سکتا ہون نہ مین اُنکو نہ وہ مجکو امیر
شمع پر گذری ہے جو شب تا سحر
دم ٹھہر مین ہاتھون سے دل کو سنبھالون تو
ہنسنگے رونے پر مرے کیسا کیا مجکو خجل
اب یہ عالم ضعف کا ہے مین جو روتا ہون امیر
لیل و نہار وصل دکھاتا ہے تو دکھائے

مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا
خوب اے حسرت دیدار مرا ساتھ دیا
کھنچکے کہتے ہین کہ ہی مرا پہونچا ٹوٹا
دو قدم جو بڑھگیا میدان اُسکے ہاتھ تھا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا
اک بوسہ دیکے اُسنے مری منہ کو سی دیا
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا
قہر ہے بیٹھ کے کھڑکی سے نظارے کرنا
دربار اُسکے آتے ہی برخاست کر دیا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تھا
پھونکدے اے آتش گل آشیان عندلیب
یارب اپنا درد دل کسکو سنائے عندلیب
بھر گئی منقار تک آکر صدائے عندلیب
الٰہی کہان جائے بلبل غریب
قہر کی چتون ہے آفت یار کی چتون غضب
گھر کے اندر ہین وہ بیتاب مین باہر بیتاب
مختصر سی ہے ہماری سرگذشت
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نکھینچ
بہ گیا مین پانی پانی ہو گئی آنسو کی طرح
ساتھ ہر آنسو کے گر پڑتا ہون آنسو کی طرح
کیسی یہ آسمان نے لگائی ہی شام صبح

ہماری راے مین بہتر ہی سیکشی کو صباح
دعوی ہے گو کہ بیگنہی کا امیر کو
نہین ہین پتلیان آنکھون مین اُسکی
بوسہ اُس لب کا ملا پائی مراد
کہتے ہین کشتۂ رفتار سے وہ ہٹکر اکر
تجسکو بھیجا تھا کس لیے قاصد
اکرتے ہین ڈرتے ڈرتے اُدہر اک نگاہِ شوق
کچھ ایسی بے خبری چھا گئی ہے الفت مین
ہین قریب صحنِ گلشن ہم اسیرونکے قفس
آئے بہت جو یاد دیس مرگ میرے داغ
آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
آنکھین تو میری ملتی ہو ایجان پاؤن سے
اسطرف ہم اُسطرف دل بیچین ہے چشمِ تر
سمجھے جو اُسکو سایۂ دیوارِ یار ہم
ناتوانی نے زور کام کیا
مین وہ گل ہون اس چمن مین باغبان
مشکل سے ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہون مین
عقل کہتی ہے کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
قتل کر بیاک ذرا اے تیغ یار
دھوم کرتا ہے جو ای وحشت تو خاطر خواہ کر
عشق کے نام سے معشوق کہوتا ہی گریز

اب آگے قاضی و مفتی محتسب کی صلاح
بیٹھا ہے تیرے آگے گنہگار کی طرح
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند
مُنہ کی مانگی آج ہاتھ آئی مراد
کھولدے آنکھ اگر ہی مری رفتار پسند
بات کا تو جواب دے قاصد
جب خوب دیکھ لیتے ہین پہلے ادہر اُدہر
نہ دل کو میری خبر ہے نہ مجکو دل کی خبر
دیکھ لیتے ہین کبھی پھولون کا جوبن جھانک کر
دو پھول اُٹھا کے پھینکدیے میری گور پر
تکیون سے شب مین رویا کیا لپٹ لپٹ کر
نرگس کو احتیاط سے رکھنے ہو طاق پر
ہم سمندر کے ادہر ہین دل سمندر کے اُدہر
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبیٰ مین بیٹھ کر
چڑھ گئے یار کی نگاہون پر
پھینکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر
شوق کہتا ہے ابھی سے وصل کا پیغام کر
آشنا نا آشنا پہچان کر
شہر گردی کب تلک صحرا سی بھی کچھ راہ کر
جی مین ہے آج سے عاشق ہون تبِ فرقت پر

ذرا نظارۂ گل بلبل بے بال و پر کر لے
بٹھا دی ایکدم صیاد اسے دیوار گلشن پر

گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجھسا سمجھ لیا
باہر تو گھر سے آ کبھی تلوار کھینچکر

نرغہ ہے حسرتون کا دل داغ داغ پر
گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر

گرتی نہین ہے اوس یہ آنسو ہین اے فلک
روتی ہے رات بھی مرے بخت سیاہ پر

جانے دے اُس بت کو ضبط نالہ و فریاد کر
اتنی بے صبری نکر اے دل خدا کو یاد کر

بیہیڑ مین پڑ جائے تا آنکھ اُس رخ پر نور پر
چڑھکے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پر

تو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ بڑھ
اے نالہ آگے جاے ادب ہے خدا کے در

مسافر سے جھگڑتے ہین فرشتون کی خدا سمجھے
گھڑی بھر چُپ پڑا رہنے نہین دیتے ہین منزل پر

جان اگر دیتی نہین ہے ساقی گلفام پر
کیون لہو روتی ہے منہ رکھکر صراحی جام پر

صیاد یہ ستم تو برائے خدا نکر
بے بال و پر ہون مین ابھی مجبور ہا نکر

کوئی جوبن پر ہے عاشق کوئی اُسکی گات پر
کچھ نہین کھُلتا کہ ہم دیوانے ہین کس بات پر

پس مرون یہ بخشا ہمکو رتبہ بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

اے یار بات بات پہ ہوتا ہے اب بگاڑ
غصہ ہے قہر غمزہ ہے آفت غضب بگاڑ

کیون نہو دریا کے پانی مین بھے توڑ
ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو نچوڑ

فصل گل آ گئی شاید کہ صبا گلشن سے
برگ گل لیکے چلے مرغ گرفتار کے پاس

نکلے اب کوئی تو راہ پرورش
بندہ پرور اک نگاہ پرورش

اب نہین دو شعر بھی یاد اے امیر
تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ

دیکھکر گستاخی پروانہ شرماتی ہے شمع
تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہے شمع

مجلس مین بیان سوز دل کا
جلجائے تری زبان اے شمع

مدد اے وحشت دل دونون ہم یکجا ہوگئے ہین
پھٹے جسدم گریبان چاک پہنچے انکی دامن تک

ایک قطرہ خون ہے دل پر وہ قطرہ ہے امیر
غوطے کھاتے پھرتے ہین جسمین دو عالم اب تلک

نے غم تری اب خوشی کہان تک   کمبخت لہو تو ہوگیا دل

دیکھ کر تیغ مجھے غش نہین آیا قاتل   سجدۂ شکر کو سر مین نے جھکایا قاتل

سارا ہے چمن مکان بلبل   ہر شاخ ہے آشیانِ بلبل

قفس مین آج بہت ہجو اس ہی بلبل   گلون کی خیر ہو یارب اُداس ہی بلبل

استخوان پہلو کے میری سونگھکر بولا ہما   کسطرح کھاؤن انہین آتی ہی انسی بوی دل

روتے ہین صیاد و گلچین ہی خزان سارا چمن   اکطرف ہی ہائے بلبل اکطرف ہی ہائی گل

بگڑا ہوا گلون کا جو پاتا ہے رنگ دل   غنچے کی طرح باغ مین ہوتا ہی تنگ دل

محفوظ کوئی سختیِ ایام سے نہین   عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل

جلد کیسے گذر گئی شبِ وصل   اِدہر آئی اُدہر گئی شبِ وصل

مستی مین بہک کے کعبے پہونچے   جانا تھا کدہر کدہر گئے ہم

یہان خمار محبت وہان ہی نشۂ حسن   نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم

چھپ گئے پہلے تو مجکو دیکھکر   پھر کہا لو کس سے شرماتے ہین ہم

ہے یہ کس چشمِ سیہ کا دَور دَور   سُرمے کی صورت پسے جاتے ہین ہم

پہنچے سب منزل پہ جتنے تھے ہمارے ہمنفس   المدد اے تیز رفتاری رہے جاتے ہین ہم

تر دستیِ مژگانِ ستم کیش تو دیکھو   ہر ہاتھ مین سو وار ہین ہر وار مین سو زخم

رات دن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا   ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہی کامونکا ہجوم

بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین   نہ تار میرے گریبان مین ہی نہ دامن مین

تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی   اچھے اچھے جوان دیکھے ہین

مرکے بھی یار کا دم بھرتے ہین   زندۂ عشق کہین مرتے ہین

جا ملین وہ دل کی لے لینے کی راہین اور ہین   جنکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نگاہین اور ہین

کیا ہی مین نے جب اظہارِ شوقِ گل اسیری مین   مری صیاد نے میری پرونکے پھول کترے ہین

دل ویران مرا آباد نہ ہے
اپنے ویرانے کہان ہوتے ہین

اتنا متاع جان پہ تفاخر نہ چاہیئے
یہ دل یہ جنس کونسی بازار مین نہین

ہمین لے گئی جستجو بھی دور امیر
خدا ہی ملائے تو اب ہم ملین

سگ وہ ہمارے کیا ہی کرم تو عدو ہی کیا
جلی بھنی جو ہین ہڈیان سو جانثر تھا

خدا دراز کرے عمر برق اسے گلچین
چراغ آ کے جلاتی ہے آشیانون مین

شیخ جی مر گئے ہین اُنکے مرید
حبس دم کا گمان کرتے ہین

اول عشق مین بس روز نگے تو امیر
نہ ابھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین

مفر نہین نہ ہے لحد مین بھی وحشت دلسیر
ہم اب یہان سے الٰہی کہان نکل جائین

تجھے کیا ہم جو وصف ساقی گلفام کرتے ہین
تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین

وصل کو اُنسے جو کہیے تو کرین وعدۂ حشر
کیجیے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین

پاس اخفای محبت ہی یہانتک کہ امیر
دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین

ہزار طرح کے ہوتے ہین ہم ہکو امیر
کسی کی آنکھ جہان ہم پہ اب بدلتی ہین

یار کے اُٹھتے ہی برہم ہو گیا سامان عیش
مے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین

امیر وہ وہم سے الگ جو جلتے ہین
وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناتے ہین

وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے
جفا کا وعدہ تو اب تک وفا ہوا ہی نہین

بلبل آواز اسیران قفس کو نہ سنا
صحبتین اگلی چمن کی ہمین یاد آتی ہین

عجب دریاے حیرت مین پڑا ہون
مین کس نا آشنا کا آشنا ہون

ہو کے خوش نالۂ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین
وہ تری پیار کی باتین مجھے یاد آتی ہین

نہین پروا کسیکو کاروان مین
الٰہی کیا مین نقش پاے رہرو ہون

اُس کوچے مین جب ٹھوکر کھاتا مین گیا ہون
لغزش سے گرا ہون طپش دل سے اُٹھا ہون

زاہد دنیا نہین اُس سے صنم
بن گئے ہین بت خدا کی یاد مین

منتی نہین اے عمر رفتہ
اک عمر سے ہم پکارتے ہین

راحت کو ڈہونڈہتا ہے عبث تو جہان مین
اسکا زمین مین ہے نہ پتا آسمان مین

دینی نہ تھی کسیکو جو اے آفریدگار
پیدا ہی کیون کیا تھا خوشی کو جہان مین

مرا خط اسنے پڑہا پڑہ کے نامہ بر سے کہا
یہی جواب ہے اسکا کہ کچھہ جواب نہین

کبھی ہم تک نہین آتین جو دلکا حال دکھلائین
وہ نظرین سیر کرتی پھرتی ہین مژگان کی سائی مین

پھولون سے کہہ صبا یہ خوشی کی جگہ نہین
رونے کا ہے مقام ہنسی کی جگہ نہین

اس خرابے مین ہم پڑے ہین امیر
کہ جہان خاک بھی نہین کو سون

اے صبا جا کے اسیرانِ قفس سے کہدے
موسمِ گل ہے اب آکر چمن آباد کرین

اتنی فرصت ہمین دی کشمکشِ دستِ جنون
تم کے دو چار گھڑی خاطرِ صیّاد کرین

نامہربان ہے یار تو اس کا نہین قصور
یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین

ہجر مین اظہار تنہائی کا کرتا ہون جو مین
حسرتِ دیدار کہتی ہے کہ مین تو ساتھ ہون

ادبِ عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری
خواب مین بھی مین اسے پیار کرون یا نکرون

تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہے
اک تان تم اڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین

صورت کو اسکی دیکھ کے سمجھے ہو تم غریب
تم سے کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین

ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے ہماری وہان سنیگا کون

اپنے گھر بیٹھے وہ آرام سے کرتی ہین بسر
دیکھکر حال مرا ضبط کرین تو جانون

غم وہ اسکا جائے دل سے خوش ہوئین
دل کے جانے کا مجھے کچھ غم نہین

کوٹھے سے وہ اتر کر پہنچے بھی اپنی گھر مین
آنکھین ہماری اب تک چھت سی لگی ہوئی ہین

نگاہین حیا سے کہان پھر چلین
ادہر دیکھیے پتلیان پھر چلین

گھر مین اللہ کے واعظ ہین تو یہ کچھ ہی کلام
میکدے مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین

پڑ گیا پھول کوئی آتشِ گل کا شاید
آشیانے جھنا دل کی پڑے پھنکتے ہین

گہات مین محتسب کو رہتے ہین دو
نہ عارض نہ زلفِ دوتا دیکھتے ہین
لیا پھر تو نے اُس کا نام اے دل
کسیکا دل ہے مکدر نہ مجھسی امیر
اے صنم اب ترا خدا حافظ
امیر مرنیکو آسان نہ ہجرِ یار مین جان
تو ادب سے جسے کہتا ہی صلاے زاہد
آتے ہین جانبِ زندان جو وہ مر لیتے ہین
لگا کر تجھ سے دل حاصل ہوا یہ وفا دشمن
اشک سی جیب دیکھیے معمور ہین
مانگتا ہون خدا سے روز شراب
کنائی جانتے ہین آپکی گھاتین مجھی ہین
لذت جو خامشی مین ہی کیونکر عیان کرین
برچھیان جب اُدہر سے چلتی ہین
یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفرو
کرتے ہین بندگی پیرِ مغان
وہ بت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی
ایک بھی مانتا نہین وہ بت
نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون
کوئی مجکو لیے جاتا ہے کہین
راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین

مست بھی ہوشیار رہتے ہین
خدا جانے ہم تجھ مین کیا دیکھتے ہین
ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون
کہ اک غبار سا رہتا ہے میری آنکھونمین
ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین
اشک آنکھ کے نکلتی ہی انتظار مین جان
اُسیکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین
اچھی آپ اپنے اسیرون کی خبر لیتے ہین
زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن
دونون آنکھین ہین کہ دو ناسور ہین
مین بھی کیا رندِ پاک طینت ہون
زمانہ ہمنے دیکھا ہے یہ سب باتین سمجھتے ہین
قابلِ بیان کے جو نہو کیا بیان کرون
دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین
چھریان لگی ہوئی ہین چار و نظر قفس مین
سنیچے کیا جوانِ صالح ہین
حاکمون کی سامنے چلتی ہین تقریرین کہین
ہم خوشامد ہزار کرتے ہین
کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین
نہین معلوم کہان جاتا ہون
جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

ڈوبنے لگتا جو مین دریا مین ہون وہ ناتوان
چھوٹی چھوٹی کشتیان لیکی مجھین دوڑتین

جب مین کہتا ہون کہ ساحل تک مجھے پہونچا کہین
خضر کہتے ہین کہ اس دریا کا ساحل ہی نہین

ہم کو فردائے حشر کا کیا غم
کہ شب ہجر کی سحر ہی نہین

بیکارون کیسے کاروان مین امیر
جرس بھی تو آواز دیتا نہین

ہو کوئی گاہک تو سودے کا امیر
کون سے بازار مین سودا نہین

ہنس تو پڑتے ہین مرے رونے پر
شکر ہے گریہ بے اثر تو نہین

ایسی راحت ملی قناعت مین
سو گیے پاؤن کنج عزلت مین

مین کہتا نہین منہ سے کچھ مر رہا ہون
غم عشق تیری خوشی کر رہا ہون

مزہ ملا ہے مجھے یہ دل کی بیقراری مین
کہ بھر رہا ہون نمک اپنے زخم کاری مین

کرتے ہین جو لوگ ذکر اُن کا
ایک ایک کا منہ مین دیکھتا ہون

دم لے نہ ابھی پوچھ مرے درد کو ہمدم
رونے سے جو دل ٹھہرے تو کچھ بات کرون مین

ان حسینون کی ہے عجب سرکار
پاؤن چھونے پہ ہاتھ کٹتے ہین

کرین نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لین
کمر سے کھینچکے شمشیر امتحان تو لین

نفرت ہی روک ٹوک سے اپنی سرشت مین
رضوان کو دیکھکر نہ گیے ہم بہشت مین

پاؤن اُس کے نہین دباتے ہین
اُس پر اپنا دباؤ ڈالتے ہین

اس سے رشک اُس سے ضرر دونون خدا کو نیک ہین
رہنما رہزن تمہاری راہ مین سب ایک ہین

مرے گھر خواب مین آئے تھے اک دن
ادھر منہ کرکے اب سوتے نہین ہین

لیا ہے غیر نے بوسہ اُسیکو گالی دو
خفا ہو مجھسے نہ لینے مین مین نہ دینے مین

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کہدے کوئی کہ ہم بھی چمن مین ہین

مین خدا کے سامنے کہدونگا زاہد تو کیا
یار سا بت دوسرا ساری خدائی مین نہین

رات دن غم یہ غم گزرتے ہین
ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہین

سیکڑے مین کہین پڑے ہونگے
صیاد سے چھری کے تلے عندلیب نے
عاشق ڈرا مین گی اُسے کہکر یہ حشر مین
محتسب جام مے جو توڑے ہین
ہمارے سامنے بڑھ بڑھ کی بولتا ہی بہت
دیکھنا لغزش نہ کھانا واعظو
امیر وادی غربت مین تا کجا گردش
لین بلائین جو وصل مین تو کہا
اے چرخ یہ اپنے حوصلے ہین
تڑپا مین بہت تو ضعف بولا
کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتو سے کہو
عکس اپنا آئینے مین دیکھکر کہتا ہی یار
کسکے غم مین اجل آئی کہ مری ماتم مین
بحث تنگی مین دہن کی کیون ہی کچھ حاصل نہین
دعائین ہین نئے انکو دین تو بولے
کیا تڑپ کر لوٹ کر اوقات کاٹی ہجر مین
آمد ہی فصل گل کی جلدی امیر اُدھیڑو
بے تکلف ہو تو ہم شعر و سخن پر غش ہین
تڑپے کسطرح یاد قاتل مین
کیونکر نہ ہی گلی سے مین تا اب ابھی اُٹھون
محشر مین بھی دیوانونکو پوچھا نہ کسی نے

شب جمعہ ہے آج امیر کہان
حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہین
کیون اے صنم خدا سے تر اب گلہ کرین
سیکڑون کے نصیب پھوٹے ہین
ملے وہ لب کہ تو ناصح کو سامنے کردین
پی کے ہم آئے ہین بزم وعظ مین
بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین
بس اب نہین باتون سے مین چڑھتا ہون
اک دل ہے ہزار آبلے ہین
اللہ اب تک یہ حوصلے ہین
میرے تابوت سے دو چار قدم دور رہین
دیکھنے والو نسی خلوتمین بھی چھپنکا نہین
بال کھولی ہوئی فردوس سے حورین آئین
کسکے منہ لگتی ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین
ابھی یہ گالیان کسپر پڑین تھین
کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین
ٹانکے جو چاک دل مین دو چار رہ گئے ہین
کوئی معشوق ہو بیساختہ پن پر غش ہین
جان بھی ہے کہین مرے دلمین
مٹی مین مل تو لون ہین لہو مین نہا تو لون
آگے کی خدا جانے ابھی تک تو بچے ہین

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سے گر دعا مانگون دلِ بے مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہی ہین
ہر شاخِ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہی ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکھیے تو بڑے مہربان ہین

با وفا ہو وفا سب زیرِ خنجر ہین وہان
آشنا نا آشنا دونون برابر ہین ہان

دو باتین ہین دن ہو رہین دونون کی مقرر
تم آؤ گی کس دن مجھے بلواؤ گے کس دن

دیکھا ہی کسی راہ مین ہمنے کہ نہین ہوش
گھبرائے ہوئی پھرتے ہین گھر بھول گئین

ساقی مین تیری نرگسِ میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجکو سمجھکر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہی یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوب شا بجنت اگر قیامت مین
گناہگارون مین تیرے شمار ہم بھی ہون

جوشِ جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتھ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف جو کر جاتے تھے دو باتون مین
ذکرِ خیر آجتک اُن کا ہی خرابا تون مین

ہرفِ تیرِ غزہ کر کے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائی دیکھون

تاب و طاقت تو مری رہگئی کوچے مین ترے
گھر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیون کر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکھا اگر
مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزہ نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکھیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ کچھ جانتے نہین

دکھتے نہ تھے چمن مین جو پاؤن فرشِ گل پر
تیری گلی مین اب وہ کانٹون پہ لوٹتے ہین

ڈھیر ہین سایۂ اشجار مین کچھ مٹی کے
اور کچھ ہمکو خبر گورِ غریبان کی نہین

نیند آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہے نہ بازو نہ سر کچھ بھی نہین

وہ مستِ شراب پھر رہے ہین
ہم مفت خراب پھر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہی محمل سے تری
ہی یہی مجنون اب ای محمل نشین مجنون کہان

جاشنی عشق کی جس روز سے چکھی ہے امیر
اُٹھ گئے سب ہمنفس کس کس کا یارب غم کرون
شام سے روز سحر جو دُھنتا ہون
انسان حسین کیسے پرایان یہان کہان ہین
تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب
طرزِ نالہ وہ بتا دو جو ہو صیاد پسند
عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
باغبان تو ہی کسی شاخ پہ بٹھلا دے مجھے
حضورِ یار مجھے عرض حال کرنا ہے
کھپ گئین دل مین اگر پلکین نکیلی زاہدا
ممکن ہے بی زر زمین مین صبر اکیلا کرون
نہ عارض نہ زلفِ صنم دیکھتے ہین
کون گلگشت کو بازار مین آیا ہے کہ آج
اے عمرِ رفتہ کہدے یارانِ رفتہ سے تو
دیکھا تھا دل نے جب سے تیری آن بان کو
کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق
روتے ہین ترے مریض پہرون
کی خطا مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام
نرگس کی آنکھ سوئے زمین بے سبب نہین
کنگھی جو کر رہے ہین وہ بالو نمین بار بار
بکنے دو ناصح جو بکتا ہے امیر

تلخ باتین لبِ شیرین سے مزا دیتی ہین
قیس کو روؤن کہ مین فرہاد کا ماتم کرون
شمع کی سرگذشت سُنتا ہون
مٹی کی مورتین ہین جیتی کی پتلیان ہین
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون
اے اسیرانِ قفس تازہ گرفتار ہون مین
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین
بے پر و بال ہون ہین طاقتِ پرواز نہین
کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون
سیکڑون پڑجائینگے رخنے تری ایمان مین
فرمائشین جو یار کرے اسکو کیا کرون
خدا دیکھتا ہے جو ہم دیکھتے ہین
مشورے ہوتے ہین یوسف کی خریداری مین
بچھڑے ہوئے تمہارے تمکو پکارتے ہین
ہم صبر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو
صورت تو امیر اپنی دیکھو
چھاتی سے لگ کے دردِ دل کہہ
تذکرہ کر کے زمانے سے پشیمان نکرو
ہے خفتگانِ خاک پہ حسرت بہار کو
رگ رگ سے کھنچتا ہے کوئی میری جانکو
تم بھی چپ بیٹھی ہوئی باتین سنو

تم دہن کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو
دیکھتے ہین جو انہین اُنکی نظر کو دیکھو

جان سے اپنی ہم تو درگذر سے
قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو

جگاتا ہون مین کب سے تم ذرا کروٹ نہین لیتے
اُٹھو اے خفتگانِ خاک کیسی نیند سوتے ہو

کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ
اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ

فصلِ گل آنے سے پہلے پھنس گئے ہم دام مین
ہائے کیا کیا دل مین تھی سیر چمن کی آرزو

نہ نیستی مین نہ ہستی مین ہے یہ نقشِ وجود
مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا بھی چکو

عارضی حسن ہے اس سے بہت الفت نکرو
یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نہ کرو

نمازیو مجھے ناحق امام کرتے ہو
نہین مین ہوش مین تم سب الگ الگ پڑھ لو

لکھا ہے خط مین اُسنے یہ مجھ بدنصیب کو
انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہے رقیب کو

کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو
میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو

جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بت
تو ہنسکے کہتا ہے صاحب خدا کو یاد کرو

بیان کرتا ہون اس بزم مین اے پری تیری داستانکو
لپٹ کے کرتی ہے پیار بہر وہ زبان دہن کو مین بانکو

پہلے تو آرسی مین منہ اُسنے اپنا دیکھا
پھر مجھے ہی ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو

آہ کس حسرت سے ہے لیلی نے کہا ہنگام نزع
سونپے جاتی ہون تجھے اے بیکسی مین قیس کو

میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
صاحب آئینے کو اپنے آگے رکھہ کر دیکھ لو

بھرنے پر آئے ہین ہمارے جگر کے زخم
تم زلفِ مشکبو کے ذرا پیچ کھول دو

وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھ سے
اس قدر بے حواس تم کیون ہو

مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر
بولا جنون ہوا ہے تمہین جا کے فصد لو

کل کی منزل سے مگر آجکی منزل ہے کڑی
خار ٹھہرا کے جو کہتے ہین ذرا دم لے لو

لب جان بخش سے اپنے ذرا تم
کبھی ہم مرنیوالون کو بھی پوچھو

کون سمجھائے جفا پیشہ دل آزارونکو
اک نظر دیکھہ تو لو آنکھون کی بیمارونکو

کرتے تو ہو سوال امیر اُس ہی حشر مین
کچھ تسلیِ دلِ زار تو کرتے جاؤ
امیر دل نے کہا مجھ سے سنگی ناصح کی
وہ عکس سے آئینے مین کہتے ہین بگڑ کر
حقیقت درد بیدردی کی اُس دم آشکارا ہو
ہمارے تمہارے تکلم بھی ہو
نیند اُچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سنو
نہین ہے دل مری پاس اب تم ادھر دیکھو
بگڑ کے اُسنے کہا بعد ذبح کشتون سی
نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا
سوز دل چہرہ سے عیان ہی امیر
تقوی کہان کا جام سے چلے آج زاہد و
ہو لینے دو لے جان ذرا روح کو رخصت
شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
جہان دیکھا بھرا تیری نظر کو
ہوا اُبھار کو جوبن کے کیا چھپاتی ہو
تب مزا ہے بادہ خواری کا امیر
وصل کی شب اہنین شرم آتی ہی مجھسمو لنسی
اسی ادا سے جو تو آئیگا تو روزِ جزا
زخم سلوانے کی یارو ابھی جلدی کیا ہی
خون کچھ دینے لگی ہے میری قبر

اور اُسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو
تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ
تم اپنا کام کیے جاؤ اُسکو کہنے دو
کیون سدِ سکندر کے اُدھر جا کی چھپے ہو
ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا دل ہمارا ہو
مزا ہے کہ روزِ جزا تم بھی ہو
اور جو سنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو
نہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو
تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجکو
دمِ ذبح لب پر تبسم بھی ہو
پیار کس شعر د کو کرتے ہو
خرقے اُتار اُتار کے بھٹی مین جھونکدو
ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو
آگ مین رکھ کے پھونکدے تمکو
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو
خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چراتے ہو
سامنے ساقی بغل مین یار ہو
دستی نرگس کی جو ہین اُن کو کنارے رکھدو
ملیگی الٹی سزا تیرے دادخواہون کو
پہلے کچھ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو
کوئی چٹکی خاک اُٹھا کر ڈال دو

جسملو نہ رحم کما کر اُنسے کہتی ہی قضا
ان گنہگاروں کے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو

نہ اس سے ڈر ہے نہ اُسکی ہوس کبھی مجکو
نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہے کچھ خوشی مجکو

آئے اول تو وہ کب پاس مری محفل مین
اور جو آئے بھی تو مجلس سی اُٹھانے مجکو

آئے جو زبان پہ شکوۂ یار
ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو

کب مین کہتا ہون مجھی ای یار تو الفت سی دیکھ
مین تجھی حسرت سے دیکھون تو مجھے حیرت سے دیکھ

ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین
اک جام ادھر بھی ساقی کوثر کا واسطہ

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین
زندگی موت ہی میری مری صیاد کی ہاتھہ

مرے مزار پر آیا جو وہ بت گمراہ
تڑپ کی روح نے آواز دی کہ بسم اللہ

اب نہ اُسکا رُخ نہ خط و خال دیکھ
اے دل بیتاب اپنا حال دیکھ

غریب عاشقوں پر رحم کھا کے بولی وہ
غریب اُنکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہ

حرم والون سے یہ قول صنم ہے
قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے

اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون
ڈر ہے چھاگل کہین پکار نہ دے

کُھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہے
مین دل سی پوچھتا ہون دل مجھسی پوچھتا ہے

یہ جو رشتے مین یار بد خو ہے
اب لپٹ جائیے تو تنہا بو ہے

شب فرقت تو مرا کام ہی کر جائیگی
وصل کی رات نہین ہے جو گزر جائیگی

برباد کر دیا ہے وحشت نے دلکی مجکو
پہلو کا رہنے والا جنگل مین جا بسا ہی

صاف دل ہین ہم آئینے کی طرح
جس سے جو بات ہے وہ برو ہے

کچھ رنج ہے دنیا مین تو کچھ ہمکو خوشی ہی
آنکھون مین جو آنسو ہین تو ہونٹو پہ ہنسی ہے

یہ وجہ ہے جو جمع رہا کرتی ہے خلقت
مرقد پہ مرے یار کی تصویر لگی ہے

تھا جو کل تک کسی کے زانو پر
آج وہ سر ہے اور زانو ہے

کبھی منھہ کھولکر نہ دکھلایا
لن ترانی ہی لن ترانی ہے

دل مرا کہدو کہ وہ شوخِ ستمگر پھیر دے
دل نہ پھیرے تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

ای شبِ فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میری گھر مین رات ہے

نزع مین یار سے رخصت مجھی ہو لینے دے
ضبط سی کہدو کہ دل کھو کے رو لینے دے

دیکھتی ہین جب اُسی آنکھین تو کہتا ہی یہ دل
دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہی مجھے

بسملون سے بھی ناز اُٹھوائے
ہاے انداز میرے قاتل کے

اُٹھتا نہین دل سے مری بارِ غمِ فرقت
ای جانِ حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے

سویا ہون شب کو جِ جرس سے مین یہ کہکر
پیدا جو سحر ہو مجھے غل کر کے جگا لے

کعبے نہ جاے جو وہ نہ پہنچے خدا تلک
زاہد خدا کے گھر کی یہی ایک راہ ہے

اک مست کا خیال جو ہنگامِ خواب ہے
چھو کو نہین نیند کی مجھے کیفِ شراب ہی

آسان نہین ہے دامِ سی دنیا کی چھوٹنا
یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے

جوبن آ بھار پر ہے چمن کو نچا ئیے
بادِ صبا لگائے گی چوری انار کی

لیلی کی طرف پھر نہ کرے منہ کبھی مجنون
مجنون کو جو لیلی تری تصویر دکھا دی

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا اے صبا
مستی ہے شاید آج عروسِ بہار کی

کون کہتا ہے کہ الفت مین ہمین راحت ہوگی
پیٹنے رونی تڑپنے سے کہان فرصت ہوگی

ہاتھ پھولونکو لگایا مین نے کب ای باغبان
یان گریبان چاک کرنے سی کہان فرصت ہوئی

مین خار ہون ای برق جلاتی ہی مجھے کیا
گلچین ہین ہزارون کسی گلچین کو جلا دے

کیا رہیے اس چمن مین افسردگی بڑی ہی
ہر شاخِ گل کے نیچے بلبل مری پڑی ہی

خانہ بر دوش ہر شرابی ہے
کیا خرابات کی خرابی ہے

نہ واعظ ہجو مے کر اکدن دنیا سی جانا ہی
اری منہ ساقیِ کوثر کو بھی آخر دکھانا ہے

برستی ہے اداسی چھا رہی ہی بیکسی غافل
بصیرت ہو تو عبرت کا محل قصرِ فریدون ہی

جب کبھی شبِ وصل چلو سو رہین ای جان
جھنجھلا کے وہ کہتی ہین ابھی رات بڑی ہے

پھیرون نے یہ لختِ جگر اُسمین بر دیے
ہنس ہنس کے رُلایا ہے بہت زخمِ جگر نے
آبنی ہے جان پر قیامت ہے
فرقت مین مجکو موت ٹھکانے لگا گئی
آج اُمید صبح ہونے کی
مژگانِ تر سے جان تسلی سی پا گئی
قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے
دامنِ گل نسیم چاک کرے
غیر کی بھیجی ہوئی مسی ملی تم نے ضرور
ہون وہ بلبل جب مری دلکی کلی مرجھا گئی
جانِ نثارون کا اس قدر ہے ہجوم
زور ہے اب یہ ناتوانی کا
ہے قصد کہ دل کعبہ نشینو نکے چرائی
خط مرا پھینک کے مجھپر یہ کہا قاصد نے
مرتے ہین بندگانِ خدا کچھ نہین خیال
چاہت نئی مئی ہے محبت نئی نئی
مین حرف ناشنوا اُسے کیونکر کہون امیر
کسی واماندہ و حسرت زدہ کو یاد کرتا ہے
مائلِ جور جو وہ زلف دوتا ہوتی ہے
کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے
یہ سمجھ ہے تو مری جان نجھی گی کیونکر

جو تیر ہے سفاک کا پھولون کی چھڑی ہے
اوچھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے
آج پہلو سے دل کی رخصت ہے
کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آگئی
حضرتِ دل یہ شامِ فرقت ہے
کانٹون کی اوس پیاس ہماری بجھا گئی
کہنا کسی کی جان ہے ہونٹون پر آگئی
بلبلو تم کو کچھ بھی غیرت ہے
ورنہ کیون غم کی گھٹا دلپر ہماری چھا گئی
اک سر ایسے ساری پھولون پر اُداسی چھا گئی
تیغِ مقتل مین چل نہین سکتی
دل سے حسرت نکل نہین سکتی
تاکا ہے بڑے گھر کو تری دزدِ حنا نے
وہ بھی ہو آپ پہ عاشق تو یہ گھر آ دیکھے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے
دو چار دن تو ضبطِ فغان بھی ضرور ہے
سنتا ہے میری حق مین وہ سڑی جھا گئی
سنو اے قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے
سو بلاؤن مین گرفتار بلا ہوتی ہے
کہ اب تو جان ہی پہ آ بنی ہے
مین نے حال اپنا کہا تم اُسی شکوا سمجھے

بلبل کی آنکھ گل پر قمری کی سرو پر ہے
قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچ نا

عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے
کرو نگاہ بت کی زیارت بھی اب تو حج کو چلوں

وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے
یہ ذوق شوق جانیگا کہ جیسے مین تیرے

ہوے جو ذبح بڑے پیچ و تاب سے چھوٹے
ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف

پھر نہ کہنا امیر کو لاؤ
جانے آرام سمجھکر مین یہان آیا تھا

محفلِ عیش ہو یا مجلسِ غم دونون مین
دل جو بے اختیار روتا ہے

اللہ ری گرمیان مرے معشوق کی امیر
بے شبہہ کنجِ قبر سے جائے سکون نگر

مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو
جہان ہم ہونگے آ بجین عشق کی اُس گھر مین آئینگی

رہا جاتا نہین بے عشق دو دن
ہجر کا دن نہین ہے داخلِ عمر

یہ زن فراق کا کیون دیکھتی ہین جو کے
ندیان ہجین کشتون کے ابھی قاتل

اک ذرا پردہ محمل کو اٹھا دے لیلی
نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے

ناوک کے ساتھ ساتھ کسیکا جگر بھی ہے
چھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے

حرم سے دیر کیجانب بھی راہ پھرتی ہے
اُدہر حجاب اِدہر اضطراب رہتا ہے

کبھی ہم مین آگے کبھی سایہ آگے
تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے

لو یہ نہین ہم سے ٹوٹتی سے ہے
اب وہ تیری گلی سے جاتا ہے

دل کے ہاتھون سے لحد مین بھی تڑپ کر گذری
شمع کو روتے پتنگونکو تڑپتے گزری

کسی حسرت کا خون ہوتا ہے
آیا خیال دلمین تو اک آگ لگ گئی

کیسا سکون جب دلِ بیتاب ساتھ ہے
تو بتا ابر کس کو روتا ہے

یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی
ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے

عمر تو وصل تک تمام ہوئی
شبِ وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے

تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی
پھر کوئی حالتِ بیتابیِ مجنون دیکھے

سبب پوچھو نہ کچھ رونے کا ہمسے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طولِ نامہ کہ کہتا ہے نامہ بر
اس بوجھ اُٹھانیکو کوئی مزدور چاہیے

کبھی جھانکا تو ہوتا آکے یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزون نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین میہمانیِ غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل لیکے ملاتا ہے ڈھٹائی سے جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی

نہین اُڑتی ہین یہ آیجزون اشجار گلشن کے
یہ کچھ پرزے گریبان کے ہین کچھ پرزے ہین دامنکے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلی ادہر آئے
مین اس امید پر جیتا ہون کانٹے اس بیابانکے

پی کے مے بیٹھے وعظ سُنی امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

کشتہ ہون مین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اُٹھا کر نہ پھر آنکھ غیرون کو دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہے دلکی تنگی سے
دہوان جگر کا بھی کچھ دل ہی دلمین گھٹتا ہے

کیون سوئے کمر ہاتھ بڑہائے ہے وہ کاکل
لیلی کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اُس شوخ کا آتا ہے تو اللہ ری تڑپ
مُنہ کو آتا ہے جگر بات نہین کیجاتی

تمہاری سی صورت ہے حورونکی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

غنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوئے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجکو تو وہ بولی
اس درد سے اچھا ہے یہ بیمار جو مرجائے

جو ہوش مین سب مجھے لاتا ہے دوست تو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے سرِ بزم وہ بت کھولکے گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچانکے لیجائے

دکھلایا روزِ ہجر شبِ وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سنتا نہین حالِ دل اے امیر
کہانی سی کب تک کہا کیجیے

سوکھے ہوئے دو چار کہین برگ ہری ہین
اب جاؤن مین گلزار مین کیا آگ لگانی

کیا وقت نکالا ہی بخشش کا بھی ظالم نے
جب خوب سنورتا ہے تب مجھسی بگڑتا ہی

ابھی امیر کو صاحب برا بھلا نہ کہو
برے بھلے کا تو صحبت سی حال کھلتا ہی

جب کہا مین ذرا مری قتل مین اب دیر ہی کیون
بولے وہ اپنی خوشی آپکو جلدی کیا ہے

تو بھرا ہے بہت ای پیر فلک سچ کہنا
مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہی

داد دیتے کہ نہ دیتے دل فریادی کی
کان رکھکر کبھی سنتے تو کہ کیا کہتا ہے

نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال
جگر آ آ کے منھ تک بھر گیا ہے

سارا بدن پڑا ہے کچھ بھی کہین نہین ہے
رہتا ہی ہاتھ دل پر جو حال ہی یہین ہی

اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح
انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہے

خیر تم پر نہین ہے زور اپنا
مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے

برباد نکر جو کچھ خبر ہے
اے بت یہ دل خدا کا گھر ہے

یان زخم سے لذت جگر ہے
احباب کو فکر بخیہ گر ہے

نہ جانے کے تھے اُس گلی سے بہانے
نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے

ہو گیا کیا تجھے الفت مین امیر
ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے

دو گھڑی آپ کا ہنس ہنس کی لگاوٹ کرنا
رنج برسون کا مرے دلسے مٹا دیتا ہے

درد دل کیون نہ مجھے جانسی بڑھکر ہو عزیز
اُٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہے

ہیزم خشک نے جلکر یہ کہا گلشن مین
کہ انہین تازہ نہالون مین کبھی ہم بھی تھے

حال سننے کو وہ آئے ہین مگر کون کہے
کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی

جب دل پژمردہ پہلو سے مری نکلا امیر
حسرتین کہتین یہ پیچھے پیچھے ساتھ روتی چلتی

جواب دینے مین آئی نہ کیون حیا ان کو
سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہے

ہمنشین اُن سے جو کہتی ہین کہ مرتا ہے امیر
کہیے کب تک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھی

وہ کہتے ہین وہ اچھی عاشق کہین ہوتے ہین غریب
قبر پر جب وہ حور آتا ہے
بت بن گئے ہم امیر آخر
کتنے آرام طلب ہین ہم بھی
دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ امیر
مدتون کھینچا ہے قشقہ ان بتونکی عشق مین
پڑا ہے تفرقہ ایسا فراقِ یار مین باہم
کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے
چھیڑا جو انکو تو بولے وہ گالیان دیکر
آ بنی جان پر دعا پائی
شرم کی سب سے وہ خورشید لقا لیتا ہے
حلال کرکے رہے ہمصفیرونکو صیاد
ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہے
دلِ بیتاب شبِ وصل تو دم لینے دے
ہم تڑپتے ہین پڑی سارا جہان سوتا ہے
کیون جاؤن مین سوئے کعبہ اے شیخ
نشان پایا نہ یوسفِ گم گشتہ کا ہمنے
ہائے غم سے بھی جی نہین بھرتا
کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتی ہے خلق کسکو
کیا یہ بہکاتا ہے مستونکو تجھے ہوش بھی ہے
مین نے بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا

پاس جا بیٹھی پھر انکی کوئی غربت دیکھے
چمن کے جالی سے نور آتا ہے
یہ یادِ صنم کی انتہا ہے
سایۂ تیغ مین نیند آتی ہے
حسرت آباد تمام اک گھر ہے
شرم آتی ہے خدا کے سامنے جاتی ہوئے
نہ دل ملتا ہے پہلو کو نہ پہلو دل کو ملتا ہے
بت کے ملنے سے خدا ملتا ہے
کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلتی ہے
دل لگانے کی یہ سزا پائی
آئنہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہے
لہو بھری ہوئی چھریان مجھے دکھاتا ہے
آنے کی نہ شادی نہ گئی کا مجھے غم ہے
ہجر کی رات تڑپنے کے سبب کم ہے
اے شبِ ہجر کسدن کا عوض ہوتا ہے
بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے
ہزارون قافلے چھانے ہزارون کاروان ڈھونڈے ہے
برکت اٹھ گئی زمانے سے
تمنے جو آنکھ کھولی تو چشمِ تر ہی دیکھی
جو عطا پاش ہے واعظ وہ خطا پوش بھی ہے
حرف میرے بھی نہین یہ تو بلا نوش بھی ہے

مرا زخم دل اس لیے دیکھتے ہین — کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے
کہتا ہے مجھے دیکھ کر وہ بنچ گلی مین — دیوانے ترا گھر بھی کہین ہے کہ نہین ہے
ہمکو جا لین تو لگا لینے کی آتی ہین بہت — یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے
گالیون کا وصل مین کیا کام ہے — لطف بے ہنگام اسیکا نام ہے
تجکو مجھ غربت زدہ کی حق مین کیا منظور ہے — پاؤن اٹھ سکتے نہین ای ضعف منزل دور ہے
مے کشو می آج بے جام و سبو پی لیجئے — محتسب کا چڑ کے جاتی یہ لہو پی لیجیے
الفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روئے — کل دل پہ ہاتھ رکھ کر بے اختیار روئے
مجکو زاہد نہین شراب حرام — تیسرے دن میسر آئی ہے
خاک مین کسکی مل گئی حسرت — خاک اڑاتی جو صرصر آئی ہے
بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری — جس گل کو سونگھتا ہون آتی ہے بو تمہاری
جو کچھ تری ہاتھون دل خونین پہ ہوا ہے — مہندی ترے ہاتھون کی بیان کرتی ہے تجھسے
دیکھ کر عکس کو آئینے مین کہتا ہے وہ شوخ — تو نے بتلا مری تصویر کہان سے پائی
اپنے کام اگر نہ آئے تو کب کام آئین گے — کیا بت امیر تجکو خدا سے ملائین گے
طرفہ اقبال تیرون کا ہے کہ باہمہ ناز — جسطرف ہو کر نکلتے ہین دعا ملتی ہے
یاد مین زلف و رخ کے میرا حال — صبح کو کچھ ہے شام کو کچھ ہے
اے طول زمانہ اسیری — بلبل کہین گل کو بھولتی ہے
اجل کا دور ہے بیداد عہد مین تیری — دکانین بند پڑی ہین نوا فروشونکی
داغ پر داغ عزیزون نے دیئے مینا ایسے — کہ مرے دلمین نہین جای سویدا باقی
سوتا ہون کوی یار مین محشر کے دن مجھے — جو نکلے نسیم خلد سے آکر جگائین گے
آرام کا اس گھر مین نہ اس گھر مین گزر ہے — دل درد کا گھر ہے تو جگر داغ کا گھر ہے
کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی — کیون تیغ کھینچتی ہے شکن آستین کی

بازو دوزی کی دکان ہی کہ مرا سینہ ہے
ہر طرف ڈھیر ہین دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سے دیتا ہی پیری مین قد پر خم
اشارہ ہے کہ اب دن خاک مین ملنے کے آپہنچے

ہونٹھ ہونہ دم ہی لیکن دلمین یہی ہی حسرت
دو حرف اُسکے منہ کو سن لیتی زم کسی سے

راز کیا عاشق و معشوق کی غیر ونپہ کھلین
صلح آنکھو نمین ہو آنکھو نمین لڑائی ہوجائے

مین نے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائین گے

وہ غصے مین ہر وقت بھری رہتی ہین مجھسی
مین خوش ہون کہ صد شکر تو یہ تو ادہر ہے

کہا یہ جھاڑکے دامن کو اُسنے خلوت مین
یہان تک بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کر کرتی ہین نظارہ بازی دور سے
ہین تو دوزخ مین مگر آنکھین لڑی ہین حور سے

کانون مین وہ ہی پھول ستارونمین ہی چاند
ذرونمین وہ خورشید ہی قطرون مین گہر ہے

نظارۂ قاتل سے مین ہون بے خبر ایسا
کچھ ہوش ہی خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت مین کہا کیا انہین مین نے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتے

بچھونا خاک کا ہے اب تری بیمار کے نیچے
پڑا ہے دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھینچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مرگیے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گئے

کیا کیا ہوا ہے دل تہ و بالا مین کیا کہون
کوٹھے پہ چڑھ کے آپ جو نیچے اُتر گیے

تھک گیے ہم رہِ طلب مین امیر
کرچکے سعی جتنی قدرت تھی

درازی سنتے تھے مدت سی ہم روزِ قیامت کی
سو اک یہ بھی گھڑی نکلی ہماری روزِ فرقت کی

آئی بہار چھکے رفوگر کو چھیڑیے
ہنس ہنس کے کہا جیب کے ٹانکے اُدھیڑیے

تھی اپنی جا نماز تو مدت سے رہن مے
تسبیح رہگئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہون وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس امیدوار بیٹھی ہے

کبھی نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

امیر اُس بدگمان کی کان تک پہنچی تو پھر کیا ہو
بھری مجلس مین کہتی ہو کہ ہم خالی نہین ہیں

جھک کے ملنے لگا وہ بت ہم سے
اے تری شان کبریائی کی

طور پر جو کلیم نے دیکھا
وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی

جان جائے یار ہے جو ہو سو ہو جھگڑا اب چکے
لے بھی ہو قصہ کہیں مقتل میں قاتل آکے

تو نے اے یار بے تپاک کیے
کیسے کیسے جوان ہلاک کیے

اک پری وش نے کیا تھا ناز سے مجھکو جو قتل
لائیں پریاں تخت میری لاش اٹھانے کیلیے

تیشے سے کوہکن کے آواز آرہی ہے
شیریں کے دل پہ الفت چوٹیں لگا رہا ہے

مجنوں سے کوئی کہدے لیلی غریب کب سے
زانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہے

پیاس سے پڑ گئے ہیں حلق میں کانٹے لاکھوں
پھول سے بھر کے کوئی جام پلادے ساقی

کہاں تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو
امیر ہائے ہماری زباں ہی نہ کھلی

کبھی اقرار ملنے کا کبھی انکار کرتے ہو
ٹھہرتے تم نہیں اک بات پر دل کس طرح ٹھہرے

انتہائے نشہ میں آتا ہے ہوش
ہوشیاری انتہائے نشہ ہے

وہ جلوہ دیکھ کر جب طور پر موسی کو غش آیا
تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتے تھے

کشتے ہم اس ادائے بت نازنین کی ہیبت
کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گئے

کیا دھاک تیرے فتنۂ قامت کی بندھی ہے
آتے ہوئے ڈرتی ہے قیامت نہیں آتی

جان جائے تو جائے پر اے جان
دل کہاں تمکو چھوڑ کر جائے

اس چشم مست کا ہے اشارہ ہر ایک سے
آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی

زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیوں
نمک رہا ہی مزہ خون سے شہیدوں کے

ترحم ایک طرف وہ جفا نہیں کرتے
جفا کا وعدہ کیا ہے وفا نہیں کرتے

برسوں تری تلاش میں ہم مثل گرد باد
آوارہ جنگلوں میں پھرے خاک چھانتے

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
تو جفا دوست ہے اک طرح جفا یہ بھی ہے

منہ پہ غصہ ہاتھ میں تلوار ابرو پر شکن
جان دو بھر ہو جسے وہ تم سے حال دل کہے

اثر تو دیکھئے قسمت کی نارسائی کا
نہ سمجھے تھے خدا کو جبتلک سمجھی تھی ہم سمجھے

دو ہاتھ جب کنارہ ہو دبراسمین کیا لگے
ہر نہال تاک مین واعظ وہی انداز ہے

میری کھیتی ہوئی ہے جب سر سبز
پنہان جو سوز عشق کرے مرد ہی وہی

ابھی وہی ہی ہماری شب فراق کی شام
آگیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج

یون جھلکتی نہین مینا مین شراب گلگون
عجب طلسم ہے الفت کہ سامنے آ سکے

امیر اُس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمھاری ہی
ہزار ہون حسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان پی تیا

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے
ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے مین دنیا مین

آتا ہے خون اب مری آنکھون سے بدمو
تکتی ہے دم ذبح جو بلبل طرف باغ

قاضی آئے کہ محتسب آئے
کسطرح بنتی ہے اے مرغ قفس صیاد سے

الفت کسی کی نوک مژہ سے جو تھی امیر
کہا جھنجھلا کے اُسنے وصل کی شب

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی

کہ یار تک مرے مرنیکی بھی خبر گئی
جو سمجھی اب تو یہ سمجھو نہ سمجھے تھے نہ سمجھین گے

ہم پیر کر شراب مین کوثر سے جا لگے
کونسی وہ شاخ ہی طوبی کو جسپر ناز ہے

برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے
دل پھنک گیا مگر نفس سرد ہی وہی

ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی
خدا ہی ہے جواب کیسے ہی تب ہے

دل پر خون کی گلابی یہ عجب عالم ہے
بجائے شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

کسی پتھر پہ دے ٹکو جو ایسا تمکو بھاری ہے
امیر اپنا تو ہے مشرب ادا نہین ہے تو کچھ نہین ہے

دکھیو بسمل وقت فرصت تنگ ہے
کہان سے آئے تھے اب ہم کہان کو جائینگے

آنسو کہان یہ آنسوؤن کا کچھ نچوڑ ہے
یاد آتی ہے حسرت دل آوارہ وطن کی

اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے
دل پھٹا جاتا ہے اپنا تو تری فریاد سے

مر کر بھی اک کھٹک سی رگ جان مین رہ گئی
کہ رونے سے کبھی فرصت بھی ہوگی

ایک مین نا ہم بھی اپنے مشرب کے

اب سر بازار کہتے ہیں اُٹھا کر وہ نقاب
آئینہ دیکھ کے وہ عکس سے فرماتے ہیں
غیروں کے حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
دو گھڑی سامنے رکھ کر اُسے رولیں بہزاد
آنکھوں میں تری نہیں مروت
بات اپنی اپنے دل ہی میں رہے
اے صنم اللہ والے سیکڑوں شیدا ہوئی
تم دکھاتے تو ہوا امیر کا دل
زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی ہمراہ ہے
دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
یہ آئینے میں اپنے عکس سے وہ شوخ کہتا ہے
مری اللہ مری اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
لہو رو آنسوؤں کا قحط اگر ہے
نہ کرائے چارہ گر چاک جگر کو بخیہ سے
اپنی کچھ گذرتی ہے کس طرح لے امیر
چلے آتے ہیں ہم بھی تیرے پیچھے
ساتھ اپنے کچھ نہ لائے تھے نہ کچھ ہم لے چلے
میری دوا شراب ہے مجکو نہیں حرام
تو کھینچے گا اُس کی شکل مانی
اب تو آجاؤ دم ہے آنکھوں میں
چھیڑ دو نا اپنی اسیری کی کہانی نہ کہیں

جسنے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی
ہم پر بھی لطف حال ہمارا ابھی غیر ہے
کھینچدے تو ہمیں تصویر ہماری دیکھی
کیا دیکھنے کے آشنا ہو کوئی
منہ سے نکلی اور پرائی ہو گئی
جب سے اس دنیا میں تم نام خدا پیدا ہوئے
اور جو وہ کوئی آ کر بیٹھے
دیکھنا اے دل رفاقت حسرت دیدار کی
ہجر سے جب آشنائی ہو گئی
گردن کیا میری تیری تیغ میں سد سکندر ہے
یہ ہٹ دھرمی ہے اے زاہد خدا سبکا برابر ہے
اسی دن کے لیے خون جگر ہے
ہو آئے کوچۂ جاناں اسی گھڑی ہی آتی ہے
ہم ہیں فقیر لوگ ہماری نبھلی کہی
تجھے اے عمر رفتہ کچھ خبر ہے
خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ دنیا سے چلے
زاہد نہ ہو یقین تو قاضی سے پوچھ لے
تو نے کبھی اور میں سے لینے مانی
ناامید انہ اک نگاہ سہی
منہ لگاتا نہیں اس خوف سے صیاد مجھے

اب میری ہڈیاں نہ گھلا گوشت گھل چکا
افسوس فکر کچھ نہیں صیاد کو مری
وہ لب ساحل نہائی کو جو ہیں آئے ہوئی
تیغ کھینچے وہ آرہا ہے امیر
باقی نہ دل میں کوئی الٰہی ہوس رہے
پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو
شورِ محشر امیر کو نہ جگا
حل نہیں ہوتا معما بیقراری کا مری
بیستون کی طرف آئی ہی تو شیرین سی کہو
دنیا سے نہیں زیست میں امید رہائی
دیکھتے وہ جو نہ آئے تو نہیں مجکو گلہ
سودا زدونکو قتل جو زلفِ رسا کری
پا چکے جین تہِ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
ابتو آسان ہے کردے مری مٹی برباد
یاد آگئی جو اُسکے دُرِ گوش کی امیر
نامہ بر یار سے آنکی نہیں کہتا ہے
مقتل میں وہ ہر گام پہ سو بار گری ہیں
ہے آج جو سرگزشت اپنی
دل میں جو ارمان تھے افسوس یون ہی رہگئے
مجکو نہیں شکایت مقتل میں اب کسی کی
تیغِ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھ کچھ

اے فکرِ رزق بس کہ یہ حصہ ہما کا ہے
گل کان رکھکی سنتے ہیں فریاد کو مری
ہوجین آتی ہیں چلی آغوش پھیلائی ہوئے
دیکھیئے آج کس کی آئی ہے
چودہ برس کی سن میں وہ لاکھوں برس کے ہے
کیا مزا ہے خلاف گوئی کی
سوگیا منہ سے غریب سونے دے
دل تو پہلو میں نہیں یارب تڑپتا کون ہے
اک ذرا تربتِ فرہاد پہ ہوتی جائے
پھر اہے اجل کا درِ زندان پہ ہمارے
میری حالت ہی وہ اب ہی کہ نہ دیکھی جائے
تم اور خوش ہو رنج تمہاری بلا کرے
دلِ بیتاب کو اللہ سلامت رکھے
پھر کہاں تو مجھے ای بادِ صبا پائیگی
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑی
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہیں کہتا ہے
یہ ٹھوکریں کھائی ہیں شہیدونکی سرونکی
کل اِس کی کہانیاں بنیں گی
دل جگر دونوں لہو ہو ہو کی آخر بہ گئے
پیکانِ دلدہی کی خنجر نے ہمدمی کی
اب رہی خنجرِ قاتل سے شکایت باقی

اک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ
پر آج تلک چہرے کی زردی نہین جاتی

کرتے ہو ڈھونڈ ڈھونڈ کے تم عاشقونکو ذبح
کتنا تمھین ثواب کمانے کا شوق ہی

قاتل مرے سوا کرے تو کسی کو قتل
اللہ تیرے ہاتھ کو پائے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جس جا نہ رو سکے
ایسی جگہ امیر سے کیا نباہ ہو سکے

رات بھر تڑپا پس دیوار مین تا صبح تک
بولی او خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہے
چھپین وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تلک تو کچھ کھنچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار
ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت مین یہ ہر روز خیال آتا ہے
اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنسکے کہتا ہی مرے زخم جگر سے قاتل
کر دئے تو نے نمکدان کے نمکدان خالی

ہم جو رونے پر اتارے ہو گیے
ہٹ کے سب دریا کنارے ہو گیے

اب تم چھپاؤ منہ نہ کرین ہم فغان کو ضبط
جو بات تھی وہ ساری زمانے پہ کھل گئی

حرم سے دیر کو آئے امیر مر مر کے
خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

موذنون کا برا ہو جگا دیا مجھکو
ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردے سے تم اللہ ری حفظ
غیب سے آنکھونپہ پردے پڑ گئے

دو دن کی محبت مین جو حالت ہوئی میری
برسونکے مریضون کی یہ صورت نہین ہوتی

تصور مین بھی تو آتا ہی تو سمٹا ہوا ای بت
چراتی ہی بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نہ جاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوئے
محبت مین دل کو سنبھالے ہوئے

کس شرم بھری آنکھ کی ہی فکر الہی
جو سر مجھے زانو سے اٹھانے نہین دیتی

نہین گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سنے
خدا تو ہے نہین سنتا اگر صنم نہ سنے

پتا نہ قیس کا پایا کہین ہزار پھری
تمام نجد مین محمل نشین سوار پھری

دو رنگ مین نہ دکھائی تڑپ کی قاتل کو

میری نہین تقصیر تری حسرت دیدار

کلیان نہین پھولون کی یہ دامن مین ہمارے

جنازے پر آؤ نہ تم گور پر

پہونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یار نے

ہم فقیرون کو کہان حوصلۂ وصل امیر

ہم قتل یون ہوے نہ کسیکو خبر ہوئی

ایسی دو دوہر کہین ہو سکتی ہی الفت مین امیر

دلکی تڑپ یہی ہے تو ضبط امیر کب تک

ہون مین بیمار محبت کوئی مجرم تو نہین

چھپتا ہی دل کا رنگ کہین ضبط آہ سی

کہا یہ اُسنے مجھکو ذبح کرکے

ہے آسمان الٰہی کس دل جلے کا مدفن

ضبط دیکھو اُدھر نگاہ نہ کی

کبھو قضا نہ چڑھے بار بار نہ اُسکے

ہاتھ ڈالا مین نے دامن پر تو بولی ناز سی

بنایا تھا ہے ناتوان کو تو لوگ

آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی

اور اک بات حسینون کی نرالی سنیے

کیون گٹھریان بھری ہین منعم نے پیرہن کی

وہ کیا اُٹھائے ہجر مین صدمے ملال کے

گو موت گرد مری ہونکے بیقرار پھری

دروازے سے تیرے مجھے جانی نہین دیتی

آلودہ خون کچھ ہین گریبان کے پرزے

کس امید پر جی سے جائے کوئی

پہنین جو چوڑیان تو کلائی اتر گئی

مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے

قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی

دل بھی پہلو مین رہے یار بھی پہلو مین رہے

بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھو گے

میری گھر پر ہے طبیبونکی چڑھائی کیسی

حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

تڑپنے دو نہ یہ حسرت بھی نہ رہجائے

اک شعلہ صبح ہوتے اُٹھتا ہی روز یانسے

مر گیئے مرتے مرتے آہ نہ کی

زبان دراز ہے تلوار میری قاتل کی

میرا دامن چھوڑ دے اپنا گریبان پھاڑ لیے

کفن رکھ لے تابوت مین لپیٹ لے

نہ ملی مجھ سے پر کبھی نہ ملی

دیجیے انکو دعائین بھی تو گالی سنیے

جائینگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی

جس ناتوان سی لطف نہ اُٹھیں وصال کے

ساقی نے مست ہو کے جو کین بیجا پیان
جنبش نہین سینے مین ہاری رگ جان کو
اپنے زخمون کے لیے مشک ہی مجکو درکار
زلفون کے کوٹے باندہ کے مشکین لگائیے
ہجر مین یاد تری زلف رسا آتی ہے
پوچھتا مین جو مسیحا کہین مجکو ملتے
آگ سی دلمین پس مرگ بھری رہتی ہی
گرتے افشان سی تمہارے جو ستارے دیکھی
خندۂ گل سن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سے
بے سبب نالان نہین مین یار کے در پر امیر
بجلی کی طرح پہرتی تھی محفل مین کوندتی
مارتے ہو نہ جلاتے ہو کبھی عاشق کو
خال شب کو رخ روشن پہ تمہاری دیکھے
صبا ہی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی
لاکھہ بار اٹھتا ہے پر جاتا نہین
ہوتی ہے تو صبح جدائی اگر ایسی
ابتدا و زندگی مستعار جاتی ہے
یہ سمجھے ہم جو اٹھا گرد بلو صحرا مین
روان ہے نکہت گل کی طرح یہ عہد شباب
جو بیقرار ہی دل اب ہو گر یہی ہوتی
آج تک گور مین لیلی کو نہین صبر و قرار

شرما کے مستی آنکھ کی پردے مین چھپ رہا
قاتل یہ تیرے تیر کے پیکان کی کھٹک ہو
بھیجدے لوٹتے ہوے بال جو ہون گیسو کے
مختار ہین حضور مرے بال بال کے
ہمکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہی
درد دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے
گھانس کب تربت عاشق کی ہری رہتی ہے
چاندنی رات مین جھڑتے ہوئے تارے دیکھے
چوٹ لگتی ہے مرے دلپر تری آواز کی
آشنا کرتا ہون اُسکو درد کی آواز سے
کیا کہیئے وہ نگاہ کدھر تھی کدھر نہ تھی
نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے
ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے
ہوا بھی اب تو ادھر کی اُدھر نہین جاتی
درد شاید دل مین میرے قید ہے
اللہ نہ دشمن کو دکھائے سحر ایسی
کرو نہ عذر کے فصل بہار جاتی ہے
کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے
پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے
تو آج تک مری کاہیکو زندگی ہوتی
سیر کی مجنون مرے مجنون کی صدا آتی ہی

واعی قسمت ہمتو لنگر ہی اُٹھانی ہین رہے
اُڑ گئین موجونکی صورت کشتیان احباب کی

پیشکش کرنا بھی کچھ لازم ہی بسمل کے لیے
سر رگڑا رکھا ہے مین نی تیغ قاتل کی لیے

مجھی پر چھُری تیز ہے ناصحا
کبھی اُسکو جا کر نصیحت نہ کی

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخشش ہی دیگا
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگارونکی

فصل گل آئی ہے یون ہم تم ملین ای نگہبدن
جیسی کلیان نکلی ہین شاخونسے سرجوڑے ہوے

تیرے کوچے سے اب نہ گذرین گے
ہم بھی ایسے نہین گئے گذرے

بت مین نہ وفا کی بات پائی
سب بے عیب خدا کی ذات پائی

آئی پیری قشقہ دہو زنار توڑا بای امیر
کیا اسی صورت سے جائیگا خدا کے سامنے

زاہد وہم سے پوچھو قدر انکی
بت سنے ملے ہین خدا خدا کرکے

غش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
کیا کیا شب فراق مین نوبت گذر گئی

درد بلبل خدا نہ سنوائے
ہائے گل کی صدا نہ سنوائے

زاہد کہے جو گزرے وہ بت کبھی نظر سے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر سے

مجلس وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہمکو تھامے ہوئے یان دست سبو لایا ہے

ہستی و نیستی کا کہلتا نہین ہے عقدہ
آتے ہین کچھ اُدھر سے جاتی ہین کچھ ادھر سے

صبر آتا ہے نہ مجھکو نہ اُسے آتا ہے
دل کو سمجھاتا ہون مین دل مجھے سمجھاتا ہے

میرے بالین پہ آکے بولی اجل
اُٹھیے سرکار نے بلایا ہے

کہا غم عشق جان سے کم ہے
غم رہے جان کا کسی غم نہ ہے

اک کنارے پڑا ہوا ہے امیر
کچھ تمہارا غریب لیتا ہے

دل نے کہا جو یار سے لپٹا مین وصل مین
ای شوق وصل ہان کوئی ارمان رہ نہ جائے

مین تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپے دون
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے

شیخ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون
لب پر صمد صمد ہے دلمین صنم صنم ہے

جانا اگر حرم کو ہے منظور اے امیر
تو میکدہ سے راہ ہے سیدہی لگی ہوئی

سو رہا پھیر کے منہ یار شبِ وصل امیر
واہ کیا طالعِ خوابیدہ نے کروٹ بدلی

مسکرائے وہ اس ادا سے امیر
مین تو سمجھا کہ اب گری بجلی

ہم جس کے غم مین مرتے ہین اسکو ابھی تلک
یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے

خواب مین تھا وصل اب بس ہی جدائی ہو گئی
آنکھہ میری کیا کھلی تقدیر میری سو گئی

اسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی
کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی

بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر
سمجھا مین آئے ہین مرے ارمان نکالنے

جاکر کہین گے حسن کی بازار مین امیر
ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے

آپ سے بلبل نکلتی ہے کہین گلزار سے
بیکسی ہمکو لیے جاتی ہے کوئی یار سے

چمن مین مری خاک اگر جائے گی
تو بلبل ندامت سے مر جائے گی

ترے بس مین ہے بوے گل اے نسیم
جدہر جائے گی تو ادہر جائے گی

نہ دیکھا تو نے اے لیلی کبھی چشم محبت سے
ہرن جا جا کے آنکھین ملتے ہین مجنون کی تربت سے

نقشِ تربت سے ہون آفت مین امیر
مٹ چکے یہ بھی کہین جھگڑا مٹے

دشتِ فرقت مین پڑی ہے مجھ پہ کیا مشکل کڑی
دن بہت کم رہگیا ہے اور ہے منزل کڑی

پاس یکتائی کا اس شوخ کو ایسا ہے امیر
گھر مین ہو آئینہ تو گھر کی طرف منہ نکرے

سمجھاتے ہین مجکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین
وحشت کی مین بھی لونگا تجکو جنون بھی ہے

بیخودی یار کا پتا دے گی
بے نشانی نشان بتا دے گی

بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے
اٹھ نہین سکتی کلائی آستین کی بوجھ سے

کیا مجھی کو دیکھکر حیرت ہوئی
دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی

بولے وہ شبِ وصال مجھ سے
اس شوق کی انتہا بھی کچھ ہے

تری کوچے مین ہین سب ہم سر بکف پر فرق ہی اتنا
کوئی ہے دو قدم پیچھے کوئی ہے دو قدم آگے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداع قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آفرین یہ نکلی

دل نہ بازار میں مہنگا ہی یہ سستا چھوٹے
کھو ہی جائے کہیں کمبخت کہ جھگڑا چھوٹے

دشتِ وحشت میں آدمی کیسا
سیکڑوں کوس جو گئے نہ ملے

ہم سیہ بختوں کو سرمے کی طرح
تیری چتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ کیوں روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکاں سے سوئے لامکاں لیگئی
یہ وحشت کہاں سے کہاں لیگئی

کوئی امیر ترا دردِ دل سنے کیونکر
تو ایک بات کہے اور وہ گھڑی روئے

وصل دل کھو نکر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی

چڑھ کے منبر پہ ہجو مے واعظ
اور جو سُن لے کوئی خراباتی

آنسو تو بہاتا ہوں مگر ڈر ہے یہ مجکو
دھو جائے نہ تن سے کہیں خاک اسکی گلی کی

وصل کی گل سے کوئی راہ تو نکال صیاد
نہ بیچ ہی ڈال مجھے ہاتھ کسی گلچیں کے

منتیں کس کس سے لیں قاتل تری نخچیر نے
چلے کھینچے تیر نے سجدے کیے شمشیر نے

دردِ دل کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے

مشتاق بوے زلفِ رسا کا دماغ ہے
تیر ابھی لے امیر بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دستِ جنوں کے ہر بن
کچھ نہیں کھلتا گریباں کون دامن کون ہے

شہر یک درد نہیں کوئی بڑے نکے آنکھوں سے
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستیں یار نے چڑھا لی ہے
وقتِ تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تم نے دیکھا تھا امیر
روتے روتے انکو ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو نوکِ مژہ کو وہاں امیر
اک پھانس سی یہاں مری دل میں کھٹک گئی

تو وہ بت ہے کہ تجھے ساری خدائی چاہے
بندہ اللہ سے کس کس کی برائی چاہے

آنکھ ابھی یاد میں اک گل کی لگی ہی میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دے

کہا جب اے صنم جلوہ دکھا دے
تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنسِ دل کو بازار مین کسی نے
سو بار لیگئے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچھ کہی نہین جاتی
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد
ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میرے زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہے
نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل یہ کہتا ہے

لگا دن دور سی تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہے
لپٹ جاون مین جوہرن کی میرا دل یہ کہتا ہے

زبانِ شمع کہتی ہے کہ مین تجھکو جلا دونگی
مین کب ٹلتا ہون پروانہ سرِ محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہو تم زبان سنبھالو
یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈھب ہے

تنہا مرے پاس شب کو آئین
اتنا مرا اعتبار کب ہے

آپ ہی جل رہے ہین پروانے
شمع کی سرگذشت کون سُنے

جب دن کو کہا اُنسے کہ وہ بات نہوگی
بولے کے ٹھہر جا ابھی کیا رات نہوگی

سمجھا نہ مین تو حضرت ناصح کی ایک بات
کچھ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی سُنا کیے

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدماغ ہین سب
نہ آپ سوئے نہ ظالم کسیکو سونے دیے

مطلب کی بات منہ تک آتی نہین کبھی
اک بات ہے کہ میرے دہن مین زبان ہے

پوچھے کوئی فلک سے کہان قیس و کوہکن
دو اک جو تھے نمود کے عاشق وہ کیا کیے

کہتا ہے کون گرد سواری کی گرد ہے
مجنون کو خاک محمل لیلیٰ کے گرد ہے

جب کہا مین نے تو کیون مجھے کرتی ہو شہید
ہنس کے کہنے لگے اللہ بھی اک کام ہے

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے
اللہ میرے لیے بھی پیکان عزیز ہے

اسکی پروا کچھ نہین تکلیف یا آرام ہے
اے غم جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہے

صبر آتا ہے مرے دل کو نہ تو آتا ہے
رات دن اب مری آنکھون سے لہو آتا ہے

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے
اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

نہ بت بقانہ سمجھا اسے ہزار پھولو نکی | کہ چار دن ہی چمن مین بہار پھولو نکی
گلی مین یار کے جب تک کہ مر نجائینگے | ہزار ہم گئے گذرے ہین پر نہ جائینگے
نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم | قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے
دست ساقی سے جو مین کچھ جام لینے مین رکا | غیب سی آواز آئی یہ شب آدینہ ہے
مین رو دیا جو امیر اُنکے مسکرانے پر | تو بولے آپکے میرے ہنسی نہین ہوتی
گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہے | ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے
آپ ہی تم امیر کھوئے گئے | یار کی جستجو کو نکلے تھے
کیا اُس بت نے قتل الحمد للہ | یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے
عشق مین انجام ہے میری سیہ بختی کا کیا | یار زلف شانہ ہین سے اپنی آشنا پوچھے
خنجر کا ذوق شوق شہادت کا جوش ہے | سر کی بھی مجھے خبر ہے نہ گردن کا ہوش ہے
حسرت کی جا نہین ہے جو وہ خود فروش ہے | جوبن کا ہی ابھار جوانی کا جوش ہے
جب دیکھتا ہون یار کے بند قبا کھلے | کہتا ہون یون ہی دل کی گرہ یا خدا کھلے
یہ رنگ تشنہ دہانی ہے بعد مردن بھی | اُگے ہین خاک سے کانٹے زبان نکالے ہوئے
گم ہو گیا ہون یار کو مین نامہ بھیج کر | قاصد پھرے اُدہر سے تو پائے کہان مجھے
میرے بالین پہ روتی ہے حسرت | عشق بھی مرگ نوجوانی ہے
وہ تیر جلد کہین آئے کب سی بیٹھے ہین | جگر کو تھامے ہوئے دل کو ہم سنبھالے ہوئے
کوے دشمن تو لایا ہے ہمین شوق | یہان سے گھر تلک اب کون لیجائے
اسواسطے مرتا نہین ایجان مین ابھی تک | بیداد کا تمکو کوئی ارمان نرہجائے
ڈالی پھولون کی اگر میرے حضور آتی ہے | پتی پتی سے مجھے بوی غرور آتی ہے
رہی ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ وہ اس کروٹ | جدا رہنے کی عادت مشکلون سی ہمنے ڈالی ہے
وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے | کہ درد عشق سے نا آشنا ہے

غم ہجر سے کوئی آشنا تو پوچھے
خو بہت اشک بہانیکی بُری ہوتی ہے
پھر تو نے امیر اُس ستمگر کی بات
ایسی کیا بات کہ اُٹھی تم امیر
دونون مین اُدہر ہی سے گر فرق ہو تو آشنا
انسان جو چاہے کہ نہو اُسکو کبھی رنج
آزردہ غیر سے ہوئی دین مجکو گالیان
پی کر آب دم شمشیر ہے اب تک وہی پیاس
عجب بیخودی ہے خبر کچھ نہین
نہ رہنے نہ جانیکی ہم کو خبر ہے
نامہ بر یار کے آنے کی نہین کہتا ہی
سارا جہان ہے گویا تصویرون کا مرقع
کٹ کے سر میرا جو قدمون پر گرا
تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہو گئی
ہے یہی قتل کی لذت تو مجھے اے قاتل
یہ دل نے کنج قناعت سے آشنائی کی
جان پائی ہے غم الفت مین کھونے کیلیے
دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے
جگر پنکھا ہلاتا ہے جو دل سینہ مین جلتا ہی
بالائے آسمان بھی ہم عرش آشیان تھے
خاموش ہین لحد مین جو لوگ خوش بیان تھے

کلیجا مرا کیون ملے ڈالتا ہے
دیکھ اے چشم تر اب کیسی ہنسی ہوتی ہے
سو باتین ابھی سُنا چکا ہے
اگر کسی طرح یہ بھر بتا نہ سکے
تقدیر بنا دی ہے تدبیر بتا دی ہے
زنہار کسی سے کوئی امید نہ رکھے
کس سے بھرے ہوئے تھے وہ کس پر برس پڑے
مُنہ سے باہر ترے کشتے کی زبان نکلی ہے
کہان سے ہم آئے کہان جائین گے
یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے
ایک بھی بات ٹھکانے کی نہین کہتا ہے
اس بزم مین کسیکو پروا نہین کسیکی
گر پڑے آنسو مرے جلاد کے
رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتی سو گیے
حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی
کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی
دل تڑپنے کے لیے ہے آنکھ رونے کیلیے
دل جو روٹھا تو منانے کے لیے جان گئی
جو ہمسایہ ہی آخر کام کچھ اُس سے نکلتا ہی
کوئی نہ تھا وہان بھی اب کیا کہین کہان تھے
غنچون کے وہ دہن ہین بلبل کی جو زبان تھے

دیکھا خزان مین ہمنے بلبل کے آشیان کو
کمزور پا کے ہمکو کیا بل کی لے رہے ہو

پہونچے جو ہم عدم کو اہل عدم یہ بولے
مین نہ کہتا تھا فغان کی مجھسی فرمایش نکر

کچھ تو میرے درد دل نے اُسکو دلمین یاد کی
دی مجکو محبت اک پری کی

ہر روز میرے مُنہ پر ہنستے ہین دوست دشمن
مجکو حیرت ہے کہ دنیا کی تو فانی ہے بہار

جو وہان جاتا ہے پھر اُسکی خبر ملتی نہین
بہار اُس رخ رنگین کی لوٹتا ہے خط

ترے چاہنے والے مر جائینگے
منہ دیکھتے نہین مقتل مین اجل کا ترے ہوتے

چھانتا ہون تری گلی کی خاک
بجائے دختر رز میکدے مین حور آئے

جب آتا ہے غش ہمکو آتا ہے دھیان
جب مین کہتا ہون غضب ہے ترا اکھڑا کیا ہے

کوئی دم بے تکلف ہو کے ستون مین اگر بیٹھے
امیر اتنا جو ہون مین پست قسمت وجہ ہے اسکی

دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے
ہم بھی تو نوجوانو آخر کبھی جوان تھے

مدت کے بعد آئے اُتنے یون کہان تھے
باغبان سب پھول مرجھا کر چمن مین گرپڑے

بیٹھے بیٹھے آج اُس بیدرد نے اک آہ کی
اللہ نے بندہ پرور [illegible] کی

رونے نے ہر گھڑی کی سب آبرو ڈبو دی
نخل حسرت کسطرح سے اس چمن رہ گئے

نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بردار رہے
ہم ایک عمر سے ہین جیسے زہر کھائی ہوئی

یہ ناکام بھی کام کرجائینگے
اے خنجر قاتل تجھے غیرت نہین آتی

دل مرا ہے یہین ملے نہ ملے
جو توبہ توڑدون تو آواز یا غفور آئے

امیر ایک دن یون ہی مر جائینگے
ہنسکے کہتا ہے ابھی آپنے دیکھا کیا ہے

تو جو کچھ عرش پہ ہے دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوہر انتخاب

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اُسکی فرقت مین بلا کا سامنا
آگیا قاتل توکل ہوگا خدا کا سامنا

اُڑ گئے پرزے تو قاصد کو ناگوارا ہوا
مین خوش ہون ایکسے نامہ مرا ہزار ہوا

صد شکر ہم سے آج وہ رشکِ قمر کھلا
انگڑائی لی تو ہم سمجھے که مقصد کا در کھلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمپایہ ہے میرا
سب چلدیے ہمزاد ہے یا سایہ ہے میرا

گڑکر زمین مین ظلم سے بچنے کا دھیان تھا
دیکھا تو زیرِ خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلادی عدم کی خضر منزل ملگیا
گھر سے اچھے وقت نکلا تھا که قاتل ملگیا

بعد مرنے کے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مردۂ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہو گر داغ نہ میخواری کا
مستیٔ عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد بھی شوخی تھی جفا بھی که ستم تھا
آدتی جو وفا آپ مین جو کچھ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست وہ ہوئے شاکی
چاہیے شکر اس شکایت کا

درمیان کیون فرقت مین باندھا اُس لبِ جانبخش کا
وائے قسمت دم نکلنے کا سہارا بھی گیا

تونے ہمسے بیوفائی کی تو تم سی حسن نے
لے گئے مسجد سے مجھکو مغبچے
کب گیا دل سے حسینون کا خیال
برسون کعبے مین رہے جا کی کلیسا کیا
مانگ بالون مین نکلواتے ہین اب غیر سی وہ
بسترِ خواب کو دیکھو کہ ہے ٹکڑے ٹکڑے
ہار اُس گل کا مرے ہاتھ سی ٹوٹا ہیہات
احسان یہ وقتِ گریہ ہے تیری خیال کا
خم توڑ کر بنائے بہت ساغرِ شراب
قبر کھود دی تو مگر یہ مری وحشت سی ڈرا
یون شبِ ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا
شہرِ بیگانہ مین ہوتا ہے مسافر کا جو حال
مین انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون
فریب اور کسی کو یہ جا کے دی قاصد
خط وطن کو لیے جاتا ہی تو لیجا قاصد
ہچکیاں لیتی ہین مقتل مین تری بسملِ ناز
قاصد کو ہوا دیکھ سکے شاید اسے سودا
پوچھو نہ مجھسے جا کی حسینون مین دلکا حال
سا عہد طوس کی صحرا مین کیا قیس نے بھی
ہے دورِ روے یار مین غائب چراغِ شب
گستاخ کس قدر ہے کہ محفل مین یار کی

وہ بڑا عادل ہے دیکھا انتقام آخر ہوا
توبہ توبہ مین پکارا ہی کیا
شیشے مین پریان اُٹھا ہی کیا
ٹنلا ڈھونڈ چکے ہم اُسے کیسا کیسا
ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہونا
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا
ساتھ ہی کیون نہ مرا تارِ نفس ٹوٹ گیا
دریا مین ڈوبتا تھا نکالا کرم کیا
ستون پہ محتسب نے نرالا کرم کیا
اپنی چادر بھی یہین دزدِ کفن چھوڑ گیا
مُردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا
ہے حسینونکے محلے مین وہ عالم اپنا
خبر نہین ابھی کسکا مزاج ہے کیسا
وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا
پر مرا حال نہ یارانِ وطن سے کہنا
یا کسی بزم مین مجمع ہے خوش آوازونکا
آیا درِ جانان سے مگر کچھ نہین کہتا
آپس کی چھین چھان مین صحرا کر ہو گیا
ابرِ تیرہ کو سیہ خیمہ لیلی سمجھا
باقی ہے اب تو ماہ کی سینے مین داغِ شب
خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغِ شب

ممکن نہین کہ بوسہ ملے مجکو یا جواب
مشکل کی بات ہے دہن اُسکا ہی لاجواب

مجھسے مسکین کے ساتھ رہتا ہے
کتنا مسکین نواز ہے غم دوست

شب وصل کی نہین ہے یہ گویا ہی روز حشر
جنت ہی روئے دوست جہنم ہی خوئے دوست

اشک دامن سے یار نے پوچھے
کچھ تو آنسو پہ پیچھے ہمارے آج

کسسے ہو وصل کی خواہش تری خیال کے بعد
کہ حشر تک نہین پہر ہجر اس وصال کے بعد

خوشی کا رنج ہے مجکو ملال کی ہے خوشی
کہ رنج ہے پس راحت خوشی ملال کے بعد

خبر آمدِ گل کیسی سنائی صیاد
یونہی ہم جلتے تھے اور آگ لگائی صیاد

ہو کو سنے سے اُنکے جو صدمہ ہو جان پر
خوش ہون کہ میرا نام تو آیا زبان پر

روسیاہ جرم الفت سے بے قصور آیا نظر
سطر قرآن کی طرح ظلمت مین نور آیا نظر

اے دشمنِ جان خوف تری تیغ سے کہا کر
آئی ہے اجل چشمۂ حیوان مین نہا کر

کرلے قبول اگر کسی مجرم کا یار عذر
ناکردہ جرم جا کے کرون مین ہزار عذر

آیا غش اُسکے سامنے پروردگار شکر
پائی تو منہ پہ یار نے چھڑکا ہزار شکر

مقام شکر ہے ممتاز غیرون سے کیا اُسنے
گنا ہون پر سزا دی اُنکو مجکو بیگناہی پر

نیرنگیِ عالم مین کبھی فرق نہ پایا
دیکھا تو وہی صبح وہی شام ہے ہر روز

کہین مٹتے ہین ہمارے دل مایوس کے داغ
ہو نگے مرہم سے نہ اچھے کبھی ناسور کے داغ

حقا کہ دو جہان مین ہے ذات الہ ایک
دو آنکھین جسطرح کہ ہے اُنمین نگاہ ایک

وہی دلبر ہے ہو جو دلربا ایک
ہزارون بت ہین عالم مین خدا ایک

اُس در پہ سجدہ کرکے یہ دربان کہہ لیا
مسجد یہان سے دور ہے وقت نماز تنگ

کہا مین نے کہ تم پر جان دون مین
کہا یہ بھی ہے کیا دینے کے قابل

ہمکو پروا نہین بھولی ہین جو گلزار مین گل
نوکِ مژگان پہ ہے یان لختِ جگر خار مین گل

لٹ گیے اے جفا کار ترے جور سے ہم
چار ہی روز مین کچھ اور ہوے اور ہی ہم

پھر قصد شبِ غم مین کرین دل ہی سی باتین
پھر کہتے ہین دیوانی سے کیا بات کرین ہم

دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
ہوئی پر نہوئی گردشِ ایام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یاد موے مژۂ یار دلا دیتی ہین
چبھ کے پھانسین جو مری دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمہین اسے اہلِ عدم آتی ہین
خیر اگر تم نہین آتی ہو تو ہم آتے ہین

کبھی شوخی وہ کبھین شرم کی انداز ہون
پھاڑیے کپڑے مگر سب چاک کی آواز ہون

مرگِ مجنون سے ہی ماتم ابھی بر بادشت مین
خاک اڑاتے ہین بگولی سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہی یار سامنے لازم ہی غش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہے وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سی کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل اسی حواس نہین

ہر چند نہین وصال ممکن
وہ چاہے تو ہے محال ممکن

امید جواب کی ہو کیا خاک
جب اُس سے نہو سوال ممکن

پیکے مے ان واعظون سی عذر خواہی کیا کرون
بو مے آتی ہے ہو منھ سی الٰہی کیا کرون

کہا کی تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذتِ زخم رقیبون سی نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سی یہ مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
اب تو سائے سی بھی دب جاتا ہون

ہجوم رنج سے اسکا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ انکو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعد مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی سب سے انتظارِ یار مین گم
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالت سے دل کی مین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہو آہ کیا کرون

عادت ہے مجکو آہ کی نازک مزاج یار
آتا ہے یہ دلمین اُسے ناصح کو دکھا دون
بے دیکھے برہمن کو ہے اکنا ہین حیران
بیری ہین ہین ایمان عشق کے داغ نہ ہونگے نہین
رشتہ بر پا مجھے صیاد نے آزاد کیا
رہنے دیتا نہین صیاد کبھی اپنے گھر مین
دل سے کہتا ہے تصور یار کا
جانے میخانہ ہی ہے مسجد
مانگیے کیونکر دعائے طول عمر
جا کر غیر بلایا جو مجھے مین آیا
سب بلاؤن ہی چھڑایا ہے جنون نے مجکو
حیات جاودان ہے اُنپہ مرنا
کیون کہون اُنسے کہ چھوڑو شیوۂ جور و ستم
کام آیا ضعف ہی کوئے بت دلخواہ مین
سنی ایک بھی بات تمنے نہ میری
کبھی ذکر دشمن کبھی ذکر رقیب
لیا نام واعظ نے جب اُسکے در کا
نکالا اُسنے اس حیلے سے ہمکو اپنے کوچے سے
اُس کے کوچہ مین کچھ رہرؤن کے نقش قدم ہین
آٹھ اللہ نے جنت کی بنائے گلزار
مرد مفلس ہون مرے اشک مسلسل ہین تو بس

ہے وصل مین یہ سوچ کہ اللہ کیا کرون
پیغام رشک جو لائے ہے جواب اُسکو مین کیا دون
اللہ کوئی بت تو نہ ہو کہ دکھا دون
گل بھولے لیتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین
نالہ کر کسی کا نہ ٹھے ہے بیابان مین رہون
ایسی تقدیر کہان ہے کہ گلستان مین ہون
تو مصور ہے تو مین تصویر ہون
کبھی گھور سے کبھی دن پھرتی ہین
منہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین
اپنے دھوکے یہ خفا ہو مین گنہگار نہین
لاکھ اب مجھ سے خطا ہو مین گنہگار نہین
مرے دشمن نصیب دشمنان کیون
ترک عادت ہی بعد از مدعا مین کوئی دشمن نہین
سائے کے ہمراہ گر کر رہ گیا مین راہ مین
سنین مین نے ساری زمانے کی باتین
یہ سب ہین مرے آزمانے کی باتین
کہا مین نے اب ہین ٹھکانے کی باتین
چلو جلدی کرو سامان رخصت کا ہم آتے ہین
کچھ طالب دیدار ابھی آئے ہین آ ہین
رہی نالہ داغون سے گلزار میری سینے مین
اور مین تو ہون گل کا زبان سے لاؤن

قاتل کے سامنے میں اگر مست ہوں تو ہوں
کہاں کوئی محرم کہوں کس سے غم
دعائے مرگ فرقت میں جو مانگی
اس رشک کا برا ہو کہ گلیوں میں خلق ہر
دل مکدر ہے بہت مجھا دو آئین تیر یار
ٹھہر ٹھہر کے ذرا لیجیو مرا تابوت
بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم
تیرے وعدے پہ شاد ہوں کیونکر
ہوئے زاہد مرید پیر مغان
فقط دو ہاتھ سو ہی ایک میں جام ایک میں شیشہ
کریگا قتل آخر رشک مجکو قتل ہونے دیتی
جان دی تب ملی مجھے راحت
اس جرم پر بجا ہے سزا دی جو مجکو ہجر
فقط غرض کی ہو دنیا کہ جب نکلتی ہو جان
غافل مری طرف سے ایسے جو ہو رہے ہو
قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو
آہ کرنے پہ کیوں بگڑتے ہو
درپئے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو
خوشی ہو نزع میں بھی جب آس پاس نہ ہو
مہر و وفائے غیر کا ہیچ گمان کرو
نہیں گھبرا ہے پلکوں نے چشم مست دلبر کو

غربت میں غیرت وش کی ہشیار تو نہیں
کہ غم کے سوا کوئی محرم نہیں
محلے والے چلائے کہ آمین
کہتا ہوں تجھ میں یہ مراد لربا نہیں
ہے یہ دہر کا رنگ کہ بجائے نہ پایا میں کہیں
کہاں امید کہ پھر آ دن کو سے قاتل میں
مر چکے ان خوبرویوں پہ مگر راحت نہیں
اپنی قسمت کو جانتا ہوں میں
واہ مرشد کو مانتا ہوں میں
کہاں وہ ہاتھ ہوا اب جو ہی ساقی کی گردن میں
شفاعت کے لیے کیوں لوگ اسکے پاؤں پہ گرتے
موت سے کچھ میں شرمسار نہیں
جیتا رہا میں لذت رود وصال میں
عزیز مردے کو گھر سے نکال دیتے ہیں
آنکھیں تو دیکھو صاحب کی نیند ہو رہی ہو
اسد ہے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو
تم تو صاحب ہوا سے لڑتے ہو
خوبصورت ہو خدا کے لیے بد نام نہ ہو
کہ دیکھنے جو وہ آئے کہیں اداس نہ ہو
ترچھی نظر سے پہلے ذرا امتحان کرو
کیا ہی وہ نون ہاتھوں ہے کسی کشمکش زمانہ ہو

جان بخش لب سے فیض جو ملجائے آپکو
جھکنے مین ہر کے دیر تہ تیغ کہین نہو
منکر گوشہ نشینانِ خرابات نہو
ہمنشینون سی یہ ایما ہی نہ یان آنے دو
پہلے زلفون کو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو
بھرے آتے ہین آنسو میرا حالِ زار دیکھو تو
عیادت کیسی آنا بھی کبھی منہ سی نہین کہتی
سناؤن کیا اُنہین نالی مین اپنے راتونکو
آپ تو دیکھتے جلتے ہین وہ جوبن اپنا
شبہہ کرتے ہین وہ جب دیکھتی ہین دربان نوکر
ضعف سی پاؤن کا وہ حال کہ جنبش ہی محال
ناز ہی تمکو بہت حسن کی یکتائی پر
داد ہر وار مین کوتا ہے مجھی سی وہ طلب
یون بھی آتا ہی کہین کوئی کہ میری گھر مین
لاغری کا ہے یہ احسان کہ مین اُس محفل مین
یار کے ذکر سے ناصح نے لگائی اور آگ
دیکھے کہان تھے ایسی حسینون کی جگھٹے
دل منعم و فقیر کے بدلا کرے سپہر
ملتا ہے مشقت سی ترا دامن دولت
خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے
ضعف سی کچھ بھی چل نہین سکتی

طوفان مین عمرِ نوح ملے ہر حباب کو
وہ شوخ زود رنج ہی چین بہ جبین نہو
کہ یہی گوشہ کہین قبلہ حاجات نہو
حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو
پھر مرے سینہ سے تم تیر کا پیکان کھینچو
اُٹھا ہی آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو
جہان سی اُٹھ گیا عاشق کہ ہی بیمار دیکھو تو
وہ دلمین خوب سمجھتی ہین ایسی باتون کو
دیکھتا ہون مین تو کہتی ہین کہ کیا دیکھتی ہو
بھیس بدلے ہوئی ان مین کوئی چالاک نہو
ہاتھ وہ جن سی گریبان بھی کبھی چاک نہو
اک ذرا آئینہ خانے ہی مین تو چلکر دیکھو
قدر دان زخم کا سمجھا ہے جو قاتل مجکو
پاؤن رکھا نہین کہتی ہو کہ گھر جانے دو
روز جاتا ہون خبر تک نہین دربانونکو
یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو
محشر کا روز اور الٰہی دراز ہو
اسکو کبھی خوشی کبھی اُسکو ملال ہو
بی توڑے ہوے پاؤن یہ آتا ہی کہان ہاتھ
کہ جان بلب ترا عاشق خدا کی گھر سے پھرے
آہ منہ سے نکل نہین سکتی

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے — کہ یا یہ جنون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اُسکو جو میری خبر کرے — ایک آہ ہے سو وہ بھی جو پیدا اثر کرے

ہین بڑے بیدرو یہ بت کسکو آگے روئیے — خاک بھی ہونا نہین ہی آبرو کیون کھوئیے

ٹالتے ہین روز وہ پر دل مرا مسرور ہے — آج کل کب تک کرینگے کیا قیامت دور ہے

کیا مزہ انجمن یار مین دل پاتا ہے — ذلتین روز اُٹھاتا ہے وہین جاتا ہی

خوشی نظر کہین اندوہ یاس مین آئے — اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئی

گلا کٹا نہ ذرا اُف بھی داد خواہ نے کی — چھری وہ تیز تری شرگین نگاہ نے کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے — پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سے جگا جاتا ہے

فوج بہار باغ سے گرم شتاب ہے — ٹھالے سے جو شجر ہی وہ پا در رکاب ہی

اب یہ حالت ہے کہ واقف ہوئی حال نزار — میرے دشمن کرتے ہین میری سفارش یار سی

عشق ہے پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہگئی — کاروان عمر گذرا آگ باقی رہگئی

ہے دختِ رز حلال تجھے کیا تمیز ہے — واعظ یہ زر خریدہ ہماری کنیز ہے

جانِ سمندر و دل پروا دے مجھے — اے سوز عشق ہمتِ مردانہ دے مجھے

دل چرایا ہے مرا پردہ خجل کتنا ہے — فق ہوا جاتا ہے منہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی ہمپہ تہمت ہے — ناز اُٹھانے کی اب بھی طاقت ہی

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گئے — ہم دن ڈھلا تو گور کے سایے مین ڈھل گئے

یہ نکلا نتیجہ جو آئے گئے — کہ اُس در پہ بیٹھے اُٹھائے گئے

یہ بھی ایک بات ہے عداوت کی — روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہے انہین فریاد رسی سے — رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل ہے پروانہ مرا پر وصل سے مایوس ہے — شمع تو ہے چاردیواری تری فانوس ہے

ہنسنے آئینہ دیکھا دشمنِ دل دو ہوئے — مشکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوئے

شمشیرِ آبدار کہ اُس کا نظارہ ہے
جاری ہے لین دین یہ رسمِ زمانہ ہے
میرا جگر ہو کانپ گیا اُس نگاہ سے
مرض میرے افزون یہ ہوتے گئے
دیوانگانِ زلف کا کب کام بند ہے
دیکھے جو میری آنکھون میں حلقے پڑے ہوے
کھلیں پلکیں نگہ اُس چشمِ افسون ساز کی نکلی
پردہ اُلٹ کے جب وہ دیدارِ عام کرتے
تیز یون دل ترے کوچے کی طرف جاتا ہے
شمع کو کس کی تجلی یہ نظر آتی ہے
دل اُس کا نرم کیا یہ دل نوحہ گر کرے
تنک کر زلف نے کیا حسن سے فونین چھپایا ہے
کیا تغافل ہے کہ سمجھا یار بیگانہ مجھے
وہ ہم ناز کی دلوں کو آنکھ دکھلائے تو کیا گزرے
اُس سنگِ آستان سے جو اپنی جبین ملے
میرے گھر ہے قصد آنیکا تو آؤ ناز سے
وہ درد ہے کہ اسکا مزا کچھ نہ پوچھیے
درازی کا اگر دونون کی دیکھو ایک مطلب ہے
بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے
دنیا سے کتنے اُٹھ گئے پر انجمن وہی
کچھ سنم نہین خلق جو انکو نگران ہے

دل ٹکڑے ٹکڑے ہو تو جگر پارہ پارہ ہو
دریا کا ابر ابر کا دریا خزانہ ہے
اُس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سے
کہ عیسی بھی بالین سے روتے گئے
آوازِ شب کی سرمۂ شب سے بلند ہے
اُفتادہ یہ نئی ہے کہ وہ اُٹھ کھڑے ہوے
کہ لیلی پردۂ محمل اُٹھا کر ناز سے نکلی
ایوب صبر کرتے تو ہم سلام کرتے
جسطرح تیر کوئی سوئے ہدف جاتا ہے
تھوڑی تھوڑی جو یہ محفل میں ہوئی جاتی ہے
ڈر ہے کہین نہ غیر کا نالہ اثر کرے
تعجب کی جگہ یہ ہے کہ دو شمعون میں چھپایا ہے
سب نے جانا آج تک اُسنے نہ پہچانا مجھے
دکانِ شیشہ گر میں مست آجائے تو کیا گزرے
سمجھے کہ بادشاہی روئے زمین ملی
پر وا حجاب کر سپہرِ تفرقہ پرداز سے
کہتا ہے دل کسی سے جدا کچھ نہ پوچھیے
شب ہی روزِ فرقت ہے قیامت روز کی شب ہے
بڑے بے وفا ہین خدا جانتا ہے
آئے بھی گل گئے بھی مگر ہے چمن وہی
سمجھے ہوئے ہین تابِ نظر انکو کہان ہے

مجکو کیا کام ہے دنیا مین جو عید آئی ہی
جو آنسو یون ہی زمین پر دیدۂ نمناک ڈالینگے
ہزار نالہ مرا آسمان تک پہونچے
قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی
جو ضعفِ دل کا یہی حال ہی تو عرش کجا
اُن ابروؤن کو دیکھکے حالت سقیم ہے
فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہے
جینا بھی دل جلو نکو تمہارے ممات ہی
عاشقون مین کہیے ایسا کون ہے
اسلیئے در پہ صدا دیتا ہون مین
ہونگے روزِ حشر اعضا تک عدو
چھوٹی ہے قیامت شبِ فرقت ہی بڑی ہے
ہے مدِ نظر خون یہ کس کا کہ حنا نے
اُس بزم مین اے شوق نہ باہر ہوا دب سے
سُرمے کی سلائی نے کیا آنکے جو مجرا
آزردہ نہو لیکے جو بوسہ نہ کیا شکر
میرے مرنے کی خبر جھوٹی اڑا دی مین نے روز
آپ ملتے نہین ہین گھر مین کبھی
نشۂ مے نے کر دیا اندھا
ممنونِ نازکی ہون کہ وہ پاس سے مرے
وصالِ یار سے ہی بے تکلفی ہی یہان

کیا ملون اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہی
کہان سے سر پہ پھر اہلِ مصیبت خاک ڈالینگی
نہین امید کبھی اُسکے کان تک پہنچے
اُچھل اچھل کے زمین آسمان تک پہنچے
نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے
تلوا مین دُہری مجھ پہ پڑی مین دل دونیم ہی
آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہے
احسانگرو موت قطرۂ آبِ حیات ہے
ہم نہ رہے تُمہارے تو اچھا کون ہے
بول اُٹھے شاید وہ اتنا کون ہے
جو ہین بیگانے ہین اپنا کون ہے
اس چار ہزار رات کی وہ ایک گھڑی ہے
ہوے ہین ترے ہاتھ تری پاؤن پڑی ہے
اللہ بچائے نگہِ چشمِ غضب سے
اُس آنکھ کی شوخی نے صدا دی کہ ادب سے
لب بند مرے ہو گئے شیرینی لب سے
کیا مسیحائی ہے غیرونکے جلانے کیلیے
کہتے ہین خانمان خراب سب مجھے
خاک سوجھے رہِ صواب سب مجھے
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ جاتے ہین زانو پہ ہاتھ رکھ
کہو ادب سے کہ رکھی معاف تیغ مجھے

ہے خدا ہی اگر پڑھا جائے
کسی قاتل سے پوچھیے تعبیر
دیکھ کر چشم مست جی ڈوبا
برسوں جب دوڑی شوقِ دید مین ہم
تیغ کیا دلمین مصور کی کھچی جاتی ہے
پسند آئی نہ دستِ جنون کی بیکاری
ہوئے کسی کی نہ ممنون صورتِ اخگر
ہی عید کہ زندان سی مین آیا ہون سوی دشت
نیرنگیِ عالم ہی کا شاکی ہے تو ایدل
جو سیر شبِ ہجر دکھاتا ہے تصور
گریبان چاک دیکھیگا تو کیا کیا بدگمان ہوگا
جب سی پیدا ہوے صیاد کی بس مین آئے
مضمون کمر کہ اُس کی دہن کا نکالیئے
مجکو یہ شوق ہی کہ کہین جلد ہو وصال
دشتِ جنون کی ہمکو اذیت پسند ہے
بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا
ہے ستم ہتون سے امیدوارِ کرم
ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سی
خالی نہ جامِ مے سی ہے میخانہ مین نہ خم
دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے
یہ دماغ اُنکو کہان تھا جو تکلم کرتے

خط لکھا اضطراب مین ہم نے
کشتے دیکھے ہین خواب مین ہمنے
غوطے کھائے شراب مین ہمنے
چھپ گئے تب اک نگاہ کی ٹھہری
کیا کہون نوکِ پلک کیا تری تصویر مین ہے
جنون مین اس لیے پہنا ہی پیرہن ہمنے
بدنسی مر کے بھی پیدا کیا کفن ہمنے
کانٹون سی گلے کیون مری چھالے نہین ملتے
نادان ابھی نیرنگِ محبت نہین دیکھے
ایسے تو تماشے شبِ وصلت نہین دیکھے
خداوندا کہین آئے رفوگر یار سی پہلے
پر نکلنے بھی نپائی کہ قفس مین آئے
ملکِ عدم کا کوئی تو رستا نکالیئے
اُنکو یہ فکر ہے کوئی جھگڑا نکالیئے
پھر کیا سمجھ کے پاؤن سی کانٹا نکالیئے
مرتے ہوئے کی دل سے تمنا نکالیئے
کارخانے ہین اُسکی قدرت کے
زمین ہے سجدون سی تنگ آسمان دعاؤن سی
خُرد و بزرگ جو ہی یہان آفتاب ہے
مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے
کاش سنکر مرے شکوؤن کو تبسم کرتے

منہ نہ کر کون ترے کوچے مین پا اُٹھتا ہے
خاک ہوتے ہین کوئی دم مین غبار اُٹھتا ہے

روکتا ہون مین زبان پر کبھی ہو کر بیتاب
دلِ نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہی

تیرے کوچے مین جو بیٹھا ہے جم کر
وہ مین ہون اور میر القش پا ہے

بنی ہے جبین تری زلف عنبرین کیلئے
یہ میری جان مناسب نہین جبین کیلئے

بڑا ہی داغ سجود اور داغ عشق مین فرق
کہ ہی یہ دل کے لیے اور وہ جبین کیلئے

ابتو روئے مردم دنیا نہ دیکھین گی کبھی
بلکہ آئینے مین منہ اپنا نہ دیکھین گی کبھی

دیکھکر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین
یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھین گے کبھی

ہے بجا رنگ جو یہ تیری سیہ خال کا ہی
یہ بھی ایک نقطہ مری نامۂ اعمال کا ہی

شورِ محشر کا سنا ذکر تو اُسنے یہ کہا
وہ تو آوازہ مری پاؤن کے خلخال کا ہی

عجب دلچسپ نقشہ عالمِ ایجاد رکھتا ہے
جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسی دل یاد رکھتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو
فقط تیر اسا قد ہے اور کیا شمشاد رکھتا ہے

دل سے آرزو بھی دی تو ہے لطف
یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان لائے کعبے مین اُس بت کو دیکھکر
کچھ بتکدہ مین جا کے برہمن نہین ہوئے

دے نہین حکم وہ گھر سے نکلوانیکا
بیخودی جلد مجھے آپ ہی باہر کردے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید
بات اُسکی زبان سے کوئی مطلب کی نکل آئے

جان لیتی ہین دمِ ذبح یہ جلدی اے موت
رک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دیوانے تو جی سے چلے ہین اُسی شوق و ذوق مین
پر دیکھیئے وہ لیکر نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کیسی زبان ہندی بھی نہین پڑھ سکتے
سیر دیکھو مری عرضی عربی ہیت گزری

نامہ عورت سے جو لیتے ہین وہ اب
غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

نا صحو اپنی سی اُمید دیکھا تو نصیحت کیسی
الٹی کرنے لگے اب اُس سے سفارش میری

کرون مین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر
ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ سبھے

ٹالنے کو مجھی جب بادن سی لپٹا تو کہا
جا کسی روز ترے سر کی قسم آئین گے

سختی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی

کیا جانے کہان اڑ گئی اُس بت کی تمنا
اب آپ مین آنا مجھے دشوار ہوا ہے

دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
مجھے منظور ہے منظور اپنے قاتل کی

کون جاتا ہے کہین بے مطلب
جان لینے کو اجل آتی ہے

چھیڑا جو بہت مین نے کہا خیر ہے صاحب
پردے کے نہ باہر کہین آواز نکلجائے

بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑے ہین
شاید کبھی کچھ کام خداساز نکلجائے

سُنتا ہون دعائے سحری کرتی ہے تاثیر
امید کہان پر شبِ فرقت مین سحر کی

چراغِ رخ نے کیا صاف اُنکا پردہ فاش
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا نسکے

رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجنون نظر
تیر وہ مجھپر لگائین گے یہی تعبیر ہے

وصل مین وہ کیا کرین گے چاک اے دستِ جنون
پرزے دامن کے اڑے میرا گریبان چھوڑ دے

گناہون سے مجھے اب ناتوانی باز رکھتی ہے
مے و خم دیکھ کر جاہون تو نیت بھر نہین سکتی

قطرہ زن پھرتی ہے ہر سو جو ہوا پر بدلی
ڈھونڈتی ہے کہ کہان خاک ہے برباد مری

کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
دیکھتی ہے ہر طرف نرگس جو آنکھین پھاڑ کے

اک دن مرے گھر ماہِ محرم مین تو آؤ
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہے

کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
محشر مین وہ دہان و کمر دونون چھپ رہے

بیساختہ دل دکھا تو بولے
کیا جانیے آہ تھی یہ کس کی

مجھے جب دور سے دیکھا وہ بولے
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے

قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
صدمے جھیلے ہین زندگانی کے

اک تار ہے ہمیشہ مگر مثلِ رنگ و بو
ہم سے نہ وہ ملے نہ کبھی اُن سے ہم ملے

افسانۂ سنگ و تیشہ سے ہے اور
یان صحبتِ ناخن و جگر ہے

پرزے خط کے ہین دست قاصد مین
ایک کیا سو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیری دیوانی مین پاک
دامن یوسف گریبان زلیخا چاک ہے

شب فرقت تو ابد تک نہین ہونیکی تمام
یہ ترے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہے

مین ہر اک سے جو خط اپنی بیان کرتا ہون
ہے یہ مطلب کہ اُسے کوئی ستمگر نہ کہے

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضور دوستان
دوست جب دشمن ہو پھر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر اُسے دیکھتا رہا ہون مگر
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

آئینے کی آنکھ سے لڑتی ہے جب عاشق کی آنکھ
چاشنی ہے نہین لذت ترے دیدار کی

وعدۂ وصل نے کیا بیخود
دیکھیے کیا وصال مین گزرے

یہ پوچھو نہ اس زمانے مین الفت کا حال کچھ
اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہو گئی

خوشا تقدیر بلبل بیٹھ گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجھے دشمن سمجھتے ہو تو پھر مجھسے ہو کیون غافل
کوئی غافل نہین رہتا جہان مین اپنے دشمن سے

برہمن اے صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یارب
زبان جسکی ہے جو اُسمین وہ تجکو یاد کرتا ہے

دو پیاس مین آب دم شمشیر تو ہم کو
اتنی بھی مروت تمہین اللہ نہین ہے

مشتاق ستم ہوگا نہ مجھسا کوئی بسمل
ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہے

سینے پہ مرے ہاتھ ہی اُسکا پے تسکین
تھم اے دل بیتاب کہین وہ نہ اچھل جائے

چمن اشک مجنون سے سیچا ہے شاید
کہ سنبل مین گیسوے لیلے کی بو ہے

آئینہ ہون مین شاید جو دیکھتا ہے مجکو
ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہے

خواب مین آئی تھے وہ غیر کے ساتھ
کھل گئی میری آنکھ خستہ ہوئی

تکلیف ہے یہ شکر گدا کو ہی مناسب
شاہون کی طرح کچھ غم عالم تو نہین ہے

ز ادب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا
دو نگاہین جب ملینگی ہم بغل ہو جاینگے

تمت

قطعاتِ تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلفِ حضرتِ مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ — مضامین جمع ہین یا یہ حسینوں کا یہ مجمع ہے

کھینچے نامے ہین کیون دل آرزو کیون ہوش اڑ تیز — پریرویون کی محفل یا حسینون کا مرقع ہے

۱۳۱۲ھ

حکیم محمد عبد الکریم خان صاحب برہم فتحپوری

این لغز کلامِ کیست دانی — کاندر ہمہ دھر ہمچو جان است

برہم دل و دیدہ کن نثارش — دیوانِ امیرِ نکتہ دان است

۱۳۱۲ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندرآباد

زہے جوشِ طبعِ روانِ امیر — مضامین کا دریا ہے اک بہ رہا

کہی میں نے تسنیم تاریخِ طبع — صنمخانۂ عشق ہے بے بہا

۱۳۱۲ھ

حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرع قدِ دلبر کا جواب — سارے مطلع رخِ انور کا جواب

خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق — پایا بتخانۂ آزر کا جواب

۱۳۱۲ھ

حضرت علی عبد القادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالجمال والعاصی

کرد مشق آباد دیوان را تمام
گفت تاریخش جمالِ عشقباز

حسنِ طبعِ عشق بنیانِ امیر
اے ہمہ عشقیت دیوانِ امیر
۱۳۱۳ھ

ولہ

چھپا جو آپ کا دیوان تو شاعرون نے کہا
جمالؔ یہ دُرِ شہوار سال کردو نثار

کہ آپ سعدیِ شیوا بیانِ عہد ہوے
امیر خسرو اہلِ زبانِ عہد ہوے
۱۳۱۳ھ

محمد حسام الدین صاحب حسامؔ خلف مولوی حافظ محمد نوراللہ

کیسے کیسے ہین شعر معنی خیز
مصرعِ سال بھی ہے باغ و بہار

سمجھین وہ انکو ہون جو ذو معنی
ہین یہ الفاظ پھول بو معنی
۱۳۱۳ھ

حافظ محمد علی صاحب حفیظؔ جونپوری

کھچا ہے عطرِ گلہاے مضامین
حفیظؔ اچھا کھلا تاریخ کا پھول

معطر بزم اربابِ سخن ہے
نہین دیوان تر و تازہ چمن ہے
۱۳۱۳ھ

مقرب الخاقان اُستاذ السلطان بلبلِ ہند جہان اُستاذ ناظم یار جنگ

دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغؔ دھلوی

داد کیا دیوان کہا ہے لاجواب
شوخیِ الفاظ ہے یا برقِ شوخ
لفظ مصرع بیت سب جادو بھرے
ہر نکیلا شعر دل مین چبھ گیا

ابتدا سے انتہا تک بے نظیر
بارشِ مضمون ہے یا ابرِ مطیر
دلفریب و دلستان و دلپذیر
اِس سے بڑھ کر کوئی کیا تاریخِ امیر

یہ سخن ہے لائقِ بزمِ سخن
یہ سخن ہے قابلِ شاہ و وزیر

یہ کلام ایسا کلام استاد کلام
ہے نشانِ مصحفی شانِ امیر

محو ہو جاتے جو اسکو دیکھتے
ناسخ و آتش تو کیا مرزا و میر

فیض لین اس سے نعمانی و فغان
داد دین اسکی ظہیر او طہیر

مستند کیونکر نہو ایسا کلام
جو کہا گویا ہے پتھر کی لکیر

بھاگنے کی راہ ڈھونڈھین عیب جو
اپنا اپنا کان پکڑین حرف گیر

آج ہے یہ طوطیِ معجز بیان
بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر

ایسا استادِ زمانہ ہے کہان
زندہ رکھے تو اسکو یارب قدیر

ہے یہی اے داغ اسکا سالِ طبع
کہدے تو زیبا خیالاتِ امیر ۱۳۱۳ھ

ولہ

اس گنج سخن سے تا قیامت
محروم نہونگے طالبِ فیض

یہ داغ نے سالِ طبع لکھا
دیوان امیر صاحبِ فیض ۱۳۱۳ھ

محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری

میرے استاد کا پہلا دیوان
تھا بلاغت کے چمن کا گلِ تر

اسکی تاریخ یہ لکھدے اے دل
اب فصاحت کا چھپا ہے دفتر ۱۳۱۳ھ

منشی امتیاز احمد خان صاحب راز

طالبِ طبع مین آیا جو صنمخانۂ عشق
جتنے مشتاق تھے پھر لگو دیوانے سے

راز تاریخ کہی مین نے جو نکلا دیوان
نکل آئی ہے پری سجکے پریخانے سے

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہر شہوار کی لڑیان
یہ لطف لطافت کسی دیوان مین کہان ہے
ترتیب کی تاریخ کہی مین نے یہ زاہد
دھوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے
١٣٠٦ھ

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی سب انسپکٹر سعد آباد ضلع متھرا

عشاق کی جان یہ صنمخانہ ہے
معشوقون کی آن یہ صنمخانہ ہے
کہتا ہے شمیم دیکھکر حسن کلام
اللہ کی شان یہ صنمخانہ ہے
١٣١٣ھ

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق
اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق
کیا حسن دکھاتا ہے صبا آنکھون کو
اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق
١٣١٣ھ

مولوی محمد عبد الواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکت مضمون دکھا رہی ہے بہار
سخن کے باغ مین ہی تازہ گل صنمخانہ
برنگ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا
ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین گل صنمخانہ
١٣١٣ھ

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح امیر لکھنوی کے
ہین سارے سخن شناس انسان
دیوان دوم چھپا جو اُن کا
ہر ایک کے تن مین پڑ گئی جان
لفظون سے عیان رخ معانی
آئینہ ہے اِس صفا سے حیران

ہر نقطے مین بے شمار نکتے خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ	ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان چھاپا بجدا یہ خوب دیوان ۱۳۱۳ھ

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرتِ مصنف

گوہر و جوہر صنمخانے کے ساتھ نور کی تاریخ ہے یہ لے ضمیر	دیکھکر بولا یہ چرخ چنبری ایک جا ہین ماہ و زہرہ مشتری ۱۳۱۴

منشی سید قمر الدین احمد صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسن صورت حسنِ معنی دونون مین یکتا ہے یہ فکرِ رنگین نے کہی تاریخ ترتیب لے قمر	ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے ۱۳۰۴

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفیدِ عام آگرہ

نوابِ رامپور کے اُستاد کا جواب غل ہے یہ اُنکے دوسرے دیوان کی طبع کا قادر ہوا جو گوش بر آواز بہرِ سال	دیکھا نہ آج تک یہ چرخ کہن سنا چھوڑا گلون نے زمزمہ بلبل کا اَن سُنا دل سے امیر سحر بیان کا سخن سُنا ۱۳۱۴ھ

منشی امرناتھ صاحب نصیب سیالکوٹی کلرک پوسٹماسٹر جنرل لاہور

بت ہے بہزاد سے حسنِ صنمخانۂ عشق یہ صنمخانہ ہے یارب کہ پریخانہ ہے	نام ہی نام ہے مانی کا نہین کچھ بھی نہین سامنے جسکے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین ۱۳۱۴ھ

—— ◦+◦ ——

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

نیر دیوان اک چمن ہے	اشعار یہ پھولونکی ہین چھڑیان
کیسی ہے چمک دمک کی تاریخ	مصرع ہین یہ موتیون کی لڑیان
	۱۳۱۳ھ

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہوسکے کیا وصفِ دیوانِ امیر	ہے سراپا دلپسند و دلپذیر
لکہ وجاہت مصرعِ تاریخ طبیع	بے بہا ہے یہ کلام بے نظیر
	۱۳۱۳ھ

محمد حبیب حسن وحشتی دیوبندی و مقیم حال رُڑکی

۱۳۱۳

ہوا شاہدِ مدعا جلوہ گر	چھپا ہے کلام جناب امیر
پئے غنچۂ خاطرِ شائقین	صبا ہے کلام جناب امیر
دلِ خلق مین صورتِ بوے گل	بسا ہے کلام جناب امیر
عروس سخن کے لیے لا کلام	ادا ہے کلام جناب امیر
اگر ہے ناز ہے جسقدر ذون کی	بجا ہے کلام جناب امیر
نہ کیون ختم ہو جاے شوقِ سخن	سنا ہے کلام جناب امیر
نہ وحشتی کو کیون فکرِ تاریخ ہو	بہا ہے کلام جناب امیر
یہ آنے لگی چار سُو سے صدا	نیا ہے کلام جناب امیر
	۱۳۱۳ ه

بالخیر تمت

اطلاع

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ -